نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

میرے آقا میرے لجپال مدینے والے
میرے حالات بدل ڈال مدینے والے
اپنی آنکھوں سے لگاؤں میں سنہری جالی
ہم کو بلوایئے ہر سال مدینے والے
صدقہ حسنین کا بھر دیجئے جھولی میری
مجھ کو کر دیجئے خوشحال مدینے والے
اپنے دکھ درد سناؤں میں کسے تیرے سوا
بن تیرے کون سنے حال مدینے والے
آل اطہار کے میں گیت ہمیشہ گاؤں
خوش رہے مجھ سے تیری آل مدینے والے

سوالات

(محکمہ ہائر ایجو کیشن)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔۔۔

کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: کل میں نے آپ سب کو گزارش کی تھی کہ جب وقفہ سوالات ہو۔۔۔

کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! ایک عوامی مفاد کی بات ہے۔۔۔

جناب سپیکر: کوئی ایسی بات ہے جو عوامی مفاد سے متعلق یہاں کوئی معزز رکن نہیں کرتا؟ میں آپ سے ملتمس ہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔ وقفہ سوالات ختم ہونے کے بعد میں آپ کو ضرور ٹائم دوں گا۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر ہائر ایجو کیشن سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔ شاہ صاحب! میرے خیال میں آپ کل تشریف فرما نہیں تھے تو میں یہ بتا دوں کہ کمیٹی میں تمام پارلیمانی پارٹیوں کے لیڈر صاحبان نے فیصلہ کیا ہے کہ وقفہ سوالات میں ایک سوال پر تین منٹ سے زیادہ وقت نہیں دیا جائے گا۔ اس دوران آپ چاہے جتنے مرضی ضمنی یا چھوٹے، بڑے سوال کر لیں لیکن تین منٹ کے بعد گھنٹی بجے گی اور اس کے بعد over ہو جائے گا۔ اب شروع کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 516 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا ہے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین چنیوٹ کے مسائل

*516: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر ہائر ایجو کیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین چنیوٹ سے تین لیکچرار کی اسامیاں صوبہ کے دیگر کالجوں میں شفٹ کی گئی ہیں؟

(ب) یہ اسامیاں کس کس مضمون کی ہیں، نیز ان اسامیوں کو وہاں سے دیگر کالجوں میں شفٹ کرنے کی وجوہات کیاہیں؟

(ج) جن مضامین کی اسامیاں شفٹ کی گئی ہیں اس وقت ڈگری کالج چنیوٹ میں اس مضموں کی تعلیم حاصل کرنے والی طالبات کی تعداد کلاس وار فراہم کی جائے نیز ان کو یہ مضامین پڑھانے کے لئے کتنی لیکچرار تعینات ہیں ان کے نام اور تعلیمی قابلیت بیان کریں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) مذکورہ کالج سے لیکچرار کی تین اسامیاں شفٹ کی گئی ہیں۔

(ب) یہ اسامیاں لیکچرار زوالوجی، کیمسٹری اور ایجوکیشن کی ہیں اور ان کو مختلف انتظامی امور کے تحت شفٹ کیا گیا تھا۔

(ج) جن مضامین کی اسامیاں شفٹ کی گئی ہیں وہ کیمسٹری، زوالوجی اور ایجوکیشن ہیں۔ ایجوکیشن میں کوئی طالبہ نہیں ہے۔ کیمسٹری میں سال اول میں 50 اور سال دوم میں 40 طالبہ ہیں اور ان کو مسز شہناز نیاز اسسٹنٹ پروفیسر کیمسٹری پڑھارہی ہیں جس کی تعلیم ایم ایس سی (کیمسٹری)ہے نیز مسز فضیلت علی اسسٹنٹ پروفیسر (باٹنی)جس کی تعلیم ایم ایس سی (باٹنی) ہے زوالوجی پڑھانے کے لئے موجود ہے لیکن بی ایس سی زوالوجی میں کوئی طالبہ نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید حسن مرتضیٰ: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (الف) میں مذکورہ کالج سے لیکچرار کی تین اسامیاں شفٹ کی گئی ہیں۔ وہاں پہلے ہی ایک کالج ہے اور وہاں سے بھی انہوں نے اسامیاں شفٹ کر دی ہیں تو کیا حکومت یہ چاہتی ہے کہ وہ ادارہ بند ہو جائے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! مذکورہ کالج سے لیکچرار کی تین اسامیاں شفٹ کی گئی ہیں تو میں معزز رکن کو بتانا چاہوں گا کہ یہاں سے دو اسامیاں 1993 میں اور ایک اسامی

1998 میں شفٹ کی گئی کیونکہ یہاں پر انتظامی امور اور شاید طالبات کی کمی کی وجہ سے اس وقت شفٹ کی گئی تھیں مگر اس وقت ہماری موجودہ حکومت کی یہ پالیسی ہے اور ہم نے ایک قسم کا implement ban کیا ہوا ہے کہ کسی بھی کالج کی اسامی کو وہاں سے کسی اور جگہ پر ٹرانسفر نہیں کرتے اور اگر یہ اس کی تفصیل چاہیں گے کہ یہ مختلف مضامین کی تین لیکچرار کی اسامیاں کہاں ٹرانسفر ہوئیں تو بتادیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! انہوں نے بتایا کہ طالبات نہیں تھیں تو جہاں پر لیکچرار ہی نہیں ہوں گے وہاں طلباء کہاں سے آئیں گے کیونکہ انہوں نے تو اسامیاں ہی شفٹ کر دی ہیں بلکہ ان کی پچھلے دو سال سے S.N.E کی ایک request آئی ہوئی ہے کہ ہمارے کالج میں یہ یہ اسامیاں چاہئیں مگر وہ تو fill نہیں کی گئیں۔ تمام backward اضلاع سے ایسی سیٹیں اپنے من پسند لوگوں کو adjust کرنے کے لئے بڑے شہروں میں شفٹ کروادیتے ہیں پھر اس پر اپنی مرضی کے لیکچرار اور اساتذہ کو تعینات کروادیتے ہیں۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ کیا ہمیں تعلیم کی ضرورت نہیں ہے، کیا وہاں پر اگر لیکچرار ہو تو طلبا نہیں ہوں گے ؟ اگر آپ ہمارے دیہی علاقوں سے آنے والے طلباء اور بڑے شہروں کے طلبا کی ratio نکال کر دیکھ لیں کیونکہ دیہی علاقوں سے آنے والے طلباء کی تعداد زیادہ ہے۔ اگر ہمارے ہاں لیکچرار ہوں گے تو طلبا ضرور کالج آئیں گے۔ میں ان کے جواب سے بالکل مطمئن نہیں ہوں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! 1993 میں حکومت کن کی تھی اس چیز کی وضاحت کریں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! 1993 میں حکومت پاکستان پیپلز پارٹی کی تھی اور پنجاب میں وٹو صاحب وزیر اعلیٰ تھے اور یہ ان کے ساتھ coalition میں تھے اور شاید شاہ صاحب بھی اس ایوان کے ممبر تھے اور اپوزیشن میں تھے۔ جناب کو بہتر پتا ہو گا۔

جناب سپیکر: جناب منسٹر! اس مسئلے کو resolve کریں۔ ان کو resolve کرنے کا کوئی طریقہ بتائیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں معزز رکن کو یہ بتانا چاہوں گا کہ اس وقت جو تین اسامیاں لیکچرار کی وہاں سے shift کی گئی تھیں۔ ایک ایجوکیشن کی تھی، ایک کیمسٹری کی تھی اور ایک زوالوجی کی تھی۔ ایجوکیشن میں اس وقت اس کالج میں student کی تعداد ایک بھی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ان کا سوال یہ نہیں ہے۔ ان کا سوال یہ ہے کہ اگر وہاں teachers نہیں ہیں تو کیسے کوئیstudent وہاں داخل ہو گا؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! میں عرض کرنے لگا ہوں کہ ہمارے پاس وہاں پر زوالوجی کی ٹیچر ہیں مگر وہاں کوئی بھی زوالوجی کا student نہیں ہے۔ صرف کیمسٹری کی 90 سٹوڈنٹس ہیں۔ سال اول میں کیمسٹری میں50 اور سال دوم میں 40 سٹوڈنٹس ہیں۔ ہمارے پاس زوالوجی کی ٹیچر ہونے کے باوجود وہاں پر کسی طالبہ نے admission نہیں لیا۔ یہاں میں ان کو یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ جو ان کی short fall ہے وہ ان کے آئندہ سوال میں آجائے گی جو انہوں نے اسی کالج سے related پوچھا ہے۔ میں اس کا جواب دے دوں گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: اب ٹائم ختم ہو گیا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں بیٹھ جاتا ہوں لیکن اس سوال میں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کا آگے سوال آرہا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں بیٹھ جاتا ہوں وہ تین منٹ بھی انہوں نے جھوٹ بول کر ضائع کر دیئے ہیں۔ اب انہوں نے 1993 والا کتنا بڑا جھوٹ بولا ہے۔ وٹو کی گورنمنٹ تھی اور وہ ہمارے کھاتے میں ڈال دی ہے۔

جناب سپیکر: اس معزز ایوان میں اللہ کے فضل و کرم سے کوئی شخص بھی جو بیان دیتا ہے وہ سوچ سمجھ کر دیتا ہے۔ جھوٹ والی بات مناسب نہیں لگتی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں اگلے تین منٹ لے رہا ہوں۔

جناب سپیکر: پھر اگلے تین منٹ کے لئے اپنا اگلا سوال نمبر بولیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا سوالنمبر619 ہے۔

گورنمنٹ کالج برائے خواتین چنیوٹ منظور شدہ

اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*619: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ کالج برائے خواتین چنیوٹ میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد گریڈ وار اور اسامی وار بتائیں؟

(ب) کتنی اسامیاں کس کس گریڈ کی کب سے خالی ہیں، ان کی تفصیل گریڈ اور اسامی وائز بتائیں؟

(ج) حکومت خالی اسامیوں کو کب تک پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ ہاسٹل وارڈن کی اسامی کافی عرصہ سے خالی ہے، حکومت کب تک اس اسامی کو پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ کالج برائے خواتین چنیوٹ میں منظور شدہ اسامیوں کی گریڈ وائز اور اسامی وائز بمعہ خالی اسامیوں کی تعداد کی تفصیل (Annex-I) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ایضًا

(ج) محکمہ ہائر ایجوکیشن نے PPSC کو لیکچرار کی خالی اسامیوں پر بھرتی کے لئے requisition بھیجی ہوئی ہے۔ پنجاب پبلک سروس کمشن برائے بھرتی لیکچرارز انٹرویو کر رہا ہے۔ جونہی سفارشات موصول ہوتی ہیں ٹیچنگ کیڈر کی ان خالی اسامیوں کو پُر کر دیا جائے گا۔ علاوہ ازیں نان ٹیچنگ اسامیوں پر بھرتی کے لئے محکمہ تعلیم پنجاب نے مجاز اتھارٹی سے نئی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے اجازت لے لی ہے اور appointing authorities کو احکامات جاری کر دیئے گئے ہیں۔

(د) اس کالج میں ہاسٹل وارڈن کی کوئی منظور شدہ اسامی نہ ہے۔ البتہ SNE میں اسامی کی منظوری کے لئے محکمہ خزانہ سے رجوع کیا جارہا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہ میرے بھائی ہیں، بڑے محترم ہیں اور میرے لئے قابل احترام ہیں۔ میں شاید غلط بول گیا ہوں۔ مجھے جھوٹ بولنے کی کوئی پارلیمانی زبان بتادیں کہ اگر کسی جھوٹے کو جھوٹا کہنا ہو تو پارلیمانی زبان میں کیا کہیں گے ؟

معزز ممبران اسمبلی: غلط بیانی۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ 1993 میں وٹو گورنمنٹ تھی۔

معزز اراکین اسمبلی: آپ ساتھ تھے۔ سینئر منسٹر آپ کا تھا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اس سوال کے جز(ب) میں پوچھا گیا تھا کہ کتنی اسامیاں کس کس گریڈ کی کب سے خالی ہیں، ان کی تفصیل گریڈ اور اسامی وار بتائیں؟ جز(ج) میں پوچھا تھا کہ حکومت خالی اسامیوں کو کب تک پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ انہوں نے بڑا تفصیلی جواب دیا اور کہا کہ ہم نے احکامات جاری کر دیئے ہیں اور جلدی بھرتی ہو جائیں گی۔ میرا سوال 9۔جون 2008 کا ہے۔ اسامیاں fill کرنے کے لئے انہیں مزید کتنے سال درکار ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ میرے انتہائی محترم بھائی ہیں میں ان سے آپ کی وساطت سے پہلے تو یہ گزارش کروں گا کہ ان کو یہ الفاظ نہیں بولنے چاہئیں تھے کہ میں یہاں on the floor of the House اس معزز ایوان میں جھوٹ بولوں گا۔ حقائق، حقائق ہیں اور 1993 میں وٹو صاحب کے ساتھ یہ coalition میں تھے۔ اس حقیقت کا سب کو پتا ہے، کسی سے چھپانے کی بات نہیں ہے۔ انہی کی گورنمنٹ تھی اور یہ مجھے کہہ رہے ہیں کہ میں جھوٹ بول رہا ہوں۔ اب میں ان کے جواب کی طرف آتا ہوں۔ ان کا پہلا جز ہے کہ (الف) گورنمنٹ کالج برائے خواتین چنیوٹ میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد گریڈ وار اور اسامی وار بتائیں۔ اس کی تفصیل ہم نے ان کو فراہم کر دی ہے پھر بھی میں ان کو shortly بتا دیتا ہوں کہ وہاں پر 26 اسامیاں ہیں جو ٹیچنگ سٹاف کی approved ہیں جس کو ہم sanctioned strength کہتے ہیں۔ جب ہم نے ان کو جواب بھیجا تھا تو اس وقت کم fill ہوئی تھیں کیونکہ

ہمارے لیکچرارز وہاں پر پنجاب پبلک سروس کمیشن کے through آتے ہیں۔ اس وقت ہماری 19 اسامیاں fill ہو چکی ہیں اور 7 پوسٹیں جو vacant ہیں وہ میں نے پچھلے سوال میں بھی عرض کیا کہ جیسے ہی ہمیں پنجاب پبلک سروس کمیشن سے لیکچرارز آتے جائیں گے ہم ان کو fill up کر دیں گے۔ دوسرا یہ تھا یہاں ایسوسی ایٹ پروفیسر کی اسامیاں خالی ہیں۔ پنجاب حکومت نے پہلی دفعہ یہ کیا ہے کہ ہماری گریڈ 18,19,20 میں اسسٹنٹ پروفیسر، ایسوسی ایٹ پروفیسر اور پروفیسرز کی جو اسامیاں خالی تھیں۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ ٹائم ضائع ہو رہا ہے میرا تو یہ سوال ہی نہیں تھا۔ پھر آپ نے کہنا ہے کہ تین منٹ ختم ہو گئے ہیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہم نے پبلک سروس کمیشن کو کہا ہے کہ۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! 8۔ ستمبر 2008 کو ان کو جواب موصول ہوا ہے اور آج 2010 کا بھی ستمبر آنے والا ہے۔ اس کو دو سال پورے ہونے والے ہیں اور ابھی تک تو انہوں نے کچھ کیا نہیں ہے۔ میں پوچھ رہا ہوں کہ انہیں مزید کتنا ٹائم چاہئے؟ وہ کچھ اور ہی اور بتائے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! غصے میں نہ آئیں، آرام سے بات کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں غصے میں نہیں ہوں۔ میں دراصل بھاگ کر آیا ہوں۔ میرا سانس پھول گیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کو تو غصہ ویسے ہی اچھا نہیں لگتا۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! پنجاب پبلک سروس کمیشن کا جو process ہے ہم نے انہیں request کی ہے کہ اس کو ذرا short کریں کیونکہ کسی بھی لیکچرار کو وہاں سے pass out کرنے میں پنجاب پبلک سروس کمیشن میں ایک سے ڈیڑھ سال لگتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ ٹائم بتا دیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں وہی بتا رہا تھا وہ سننے کو تیار ہی نہیں ہیں، درمیان میں بول پڑے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ سن رہے ہیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): اٹھارہ، انیس اور بیس گریڈ کی جو اسامیاں خالی تھیں ہم نے پنجاب پبلک سروس کمیشن سے کہا ہے کہ ستمبر تک جو اگلا academic session کالجوں کا شروع ہونا ہے ہماری اسامیاں پر کر دی جائیں تاکہ ہم ایسوسی ایٹ پروفیسروں کو کالجوں میں بھیج دیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! ان کی انتہائی کوشش ہے کہ چھٹیاں ختم ہونے سے پہلے پہلے یہ کر دیا جائے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! Non teaching staff میں ان کا جواب۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! Non teaching کا تو میرا مسئلہ ہی نہیں ہے۔ میں کچھ اور پوچھ رہا ہوں وہ ٹائم ضائع کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: بتائیں!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری عرض یہ ہے کہ انہوں نے کوشش کہاں کرنی ہے یہ تو گورنمنٹ ہیں، حکومت ہیں انہوں نے تو حکم دینا ہے کہ یہ اسامیاں پُر کر دو۔ مجھے یہ exact ٹائم دے دیں۔ بے شک کوئی دس پندرہ دن یا مہینہ آگے پیچھے ہو جائے۔

جناب سپیکر: وہ فرما رہے ہیں کہ چھٹیاں ختم ہونے سے پہلے پہلے ہم انشاء اللہ کوشش کر رہے ہیں کہ پُر کر دیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! انہوں نے کوشش نہیں کرنی بلکہ انہوں نے تو حکم پاس کرنا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، وہ پبلک سروس کمیشن میں بھی معاملہ ہے۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال بعد میں کروں گا پہلے یہ کہتا ہوں کہ دو سال والی delay بھی کل کو پیپلز پارٹی کے کھاتے میں جائے گی کہ پیپلز پارٹی کی وجہ سے delay ہوئی ہے۔

میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ discrimination ہے۔ جو سیٹیں ختم کرنے والی بات ہے کیا باقی پنجاب کے کالجوں کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا ہے؟ اگر ایسا ہے تو کیا rural areas کے بچوں کے ساتھ یہ discrimination نہیں ہے کہ ان کا choice of subject بالکل ہی ختم ہو گیا ہے، ان سے حق چھین لیا گیا اور ان کا بنیادی استحقاق ہی ختم ہو گیا ہے؟ بڑے شہروں میں تو ہر دو کلو میٹر کے فاصلے پر کالج ہے اور rural areas میں دو دو سو کلو میٹر پر کالج نہیں ہے تو میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا وہاں پر ایسی consideration ہو سکتی ہے کہ وہاں بچوں کو subject choice of کا حق دیا جا سکے؟

جناب سپیکر: جلدی سے جواب دے دیں، ٹائم بھی ختم ہو گیا ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جو انہوں نے سوال کیا ہے اس کا میں نے پہلے بھی جواب دیا ہے کہ ہماری گورنمنٹ نے ایک طرح سے ban لگایا ہے، ہم پوسٹیں شفٹ نہیں کر رہے ہیں۔ آپ نے خود دیکھا پچھلے سوال میں میں نے بتایا کہ وہاں زوالوجی کی ایک بھی سٹوڈنٹ بچی نہیں ہے مگر ہمارا وہاں پر ٹیچر available ہے۔ یہ بالکل ہماری کوشش ہے کہ کالج میں زیادہ سے زیادہ بچے subject opt کریں۔

جناب سپیکر: جی!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! وہ تو میجر صاحب کر رہے تھے۔ sorry میجر نہیں کرنل صاحب۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! انہیں بتا دیں کہ میجر سے کرنل بنتے ہوئے کافی ٹائم لگتا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: میرا بس چلے تو میں ساریاں نوں اک اک رینک تھلے کراں۔ جناب سپیکر! ہاسٹل وارڈن کی اسامی خالی ہے، ہاسٹل بند پڑا ہے یہ ذرا بتا دیں کہ یہ کب تک پُر کر دیں گے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس کالج میں ہاسٹل وارڈن کی کوئی منظور شدہ اسامی نہ ہے۔ البتہ SNE میں اسامی منظور کی گئی ہے۔ جب ان کا question آیا اس کے بعد ہم نے محکمہ خزانہ کو کہا ہے اور جیسا کہ آپ کو پتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: پلیز! آرڈر، آرڈر۔ شاہ صاحب! آپ کے سوال کا وہ جواب دے رہے ہیں آپ اپنی بات سنیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! SNE کو فنانس ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے delay کیا جاتا ہے اور ہم نے ان سے درخواست کی ہے کہ اس کو فوری approve کیا جائے اور اس وقت ہاسٹل وہاں پر بند نہیں ہے۔ معزز رکن اس شہر سے تعلق رکھتے ہیں اور شاید یہ کالج ان کے حلقے میں ہے وہاں پر ہاسٹل اس وقت چل رہا ہے اور اس میں تیس کے قریب سٹوڈنٹ رہ رہے ہیں مگر وہ اپنی مدد آپ کے تحت چلا رہے ہیں۔ ہم نے محکمہ خزانہ سے یہ کہا ہے کہ فوری طور پر ہاسٹل وارڈن تعینات کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، بس ٹھیک ہے اور آپ کی مہربانی، جی، اگلا سوال رانا عبدالرؤف صاحب کا ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! on his behalf

جناب سپیکر: .on his behalf سوال نمبر بولئے گا۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! سوال نمبر 1349 ہے اور اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز رکن عبدالرؤف کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 1349 دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، پڑھا ہوا تصور کیا گیا۔

تحصیل بہاولنگر میں مزید ڈگری کالجز بنانے کا مسئلہ

*1349: رانا عبدالرؤف: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل بہاولنگر میں صرف ایک بوائز اور گرلز ڈگری کالج ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ 1960 کے بعد تحصیل بہاولنگر میں کوئی بھی ڈگری کالج نہیں بنایا گیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ آبادی کے لحاظ سے یہ دونوں کالجز تحصیل بہاولنگر کے عوام کو مکمل تعلیمی سہولیات فراہم نہیں کر سکتے؟

(د) کیا حکومت تحصیل بہاولنگر میں مزید ڈگری کالجز بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے۔ تاہم ان دونوں کالجوں میں مندرجہ ذیل مضامین میں ایم اے / ایم ایس سی کی کلاسز 1995 سے تاحال جاری ہیں۔ گورنمنٹ ڈگری کالج بہاولنگر میں (i) ایم اے انگلش (ii) ایم اے اکنامکس (iii) ایم ایس سی شماریات اور گورنمنٹ گرلز کالج بہاولنگر میں۔ (i) ایم اے ایجوکیشن (ii) ایم اے انگلش (iii) ایم ایس سی سائیکالوجی کی کلاسز جاری ہیں۔

(ب) یہ درست ہے۔ تاہم سال 1995 میں بوائز ڈگری کالج میں تین مضامین میں ایم اے، ایم ایس سی، انگلش اکنامکس شماریات، کا اجراء کیا گیا اور گورنمنٹ گرلز کالج بہاولنگر میں سال 1995 میں بھی تین مضامین ایم اے / ایم ایس سی، انگلش، ایجوکیشن نفسیات، کا اجراء کیا گیا۔ مزید برآں بہاولنگر شہر میں اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کا ایک کیمپس بھی سال 2005 میں قائم کیا گیا۔ اس کیمپس میں ایم اے / ایم ایس سی کلاسز جاری ہیں۔

(ج) درست ہے کہ آبادی کے لحاظ سے تحصیل بہاولنگر کے دونوں کالجز عوام کو مکمل تعلیمی سہولیات فراہم کرنے کے لئے ناکافی ہیں۔ تاہم دونوں کالجز میں جاری پوسٹ گریجوایٹ کلاسز، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے کیمپس کے قیام اور لڑکوں کے دو ہائر سیکنڈری سکول اور لڑکیوں کا ایک ہائر سیکنڈری سکول تحصیل کی آبادی کو انٹر سے پوسٹ گریجوایٹ لیول تک کی تعلیمی سہولیات فراہم کر رہے ہیں۔

(د) ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر کالجز بہاولنگر نے تحصیل بہاولنگر کی آبادی کے پیش نظر نئے بوائز / گرلز ڈگری کالجز کے قیام کو ممکن بنانے کے لئے ابتدائی feasibility report بنانی شروع کر دی ہے اس ضمن میں سب سے پہلے قطعہ اراضی کی فراہمی اہم مرحلہ ہوتا ہے۔ مذکورہ کالجز کے قیام کے لئے قطعات اراضی کے حصول، نشاندہی کے لئے محکمہ اعلیٰ تعلیم کے نام منتقلی کے لئے ڈسٹرکٹ کوارڈینیشن آفیسر بہاولنگر اور ڈسٹرکٹ فارسٹ آفیسر بہاولنگر کو

خطوط ارسال کئے جا چکے ہیں مذکورہ کالجز کے لئے جونہی قطعات اراضی میسر ہوں گے مکمل کی تیاری کاکام شروع کر دیا جائے گا۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! اس سوال کے جز(ج) میں انہوں نے لکھا ہے کہ درست ہے کہ آبادی کے لحاظ سے تحصیل بہاولنگر کے دونوں کالجز عوام کو مکمل تعلیمی سہولیات فراہم کرنے کے لئے ناکافی ہیں۔ جز(ج) میں اس کی آخری سطر میں لکھا ہے کہ مذکورہ کالجز کے لئے۔۔۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! صرف ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ کی بات کی سمجھ نہیں آرہی۔ دیکھیں! میں نے floor ان کو دیا ہے، میجر صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میں نے یہ درخواست کی ہے کہ ممبر جب کھڑا ہوتا ہے تو صرف سوال نمبر بولتا ہے اور آپ کہتے ہیں کہ .taken as read تو سارا سوال پڑھتے ہوئے باقی سوال رہ جاتے ہیں تو میری یہ گزارش ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: جی، وہ بتا رہے ہیں اور انہوں نے جو relevant portion ہے اس کی طرف اشارہ کیا ہے اور وہ میں بھی پڑھ رہا ہوں اور وہ بھی پڑھ رہے ہیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں صرف دو لائنیں پڑھ رہا ہوں۔ جز(ج) میں، میں نے بتا دیا اور جز(د) کی آخری سطر میں لکھتے ہیں کہ مذکورہ کالجز کے لئے جونہی قطعات اراضی میسر ہوں گے مکمل feasibility report کی تیاری کاکام شروع کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر کسی جگہ پر کالجز کی ضرورت ہے اور سرکاری زمین موجود نہیں تو کیا وہاں کالجز نہیں بنیں گے، حکومت کی اس معاملے میں کیا پالیسی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وہ پوچھ رہے ہیں کہ جہاں حکومت کی زمین نہیں ہے تو اگر وہاں کالج بنانا ہے تو حکومت کی کیا پالیسی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جہاں پر کالجز کی ضرورت ہے تو وہاں پر گورنمنٹ زمین خریدتی ہے اور اگر گورنمنٹ کی زمین نہ ہو تو زمین خرید کر وہاں پر کالج بنایا جاتا ہے۔ میں

معزز رکن کو اس بارے میں تھوڑا سا بتانا چاہوں گا کہ یہ جو تحصیل بہاولنگر ہے اس میں ڈنگہ بونگہ ایک ٹاؤن ہے جس میں دو کالجز ایک بوائز اور ایک گرلز کالج فارسٹ کی زمین پر بنانے کے بارے میں ہم نے feasibility report بھیجی تھی مگر فارسٹ ڈیپارٹمنٹ کی پالیسی ہے کہ وہ اپنی زمین کسی اور مقصد کے لئے استعمال نہیں کرنے دیتے تو وہ وہاں سے 2009 میں reject ہو کر آ گیا ہے۔ اب اگر معزز رکن جنہوں نے یہ سوال کیا ہے بہاولنگر میں گورنمنٹ کی زمین کافی ہے تو نشاندہی کریں تو ہم وہاں پر کالج بنا سکتے ہیں اور آبادی کے لحاظ سے وہاں پر کالج بننا ضروری ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب! ضمنی سوال پر آ گئے ہیں۔ رانا صاحب! اب آپ تشریف رکھیں اور میاں صاحب کو موقع دیتے ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں اس میں آپ کے توسط سے منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آبادی کے حوالے سے انہوں نے کالجز کے قیام کے بارے میں بتایا ہے جو ابھی recently یہ خبر آئی ہے کہ گورنمنٹ آف پنجاب 26 کالجز کے لئے autonomous body بنانے جا رہی ہے تو میرا ان سے سوال یہ ہے کہ جب پنجاب کے اندر یہ 26 autonomous body بنائی جا رہی ہیں تو کیا جو آئندہ نئے کالجز بنائیں جائیں گے، ان کے مستقبل کے بارے میں انہوں نے کیا سوچا ہے اور یہ جو bodies بنائی جا رہی ہیں ان کا کردار کیا ہو گا؟

جناب سپیکر: میاں صاحب! یہ سوال اس سے متعلقہ نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں اور یہ نیا سوال بنتا ہے۔ جی، اب اگلا سوال محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کا ہے۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! .on her behalf

جناب سپیکر: .on her behalf جی، نمبر بولئے گا۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! یہ سوال نمبر 1807 ہے اور اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

(معزز رکن نے محترمہ ثمینہ حیات کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 1807 دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، .taken as read

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! جی۔

ضلع قصور میں کالجز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1807: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور میں اس وقت کتنے گرلز کالجز ہیں، نام و پتا جات سے آگاہ کریں؟

(ب) ضلع قصور میں اس وقت کتنے بوائز کالجز ہیں، نام و پتا جات سے آگاہ کریں؟

(ج) ضلع قصور میں اس وقت کتنے گرلز ہائر سیکنڈری سکولز ہیں، نام و پتا جات سے آگاہ کریں؟

(د) ضلع قصور میں اس وقت کتنے بوائز ہائر سیکنڈری سکولز ہیں، نام و پتا جات سے آگاہ کریں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع قصور میں اس وقت پانچ گرلز کالجز ہیں جن کے نام حسب ذیل ہیں۔

گورنمنٹ کالج برائے خواتین قصور

گورنمنٹ کالج برائے خواتین پتوکی

گورنمنٹ کالج برائے خواتین کوٹ رادھا کشن

گورنمنٹ کالج برائے خواتین چونیاں

گورنمنٹ کالج برائے خواتین پھولنگر

(ب) ضلع قصور میں اس وقت چھ بوائز کالجز ہیں جن کے نام و پتا جات حسب ذیل ہیں۔

گورنمنٹ اسلامیہ کالج قصور

گورنمنٹ کالج بوائز پتوکی

گورنمنٹ کالج کوٹ رادھا کشن

گورنمنٹ کالج پھولنگر

گورنمنٹ کالج چونیاں

گورنمنٹ کالج مصطفیٰ آباد

(ج) محکمہ ہائر ایجوکیشن سے متعلقہ نہ ہے۔

(د) محکمہ ہائر ایجوکیشن سے متعلقہ نہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال ہے؟

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو انہوں نے گورنمنٹ برائے خواتین کی تعداد دی ہوئی ہے، کیا یہ کالجز کی تعداد ہے تو کیا یہ آبادی کے تناسب سے پوری تعداد ہے، کیا نئے کالجز بنانے کی ضرورت نہیں ہے اور ان کا criteria کیا ہے جبکہ اب تک آبادی میں اضافہ ہو چکا ہے لہذا کیا حکومت پنجاب وہاں پر نئے گرلز کالجز بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! سیکرٹری ایجوکیشن کہاں ہے؟

جناب سپیکر: میجر صاحب! میری بات سنیں۔ آپ کی مہربانی ہے کہ آپ بار بار interruption نہ کریں، سیکرٹری کا کام ہے کہ وہ جا کر اپنے باکس میں بیٹھے اور ان کا کام ہے ان کو بلائے۔ یہ میرا یا آپ کا کام نہیں ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! سوالوں کا جواب بھی دینا ہے۔

جناب سپیکر: جی، سوالوں کا جواب انہوں نے دینا ہے، آپ کیا کرتے ہیں؟ ادھر سیکرٹری جواب دیتے ہیں۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ان کو آنا چاہئے۔۔۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میری عرض سن لیں، آپ بات کر لیں پھر میں کر لوں گا۔

جناب سپیکر: جی، میں نے تو بات کر لی ہے کہ متعلقہ منسٹر کی ذمہ داری ہے کہ اپنے سیکرٹری کو پابند کرے۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اب مجھے اجازت ہے؟

جناب سپیکر: جی۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہ ہاؤس کی ہمیشہ روایت رہی ہے کہ جب وقفہ سوالات ہوتا ہے تو منسٹر ہاؤس کے اندر جواب دیتا ہے لیکن گیلری میں سیکرٹری اور ڈیپارٹمنٹ بیٹھتا ہے۔ وہ سنتا ہے اور ان کے سننے میں کوئی حرج نہیں ہوتا تو اس روایت کو میرے خیال میں اس ہاؤس کی بہتری کے لئے قائم رکھنا چاہئے سیکرٹری اور ڈیپارٹمنٹ کو گیلری میں ضرور آنا چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، میں پہلے بھی اس بارے میں ان کو کہہ چکا ہوں اور میں بار بار کہتا ہوں کہ ان کے سیکرٹری کو یہاں آنhچاہئے اور ہونا چاہئے۔۔۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ ہمارا ایڈیشنل سیکرٹری اور دیگر سٹاف اس وقت گیلری میں بیٹھا ہے۔ ہمارے سیکرٹری صاحب تشریف لائے تھے مگر اجلاس چونکہ ٹائم پر شروع نہیں ہوا اور ایک گھنٹہ تاخیر سے شروع ہوا۔ ان کی ہائی کورٹ میں ایک hearing تھی جس کی وجہ سے سیکرٹری کو ہائی کورٹ میں بلایا گیا تھا اور وہ ہائی کورٹ گئے ہیں۔ جونہی وہ hearing سے فارغ ہوں گے تو وہ یہاں پر تشریف لے آئیں گے۔

کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! ہائی کورٹ superior ہے یا یہ ایوان superior ہے؟

جناب سپیکر: جی، حضرت! آپ تشریف رکھیں۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میری پھر آپ سے مؤبادنہ گزارش ہے کہ کل زراعت کے سوال تھے اور زراعت کے سیکرٹری بھی موجود نہیں تھے اور آج سیکرٹری کالجز موجود نہیں ہیں تو سیکرٹری سکولز کو ہونا چاہئے تھا۔ میری آپ سے مودبانہ گزارش ہے کہ اس ہاؤس کے تقدس کے لئے کہ آپ اس پر ruling دیں کہ جس دن جس ڈیپارٹمنٹ کے سوال ہوں اس کے سیکرٹری یہاں پر موجود ہونے چاہئیں۔

جناب سپیکر: ایک یہ چیز دیکھیں کہ اگر اس کو ہائی کورٹ نے طلب کیا ہے اور اگر وہ ہائی کورٹ گئے ہیں تو پھر آپ کو بھی پتا ہونا چاہئے کہ اس کا ایڈیشنل سیکرٹری یقیناً موجود ہو گا۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہو سکتا ہے کہ معزز رکن ایڈیشنل سیکرٹری چودھری اکرم صاحب کو پہنچانتے نہ ہوں، وہ اس وقت موجود ہیں۔

MR.SPEAKER: All the Ministers should be careful in future.

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں نے ایک اور بھی گزارش کرنی ہے کہ ایجوکیشن منسٹری کے ماتحت دو سیکرٹریز ہیں، ایک سیکرٹری سکولز اور ایک سیکرٹری کالجز ہیں۔ اگر ایک سیکرٹری ہائی کورٹ گیا ہے تو دوسرا کہاں ہے؟

جناب سپیکر: نہیں، ہائر ایجوکیشن ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں اپنے سینئر منسٹر راجہ ریاض صاحب کو بتانا چاہوں گا کہ سیکرٹری سکولز کا سیکرٹری ہائر ایجوکیشن یا ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ سے بالکل کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ اب آپ نے ان کا question day بھی علیحدہ کر دیا ہے تو اس لئے ان کا اس سے بالکل تعلق نہیں بنتا اور ہائر ایجوکیشن کے ڈیپارٹمنٹ کے لوگ یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ بار بار کہے جا رہے ہیں کہ میرے بڑے ہیں، میرے بڑے ہیں۔ انہیں چاہئے تھا کہ سیکرٹری کو بُلا لیتے اور وہ انہوں نے بُلایا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میں آپ کی نمائندگی کرتے ہوئے جتنے بھی ہمارے منسٹر صاحبان ہیں سب کو کہتا ہوں۔ جن کے متعلقہ محکمہ جات ہیں اپنے محکمہ جات کے سیکرٹری صاحبان کو پابند کیا کریں اور یہ بات مناسب نہیں لگتی کہ آپ پر پھر ایسے سوالات اُٹھیں۔ جی۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! انشاءاللہ! اس پر عمل کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: اب محترمہ کے سوال کا جواب دیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! پونے گیارہ بجے تک وہ یہیں پر تھے پھر گیارہ بجے انہوں نے ہائی کورٹ جانا تھا اس لئے چلے گئے۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! ان سے کہیں کہ کم از کم میرے supplementary question کا جواب تو دیتے جائیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ آپ کو جواب دے رہے ہیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جی، ان کا regarding supplementary question girls college تھا۔ اس وقت جو وہاں پر کالجز ہیں اس میں بالکل provision ہے، گورنمنٹ وہاں پر اور کالجز establish کرنا چاہتی ہے اور اس پر ہم workout کر رہے ہیں کہ ضلع قصور میں اور کالجز بنائے جائیں۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ اور کالجز بھی بنائے جائیں گے working ہو رہی ہے۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! میں جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! اسمبلی کے اجلاس کا ٹائم تین بجے کے بعد رکھا جائے۔

جناب سپیکر: حضرت! وہ آپ سے متعلقہ نہیں ہے۔ ادھر سے supplementary question آرہا ہے وہ سُننے دیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! میری استدعا یہ ہے، پہلے بھی کئی دفعہ گزارش کی گئی ہے کہ اس اجلاس کا ٹائم تین بجے کے بعد رکھ لیا جائے تاکہ متعلقہ محکمہ کے افسران بھی تشریف لا سکیں ۔ یہ اس ہاؤس کے وقار کے لئے بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ حضرت! آپ تشریف رکھیں، آپ کو اس بات کا پتا نہیں ہے۔ میں اس بارے میں آپ سے علیحدگی میں بات کروں گا۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز! آرڈر پلیز! کلو صاحب! بڑی مشکل سے آپ آگئے ہیں۔ آپ کی بڑی مہربانی۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں تو بولا ہی نہیں ہوں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ چلو میں نے کہہ دیا ہے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں نے ایک لفظ منہ سے نہیں بولا۔ آپ بتائیں، اگر میں نے ایک لفظ بھی منہ سے نکالا ہو۔

جناب سپیکر: آپ کا mike تو کھلا ہوا نہیں تھا مگر میرے تک آپ کی آواز آجاتی ہے۔ Have a seat. آپ کی بڑی مہربانی۔ (شوروغل) آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ جی محترمہ!

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ حکومت وہاں پر مزید کالجز بنانے کی ضرورت محسوس کرتی ہے تو میں ان سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ اب تک اس میں کتنی پیشرفت کی گئی ہے، کیا انہوں نے موجودہ بجٹ میں وہاں پر نئے کالج بنانے کے لئے کوئی رقم مختص کی ہے یا نہیں اور اس کا plan کب تک سامنے آئے گا؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس میں اب تک تین گرلز کالجز ہیں۔

1۔ گورنمنٹ گرلز کالج، کنگن پور۔
2۔ گورنمنٹ گرلز کالج، مصطفیٰ آباد۔
3۔ گورنمنٹ گرلز کالج، سید چراغ شاہ ٹاؤن۔

جناب سپیکر! ان تین گرلز کالجز میں ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ working کر رہا ہے۔ آپ کا بھی ضلع قصور ہے آپ کو exact locations کا پتا بھی چل گیا ہو گا جو میں نے بولی ہیں۔ میں معزز رکن کو یہ بتانا چاہوں گا کہ خواتین کی تعلیم پر ہماری گورنمنٹ کا بہت زیادہ emphasis ہے۔ ہمارا جو گورنمنٹ کالج برائے خواتین، قصور ہے وہاں پر ہم نے Post Graduation کی کلاسز بھی شروع کر دی ہیں۔ اس وقت انگلش، اسلامیات اور پولیٹیکل سائنس کے تین ڈیپارٹمنٹس میں ماسٹرز کی کلاسز ہو رہی ہیں۔

جناب سپیکر: .over now جی، next محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ!

SHEIKH ALA-UD-DIN: Mr Speaker! on her behalf.

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! سوال نمبر 1843 ہے۔ (معزز رکن نے محترمہ نگہت ناصر شیخ کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 1843 دریافت کیا) اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

کوئین میری کالج لاہور کی کینٹین کے ٹھیکہ کی تفصیلات

*1843: **محترمہ نگہت ناصر شیخ**: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کوئین میری کالج لاہور میں کینٹین کا ٹھیکہ ری کال کر کے دیا جاتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کوئین میری کالج کی کینٹین کا ٹھیکہ گزشتہ کئی سالوں سے ایک ہی آدمی کو دیا جاتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کوئین میری کالج لاہور میں پچھلے پانچ سالوں سے انتظامیہ کی ملی بھگت سے کینٹین کے لئے ٹینڈر کال نہیں کیا جارہا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ کوئین میری کالج لاہور میں کینٹین پر فی میل کی بجائے میل سٹاف کام کر رہا ہے؟

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت کوئین میری کالج کی کینٹین کا ٹھیکہ ری کال کرنے نیز میل کی بجائے فی میل کو ٹھیکہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) کینٹین کا ٹھیکہ ٹینڈر کال کر کے دیا جاتا ہے البتہ پرنسپل ٹھیکہ میں ٹھیکیدار کی کارکردگی کے پیش نظر توسیع کرتی رہی ہے۔

(ب) جی ہاں کوئین میری کالج کی کینٹین کا ٹھیکہ کئی سالوں سے ایک ہی آدمی کے پاس ہے۔

(ج) 2006 سے پرنسپل کوئین میری کالج ہر سال کینٹین کے ٹھیکہ میں توسیع کرتی رہی ہے جس پر سیکرٹری ہائر ایجوکیشن اس معاملہ کو بورڈ آف گورنرز میں پیش کرنے اور رپورٹ طلب کئے جانے کے احکامات جاری کئے ہیں۔

(د) کالج کینٹین پر میل اور فی میل دونوں سٹاف کام کرتے ہیں۔ میل سٹاف کینٹین کے لئے باہر سے سامان لانے کے لئے کام کرتا ہے اور کالج حدود میں طالبات اور اساتذہ کرام کو ڈیل کرنے کے لئے فی میل سٹاف کام کرتا ہے۔

(ہ) یہ درست نہیں ہے۔ مزید برآں کوئین میری کالج ایک خود مختار ادارہ ہے جس کے انتظامی امور کا فیصلہ بورڈ آف گورنر کرتا ہے یہ مسئلہ بھی بورڈ آف گورنر کے آئندہ اجلاس میں زیر بحث لایا جائے گا۔

MR SPEAKER: Should be taken as read?

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

شیخ علاؤ الدین: جی، جناب سپیکر! اس میں میرا supplementary question ہے کہ یہ مان لیا گیا ہے کہ یہ پرنسپل discretionary طور پر کینٹین کا ٹھیکہ ہر سال دے رہی ہے۔ اب انہوں نے جب یہ مانا ہے تو یہ نہیں لکھا کہ اس کو کتنے فیصد بڑھا کر دے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ ایک ہی آدمی کو دیا جارہا ہے یہ تو basic purchase manual کی violation ہے۔ یہ دیکھیں کہ یہ اس کو بڑھا کر دے رہی ہے، گھٹا کر دے رہی ہے، کس شکل میں دے رہی ہے اور ایک ہی آدمی کو بار بار کنٹریکٹ دے رہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، وہ آپ کو بتادیں گے یہ کونسا اتنا بڑا ڈیم ہے جو بننے لگا ہے۔ جی!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! 1998 میں سیکرٹری ایجوکیشن نے آرڈرز کئے تھے جس میں یہ کہا گیا تھا کہ تین سال کے لئے تمام کالجز کی کینٹین کا ٹھیکہ کنٹریکٹ پر، پرنسپل اور جو کالج کی کمیٹی بنے گی وہ ان کو دے گی اور یہ 1998 میں ایک سیکرٹری صاحب کے آرڈرز ہیں جو سیکرٹری ایجوکیشن تھے کیونکہ اس وقت ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ اور یہ اکٹھے تھے۔ اس میں یہ ہے کہ اگر تین سال کے بعد جو لوگ کینٹین چلارہے ہیں ان کی ورکنگ بہتر ہو تو پرنسپل کے پاس authority ہے کہ وہ اس کو extend کر سکتی ہے اور خاص طور پر یہ جو ہمارا ادارہ ہے اس میں Board of Governors بنا ہوا ہے جو 1998 میں establish ہوا تھا۔ سیکرٹری صاحب کے احکامات کے مطابق پرنسپل صاحبہ 1998 کے بعد سے کینٹین کا ٹھیکہ دے رہی ہیں اور اس میں ہر سال دس فیصد increase کیا جاتا

ہے۔اس کے علاوہ اس کالج کاBoard of Governors بھی بنا ہوا ہے۔ ہمارا autonomous collegeہے تو2006میں جب پچھلی حکومت تھی اس میںBoard of Governorsنے بھی اس چیز کوendorseکیا ہوا ہے اورBoard of Governorsکی جوmeeting 13th and 14thہے اگر شیخ صاحب اس کو پڑھ لیں تو اس میں بھی Board of Governors administratively and financially entitledہوتا ہے۔

شیخ علاؤ الدین: جناب سپیکر ! مہربانی کر کے آپ اس کا جز(الف) پڑھ لیں۔ اس میں کہا گیا ہے کہ کینٹین کا ٹھیکہtender callکر کے دیا جاتا ہے۔اگر منسٹر صاحب کی بات مان لی جائے کہ یہ1998سے چلا آرہا ہے تو پھرtender callکرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر: دیا گیا تھا نہیں، دیا جاتا ہے۔

شیخ علاؤ الدین: جی، میں یہی کہہ رہا ہوں کہ دیا جاتا ہے۔اوردوسری صورت through the negotiationہوتی ہے یہاں آنا چاہیے تھا کہ negotiationکے تحت دیا جاتا ہے تو یہ تو جناب misleadingہوگئی ایک یہ بات ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

شیخ علاؤ الدین: ابھی میں سوال تو کر لوں۔

جناب سپیکر: جی، ان کو سوال کرنے دیں۔

شیخ علاؤ الدین: ایک یہ بات ہے کہ یہاں پر negotiationنہیں ہو رہی tender callکیا جا رہا ہے۔اگرtender callکیا جا رہا ہے تو پھرopen tenderہو اس پر سب کوbidدینی چاہیئے۔اس کے علاوہ یہ کہہ رہے ہیں کہ 10 percent increaseپر وہ جس کو مرضی ٹھیکہ دے رہی ہے۔اب 10 percent increaseہے آپ فیصلہ کریں۔increase in food itemsکیا10فیصد ہے ؟اور دوسری بات یہ کہ اس کی کارکردگی توdiscretionaryہوگئی صرف پرنسپل کو مناؤ اور جو مرضی کرو۔ 1998سے وہی چلا آرہا ہے تو میں اس کا جواب چاہتا ہوں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے بتایا کہ اس وقت کے جو آرڈرز ہوئے تھے وہ اس کے مطابق تھا اور جو ٹینڈرز کے حوالے سے انہوں نے بات کی ہے میرے پاس اخبار کی کٹنگ موجود ہے جو 1998 میں tender call کئے گئے تھے وہ نوائے وقت اخبار میں دیئے گئے تھے۔ اس کے بعد ان contractors کو یہ contract ملا اور اس کے آرڈرز کئے گئے نہ صرف اس کالج میں بلکہ دوسرے کالجز میں بھی، سیکرٹری ایجوکیشن کے آرڈرز کے مطابق وہ سلسلہ چلا آرہا ہے وہ کینٹین ان کے پاس ہوتی ہے وہ contract تین سال کے لئے ہوتا ہے اس کے بعد وہ اس کو renew کرتے چلے جاتے ہیں۔ شیخ صاحب میرے لئے انتہائی محترم ہیں میں ان کو بتانا چاہوں گا کہ Board of Governors کی next meeting اگلے دس دن میں scheduled ہے ہمیں موقع نہیں مل رہا اس کے اندر ہم نے اس کینٹین کا معاملہ take up کر لیا ہے اور Board of Governors کی میٹنگ میں ہم اس پر بات کریں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بس ایک بات کرنے کا موقع دے دیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں باقیوں کا بھی خیال کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! Just in one sentence. یہ بھی میرے لئے بہت محترم ہیں لیکن میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ تیس جون کے بعد ہر financial year میں پچھلے تمام tenders lapse ہو جاتے ہیں ان پر کوئی قانون نہیں لگتا۔ یہ 1998 کے تحت کام ہو رہا ہے یہ غلط ہو رہا ہے۔ Thank you.

جناب سپیکر: جی. next question.

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میں اسی tender کے حوالے سے بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں اس پر اب بات نہیں ہو گی۔ آپ کی بہت مہربانی۔ جناب محمد حفیظ اختر صاحب!

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: .No point of order at this stage اللہ رکھا صاحب نہیں۔

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! حاجی نوید انجم صاحب نے کل بائیکاٹ کیا تھا۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کیا بات بعد میں سُنوں گا ابھی آپ تشریف رکھیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! شیخ صاحب میرے لئے نہایت محترم ہیں میرے پاس گورنمنٹ کا ایک notification ہے اس میں انہوں نے کہا کہ ہر سال tender کیا جائے اس میں تین سال کا لکھا ہوا ہے یہ کاپی میں شیخ صاحب کو بھجوا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ان کو پیش کر دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ تین سال جو ہیں یہ 1998 سے ہیں جو کہ 2001 میں ختم ہو جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، چھوڑیں۔ ان کا ٹائم بیچ میں نہ ضائع کریں۔ آپ نے حفیظ صاحب کا سوامنٹ لے لیا ہے۔ جی!

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال نمبر 1867 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

گورنمنٹ کالج برائے خواتین جہلم، آڈٹ سے متعلقہ تفصیلات

*1867: جناب محمد حفیظ اختر چودھری: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج برائے خواتین جہلم کا آخری بار آڈٹ کب ہوا، آڈٹ رپورٹ کی کاپی فراہم کریں؟

(ب) جن ملازمین نے مذکورہ آڈٹ کنڈکٹ کروایا ان کے نام اور عہدہ جات سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ کالج میں موجودہ درختوں پر آج تک نمبر نہیں لگائے گئے اور نہ ہی درختوں کی تعداد و اقسام کے متعلق کوئی رجسٹر مرتب کیا گیا؟

(د) کیا حکومت آڈٹ مینول کی مذکورہ خلاف ورزی پر ذمہ داران کا تعین کرنے اور ان کے خلاف انضباطی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج برائے خواتین کا آخری بار آڈٹ ضلعی حکومت نے برائے عرصہ 01۔07۔01 تا 03۔06۔30 کو کروایا جس کی آڈٹ اینڈ انسپکشن رپورٹ مورخہ 04۔07۔13 کو پرنسپل کو موصول ہوئی۔ انسپکشن رپورٹ کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) آڈٹ کے وقت کالج کی پرنسپل اور ڈی ڈی او مس انصری بیگم (ریٹائرڈ پرنسپل) گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج برائے خواتین جہلم تھیں۔ جنہوں نے مس عالیہ لیاقت برسر اور محمد اشفاق فیس کلرک کے ساتھ آڈٹ کروایا۔

(ج) کالج میں درختوں پر نمبر لگے ہوئے ہیں کالج میں باقاعدہ درختوں کا رجسٹر مرتب ہے اور اس میں درختوں کی تعداد اور اقسام کا اندارج ہے۔ کالج میں درختوں کی کل تعداد 243 ہے رجسٹر کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) آڈٹ رپورٹ کا عرصہ حکومت پنجاب سے متعلقہ نہ ہے بلکہ یہ ضلعی حکومت سے متعلقہ ہے جہاں پر یہ DAC اور SDAC میں زیر بحث آئے گی۔ اگر مجاز حکام نے آڈٹ پیروں کو سیٹل (Settle) نہ کیا تو یہ آڈٹ پیرا جات ضلعی اسمبلی کی پبلک اکاؤنٹس کمیٹی میں زیر بحث لائے جائیں گے اور قصور واران کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کے سوال کے آخری جز میں آڈٹ کے متعلق پوچھا گیا تھا اس کے جواب میں کہا گیا کہ آڈٹ رپورٹ کا عرصہ حکومت پنجاب سے متعلقہ نہ ہے بلکہ یہ ضلعی حکومت سے متعلقہ ہے یہ DAC اور SDAC میں زیر بحث آئے گی۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ DAC اور SDAC کی میٹنگ کب ہو گی اور جن لوگوں نے ایسا کام کیا کب تک ان پر responsibility fix کی جائے گی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جواب میں بھی کہا گیا ہے کہ آڈٹ رپورٹ کا عرصہ حکومت پنجاب سے متعلقہ نہ ہے بلکہ یہ ضلعی حکومت سے متعلقہ ہے جہاں پر یہ DAC اور SDAC میں زیر بحث آئے گی۔ اگر مجاز حکام نے آڈٹ پیروں کو settle نہ کیا تو یہ آڈٹ پیرا جات ضلعی اسمبلی کی پبلک اکاؤنٹس کمیٹی میں زیر بحث لائے جائیں گے اور قصور واران کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ ایوان کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کچھ لوگ اعتراض کر رہے تھے کہ سیکرٹری تعلیم نہیں ہیں۔ سیکرٹری تعلیم تشریف لے آئے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ سوال کا جواب دیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! آڈٹ رپورٹ کا عرصہ جو انہوں نے پوچھا ہے یہ حکومت پنجاب سے متعلقہ نہیں ہے بلکہ یہ ضلعی حکومت سے متعلقہ ہے جہاں پر یہ DAC اور SDAC میں زیر بحث آئے گا۔ اگر مجاز حکام نے آڈٹ پیروں کو settle نہ کیا تو یہ آڈٹ پیرا جات ضلعی اسمبلی کی پبلک اکاؤنٹس کمیٹی میں زیر بحث لائے جائیں گے اور قصور واران کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ یہ DAC اور SDAC ہیں اس کی۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ دیکھیں وہ اپنے جوابات بتا رہے ہیں سوال کرنے والے صاحب دیکھ رہے ہیں کہ آپ لوگ کیا کر رہے ہیں۔ آپ کی مہربانی پھر آپ کا ہی اس میں فائدہ ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): ان کی جب کوئی complaint آتی ہے تو اس ادارے کی میٹنگ رکھی جاتی ہے اور آڈٹ بھی کیا جاتا ہے۔ اگر وہاں پر اس کا فیصلہ نہ ہو تو ہماری پنجاب اسمبلی میں جو پبلک اکاؤنٹس کمیٹی ہے اس میں ان آڈٹ پیروں کو لایا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال جلدی کر لیں ٹائم ختم ہو رہا ہے۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ جو DAC اور SDAC ہے کیا وہ پنجاب کا حصہ نہیں ہے اور جب معاملہ PAC میں آئے گا وہ بھی تو حکومت پنجاب کا حصہ ہے۔ میں نے تو یہ سوال کیا تھا کہ DAC اور SDAC کی میٹنگ میں کب تک یہ

responsibility fix کریں گے۔ اکثر ایسا دیکھا گیا ہے کہ جس پر یہ responsibility fix کی جاتی ہے تو یہ اس وقت fix کی جاتی ہے جب وہ بندہ فوت ہو جاتا ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! معزز رکن نے جو بات کی ہے کسی حد تک یہ درست بھی ہے کہ اس میں delay ہو جاتی ہے مگر جب سے موجودہ حکومت برسر اقتدار آئی ہے اس نے اس کام کو expedite کیا ہے اور اس کام کو تیز کیا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ جب بھی کوئی آڈٹ یا انکوائری ہو تو فوری طور پر اس کا response آنا چاہئے۔ ہم ان کی بات سے بالکل agree کرتے ہیں اور اسی لئے ہم اس process کو تیز کر رہے ہیں اور انشاءاللہ جلد از جلد فیصلے ہوں گے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی آپ ہی کا ہے۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: سوال نمبر 1868 اس سوال کے جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

گورنمنٹ کالج برائے خواتین جہلم، لائبریری سے متعلقہ تفصیلات

*1868: **جناب محمد حفیظ اختر چودھری:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج برائے خواتین جہلم میں لائبریری کا قیام کب عمل میں آیا؟

(ب) مذکورہ لائبریری کا کورڈ ایریا بیان فرمائیں؟

(ج) اس وقت لائبریری میں موجود کتب کی تعداد بیان فرمائیں نیز ہر سال کتنی مالیت کی کتنی کتب خرید کی جاتی ہیں؟

(د) گزشتہ پانچ سال میں کتب کی خرید کے لئے مختص فنڈز کی سال وار تفصیل اور خرید کردہ کتب کی فہرست بیان فرمائیں؟

(ہ) اگر کتب کی خریداری کے لئے کوئی کمیٹی ہے تو اس کی تفصیل اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ برائے خواتین جہلم میں لائبریری کا قیام 1960-12-01 کو عمل میں آیا۔

(ب) لائبریری کا کورڈ ایریا 1863 مربع فٹ ہے۔

(ج) لائبریری میں کتب کی تعداد 17906 ہے۔ کالج کے سالانہ بجٹ میں حکومت کی طرف سے فراہم کردہ گرانٹ برائے خرید کتب کے مطابق کتب خرید کی جارہی ہیں جو ہر سال مختلف ہوتی ہے۔

(د) گزشتہ پانچ سالوں میں خریدی گئی کتب اور مختص فنڈز کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	تاریخ	مد	رقم	خرید کردہ کتب کی تعداد
1	30-06-2005	گورنمنٹ گرانٹ	9747/-	(Annex-c)43
2	10-06-2006	منسٹری آف ویمن ڈویلپمنٹ اسلام آباد حکومت پاکستان	100000/-	(Annex-D)343
3	29-06-2007	گورنمنٹ گرانٹ	52760/-	(Annex-E)209
4	2008	کوئی کتاب نہیں خریدی گئی		
5	2009	گورنمنٹ گرانٹ	37902/-	(Annex-F)79

(ہ) کتب کی خریداری کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی ہے جس کے ممبران کے نام اور تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام ممبران	عہدہ
1	مسز ثمینہ ضیاء(پرنسپل)	چیئرمین
2	مسز عظمیٰ ارشد(اسسٹنٹ پروفیسر فزکس)	ممبر
3	مسز عشرت احتشام(اسسٹنٹ پروفیسر فزکس)	ممبر
4	مسز عفت شاکر(اسسٹنٹ پروفیسر فزکس)	ممبر
5	مسز گل رعنا(اسسٹنٹ پروفیسر نفسیات)	ممبر
6	مسز شمسہ شاہد(اسسٹنٹ پروفیسر فائن آرٹس)	ممبر

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب والا! اس سوال کے جواب سے میں مطمئن ہوں۔ اس لئے میرا اس پر کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ مہربانی۔ اگلا سوال میاں طارق محمود صاحب!

میاں طارق محمود: سوال نمبر 1871 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج برائے خواتین جہلم کے قیام
اور کلاسز سے متعلقہ تفصیلات

* 1871: **میاں طارق محمود:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج برائے خواتین جہلم کا قیام کب عمل میں آیا، بوقت قیام کن کن کلاسوں کا اجرا ہوا؟

(ب) مذکورہ کالج میں گریجوایٹ اور پوسٹ گریجوایٹ کلاسز کے اجرا کی مرحلہ وار تفصیل بیان فرمائیں؟

(ج) اس وقت کن کن مضامین میں ایم اے / ایم ایس سی کی کلاسز جاری ہیں، پوسٹ گریجوایشن کی ہر مضمون میں داخل طالبات کی تعداد بیان فرمائیں؟

(د) 2007 تا حال پوسٹ گریجوایٹ کلاسز کے نتائج کی سال وار اوسط بیان فرمائیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) کالج کا قیام 1960 میں عمل میں آیا۔ اس وقت کالج انٹر لیول تک تھا۔ ایف۔ اے / ایف ایس سی کی کلاسز کا اجرا ہوا۔

(ب) 1973 میں ڈگری لیول تک اپ گریڈیشن ہوئی۔ جو مضامین پڑھائے جاتے تھے ان کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

بی ایس سی

1۔باٹنی	زوالوجی	کیمسٹری
2۔باٹنی	زوالوجی	جنرل نفسیات
3۔فزکس	کیمسٹری	جنرل ریاضی
4۔فزکس	ریاضی اے بی کورس	

بی اے

لازمی مضامین: انگریزی، مطالعہ پاکستان، اسلامیات،

آپشنل مضامین: عربی یا فارسی

1۔ اسلامیات، ایجوکیشن، معاشیات، فائن آرٹس، فلسفہ

2۔ سیاسیات، جنرل نفسیات، جنرل ریاضی، تاریخ کوئی سی زبان

(اردو، عربی، فارسی، انگریزی ادب)

3۔ ریاضی اے، بی کورس، جغرافیہ

(ب) 1987 میں پوسٹ گریجوایٹ لیول تک اپ گریڈیشن ہوئی۔ اسلامیات اور اردو کلاسز کا اجراء ہوا۔

(ج) اس وقت یعنی 2010 میں نئے پوسٹ گریجوایٹ کلاسز میں کوئی بھی طالبہ داخل نہیں ہے۔ 2008 میں ایم اے اسلامیات پارٹ ون اور ایم اے اردو پارٹ ون میں داخلہ نہیں کیا گیا۔ چونکہ پنجاب یونیورسٹی نے کالج کے دونوں پوسٹ گریجوایٹ مضامین ایم اے اردو اور ایم اے اسلامیات کا الحاق ختم کر دیا ہے۔

(د) رزلٹ 2007

	کل تعداد	امتحان میں شامل طالبات کی تعداد	پاس شدہ	نتیجہ
ایم اے اردو	6	6	6	100٪
ایم اے اسلامیات	22	22	20	90.91٪

رزلٹ 2008

	کل تعداد	امتحان میں شامل طالبات کی تعداد	پاس شدہ	نتیجہ
ایم اے اردو	1	1	1	100٪
ایم اے اسلامیات	24	21	20	95٪

رزلٹ 2009

	کل تعداد	امتحان میں شامل طالبات کی تعداد	پاس شدہ	نتیجہ
ایم اے اردو		01	01	100٪
ایم اے اسلامیات		22	21	95٪

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! جز(ج) میں اس وقت یعنی 2010 میں دو ہزار نئی پوسٹ گریجوایٹ کلاسسز میں کوئی بھی طالبہ داخل نہیں ہے۔ 2008 میں ایم اے اسلامیات پارٹ ون اور ایم اے اردو پارٹ ون میں داخلہ نہیں کیا گیا۔ کیونکہ پنجاب یونیورسٹی نے کالج کے دونوں پوسٹ گریجوایٹ مضامین ایم اے اردو اور ایم اے اسلامیات کا الحاق ختم کر دیا۔ جواب جو دیا گیا ہے اس کے مطابق 2002 میں ایم اے اسلامیات پارٹ ٹو میں تعداد 21 ہے، 2003 میں 15 ہے، 2004 میں پندرہ ہے، 2005 میں 17 ہے، 2006 میں 19 ہے، 2007 میں اس کی تعداد 22 ہے۔ اس کے بعد ایم اے اردو اور اسلامیات کے لئے کالج کا الحاق ہی ختم کر دیا گیا۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! 2008 میں یونیورسٹی نے ایم اسلامیات پارٹ ون اور ایم اے اردو پارٹ ون میں داخلہ نہیں کیا۔ چونکہ پنجاب یونیورسٹی میں کالج کے دونوں پوسٹ گریجوایٹ مضامین ایم اے اردو اور ایم اسلامیات کا الحاق ختم کر دیا گیا ہے۔ ایم اے اردو پارٹ ون اور ایم اے اسلامیات میں 25 نشستیں جو کہ یونیورسٹی کی discretion ہوتی ہے، ان کی اجازت دی تھی مگر طالبات چونکہ 25 سے کم تھیں تو اس وجہ سے انہوں نے اس کا الحاق ختم کر دیا ہے۔ مگر میں معزز رکن کے علم میں یہ بات بھی لانا چاہوں گا کہ گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج فار بوائز میں چار سالہ بیچلر ڈگری پروگرام میں ہم نے شامل کیا ہے تو انشاءاللہ تعالیٰ آپ کے سٹوڈنٹ وہاں داخل ہو جائیں گے اور بی ایس سی چار سالہ پروگرام پوسٹ گریجویشن کے برابر ہی ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: جی۔

میاں طارق محمود: جناب والا! اگر پنجاب یونیورسٹی نے affiliation ختم بھی کر دی ہے تو پھر گجرات یونیورسٹی بھی نزدیک ہے اور اردو اور اسلامیات کے مضامین میرے خیال کے مطابق ضروری ہیں جو 2008 سے لے کر اب تک ناانصافی ہوئی ہے یہ ختم ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ نے سنا ہے یا نہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! معزز رکن کے ساتھ بیٹھ کر اس مسئلے پر بات کر لیتے ہیں اور جس طرح انہوں نے بتایا ہے، گجرات یونیورسٹی کا ذکر کیا ہے اگر اس کے ساتھ

affiliate ہو کر کم سیٹوں پر بھی اجازت مل جاتی ہے تو ہم ان کو کروا دیں گے لیکن ہر یونیورسٹی کا اپنا ایک criteria ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

میاں طارق محمود: سوال نمبر 1872 اس کا جواب بھی پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب بھی پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج برائے خواتین جہلم، طالبات کی تعداد اور امتحانی نتائج سے متعلقہ تفصیلات

*1872: **میاں طارق محمود:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج برائے خواتین جہلم میں اس وقت موجود طالبات کی تعداد کلاس وائز بیان فرمائیں؟

(ب) انٹر تا ایم اے طالبات کے لئے کن کن مضامین پر مبنی گروپ بنائے گئے ہیں؟

(ج) سال 2002 تا حال سال وار بورڈ اور یونیورسٹی کے امتحانات میں شرکت کرنے والی طالبات کی تعداد امتحان وار بیان فرمائیں؟

(د) مذکورہ عرصہ میں بورڈ اور یونیورسٹی کے امتحانات میں شرکت کرنے والی طالبات کی امتحان وار اوسط بیان فرمائیں؟

(ہ) جن مضامین کی ٹیچرز نے اوسط سے بھی کم رزلٹ دیا ہے کیا حکومت ان کی ناقص کارکردگی پر ان کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج برائے خواتین جہلم میں اس وقت موجودہ طالبات کی کل تعداد 2961 ہے کلاس وار تفصیل (فلیگ "الف") ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) انٹر تا ایم اے کلاسز کے لئے جن مضامین پر مبنی گروپ بنائے گئے ہیں ان کی تفصیل (فلیگ "ب") ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سال 2002 تا 2008 سال وار بورڈ اور یونیورسٹی کے امتحانات میں شرکت کرنے والی طالبات کی تعداد کی تفصیل (فلیگ "ج") ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) مذکورہ عرصہ میں بورڈ اور یونیورسٹی کے امتحانات میں شرکت کرنے والی طالبات کی امتحان وار اوسط کی تفصیل (فلیگ "د") ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) کالج کے رزلٹ کا فیصد تناسب ہمیشہ یونیورسٹی / بورڈ کے فیصد تناسب سے زیادہ رہا ہے البتہ کچھ سالوں کے دوران چند اساتذہ کا رزلٹ یونیورسٹی کے فیصد / تناسب سے کم رہا ہے۔ ان اساتذہ کے اس رزلٹ کو ان کی سالانہ خفیہ رپورٹ میں درج کر دیا جاتا ہے جس کا اثر ان کی ترقی پر پڑتا ہے۔(تفصیل فلیگ "ہ" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میاں طارق محمود: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ کالج کے رزلٹ کا فی صد تناسب ہمیشہ یونیورسٹی / بورڈ کے فی صد تناسب سے زیادہ رہا ہے۔ البتہ کچھ سالوں کے دوران چند اساتذہ کا رزلٹ یونیورسٹی کے فی صد تناسب سے کم رہا ہے۔ ان اساتذہ کے اس رزلٹ کو ان کی سالانہ خفیہ رپورٹ میں درج کر دیا جاتا ہے جس کا اثر ان کی ترقی پر پڑتا ہے۔ میں نے اس میں دیکھا ہے کہ اگر تعلیم کا معیار کم ہو رہا ہے اور اتنے بڑے کالج کے رزلٹ میں جو کمی واقع ہو رہی ہے بچے کم پاس ہو رہے ہیں، تعلیم میں کمی آ رہی ہے تو کیا اس کی خفیہ رپورٹ میں ہی صرف لکھا جائے گا یا ان کے خلاف کوئی action بھی لیا جائے گا؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جن کالج اساتذہ کی سالانہ کارکردگی بہتر نہیں ہوتی ان کی سالانہ ACR میں لکھا جاتا ہے اس سے ان کی ترقی پر بھی اثر پڑتا ہے۔ تین سال تک consecutively ان کی performance اچھی نہیں ہے تو پھر ان کی promotion کو بھی delay کیا جاتا ہے۔ اس کے لئے بھی باقاعدہ ایک criteria موجود ہے۔ دوسرا میں ان کو یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ کوئی accountability ہوتی ہے؟ ہم نے پچھلے سال پنجاب میں

پہلی دفعہ کیا ہے کہ جن کالجوں کا نتیجہ دس فیصد سے کم آیا تھا ان پرنسپلز کے خلاف محکمانہ کارروائی کی تھی جو کہ ایک بہت بڑا اقدام تھا اور پنجاب حکومت نے پہلی دفعہ کیا تھا تاکہ ہمارے کالجوں میں quality of education بہتر ہو۔

میجر (ریٹائرڈ)ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! ضمنی سوال کا تو ایک بہانہ ہوتا ہے بعض اوقات mal practices ہورہی ہوں تو ان کی طرف توجہ دلانا ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال ہوتا ہے بہانہ نہیں ہوتا۔

میجر (ریٹائرڈ)ذوالفقار علی گوندل: جناب والا آپ بڑے ہیں اجازت دے دیجئے گا۔

جناب سپیکر: جی۔

میجر (ریٹائرڈ)ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! منڈی بہاؤالدین میں پوسٹ ڈگری کالج برائے خواتین کی حدود میں پولیس اسٹیشن بنا ہوا ہے۔اس پولیس اسٹیشن کی ایک دیوار گرلز ہوسٹل کے ساتھ ملتی ہے جبکہ اس کی دوسری دیوار کالج کے ساتھ ملتی ہے۔جہاں پولیس اسٹیشن بنا ہوا ہے وہ زمین محکمہ ایجوکیشن کے نام ہے اور وہاں تھانے میں رات کو جو چھترول ہوتی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ ضمنی سوال ہے؟

میجر (ریٹائرڈ)ذوالفقار علی گوندل: میری گزارش ہے کہ آپ میرے اس سوال کے ذریعے سے اس پر notice لے لیں۔

جناب سپیکر: میجر صاحب! میری بات سنیں اس علاقے کے لوگوں نے آپ کو اپنا نمائندہ بنا کر یہاں بھیجا ہے۔اس کے لئے آپ کو تکلیف کرنی پڑے گی۔دفتر آپ کے پاس موجود ہے کاغذ اور پنسل آپ کا ہونا چاہئے آپ رولز اینڈ ریگولیشن کے مطابق لکھ کر دیں تو ہم آپ کی بات سنیں گے اور یہ بھی آپ کی بات سننے کے پابند ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ)ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں اور میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے آج سے اڑھائی سال پہلے یہ سوال جمع کروایا تھا لیکن پتا نہیں باری کیوں نہیں

آتی۔پھر میں نے اس کے لئے تحریک التوائے کار بھی دی ہے لیکن اس کی بھی باری نہیں آئی۔میں یہ کہنا چاہتاہوں کہ جب ایک بات کی دو سال تک باری بھی نہ آئے تو پھر اس کا کیاpurposeرہ جاتا ہے؟

جناب سپیکر:ان کے بعد آپ کی باری آئے گی۔

میجر (ریٹائرڈ)ذوالفقار علی گوندل: آپ ہر اجلاس میںfresh questionلیا کریں تو پھر سارے لوگ کام کریں گے۔بندہ جو سوالputکرتا ہے پھر اسے بھول ہی جاتا ہے کہ میں نے دو سال پہلے سوال کیوں کیا تھا؟

جناب سپیکر:حضرت!اس کا طریق کار ہے؟

میجر (ریٹائرڈ)ذوالفقار علی گوندل:جناب سپیکر!آپ یہ کریں اور تاریخ میں آپ کا نام آئے گا کہ آپ نے بہت کام کیا ہے۔

جناب سپیکر:رولز اینڈ ریگولیشن کے مطابق ہی چلنا ہوتا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ)ذوالفقار علی گوندل:آپ رولز آف پروسیجر میں تبدیلی کریں۔

جناب سپیکر:ایجوکیشن منسٹر صاحب!یہ آپ کو علیحدہ مل لیں گے آپ انہیں مطمئن کریں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جی میں یہی عرض کرنے لگا ہوں۔یہ مجھے بتائیں تو میں اسے حل کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر:ان کاissue سنیں اور میرا بھیissueہے ہم اکٹھے مل لیں گے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جیسے جناب کا حکم۔

میجر (ریٹائرڈ)ذوالفقار علی گوندل:یہ تو میری خوش قسمتی ہوگی کہ آپ میرے ساتھ ہیں۔

جناب سپیکر:منسٹر صاحب!آپ اجلاس کے بعد میرے آفس میں آئیں گے اور اپنے سیکرٹری صاحب کو بھی ساتھ رکھنا تاکہ ان کا بھی مسئلہ حل ہو جائے۔اگلا سوال محترمہ نرگس پروین اعوان صاحبہ کا ہے۔تشریف نہیں رکھتیں لہذا یہ سوالdispose ofکیا جاتا ہے اگلا سوال بھی نرگس پروین صاحبہ کا ہے لیکن وہ تشریف نہیں رکھتیں لہذا یہ سوال بھیdispose ofکیا جاتا ہے۔اگلا سوال میاں شفیع محمد

صاحب کا ہے۔تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ سوال بھیdispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال محمد یار ہراج صاحب کی طرف سے ہے وہ بھی تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ سوال بھیdispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی طرف سے ہے۔

معزز اراکین: ڈگری

جناب سپیکر: No please, no please no please. This is not good. محترمہ تشریف نہیں رکھتیں لہذا یہ سوال بھیdispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین کا ہے۔ sorry معاف کرنا درمیان میں ایک سوال رہ گیا ہے۔محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا سوال ہے۔تشریف نہیں رکھتیں لہذا یہ سوالdispose of کیا جاتا ہے۔جی محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ! آپ اپنے سوال کا نمبر پکاریں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2048 ہے۔میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے اور اس پر میرا کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سرگودھا یونیورسٹی کا قیام و دیگر تفصیلات

*2048: **محترمہ راحیلہ خادم حسین:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سرگودھا یونیورسٹی کا قیام کب عمل میں آیا؟

(ب) سرگودھا یونیورسٹی کے قیام کے لئے حکومت پنجاب نے کتنی اراضی مختص کی؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کالج سرگودھا کو ہی یونیورسٹی کا درجہ دے دیا گیا؟

(د) سرگودھا یونیورسٹی کے قیام کے وقت کتنا سٹاف مقرر کیا گیا تھا نیز اس سٹاف میں کتنے لیکچرار/پروفیسرز بھرتی کئے گئے تھے، انکے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کالج سرگودھا کے ہی سٹاف کو اپ گریڈ کر کے انہیں یونیورسٹی میں ضم کر دیا گیا؟

(و) کن وجوہات کی بنا پر گورنمنٹ کالج سرگودھا کو یونیورسٹی کا درجہ دیا گیا، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) 19 نومبر 2002 کو یونیورسٹی آف سرگودھا کا قیام عمل میں آیا۔

(ب) سرگودھا یونیورسٹی کے ذیلی کالج (Constituent Colleges) سرگودھا میڈیکل کالج اور زرعی کالج کے لئے پچاس پچاس ایکڑ اراضی مختص کی ہے جبکہ 86 کنال پہلے ہی کالج کی اراضی تھی، اس طرح کل اراضی 100 ایکڑ اور 86 کنال ہو گئی ہے۔

(ج) جی ہاں۔

(د) سرگودھا یونیورسٹی کے قیام کے وقت صرف وائس چانسلر کا تقرر کیا گیا تھا۔ لیکچرارز / پروفیسرز جو کالج میں کام کر رہے تھے انہیں ہی ٹرانسفر کر دیا گیا تھا۔

(ہ) درست نہ ہے۔

(و) حکومت نے علاقہ میں تعلیم کی ترقی و ترویج کے لئے گورنمنٹ کالج سرگودھا کو یونیورسٹی کا درجہ دیا۔

جناب سپیکر: very good، جی اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے

چودھری عامر سلطان چیمہ: میرا سوال نمبر 2078 ہے۔ میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع سرگودھا کے کالجز کو بسیں فراہم کرنے کا مسئلہ

*2078: **چودھری عامر سلطان چیمہ:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے ضلع سرگودھا کے درج ذیل کالجوں میں بسوں کی فراہمی کی منظوری دی تھی:۔

1۔ گرلز ڈگری کالج بھاگٹانوالہ = 1 بس

2۔گرلز کالج 36 جنوبی=1بس

3۔بوائزڈگری کالج بھاگٹانوالہ=2بسیں

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان بسوں کی خرید کے لئے مطلوبہ فنڈز13.722 ملین کی منظوری بذریعہ چٹھی نمبر ایس او(پی111) 64-4/2003 مورخہ 27-2-2007 کو دی گئی تھی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ابھی تک یہ بسیں خرید نہیں کی گئی ہیں،اس کی کیا وجوہات ہیں اور کب تک بسیں فراہم کر دی جائیں گی؟

(د) جب فنڈز وصول ہو چکے تھے تو ان کو 30۔جون 2007 تک کیوں استعمال نہیں کیا گیا؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے غیر منظور شدہ اسکیموں کے لئے بلاک ایلو کیشن رکھی ہوئی ہے تو ان منظور شدہ سکیموں کے لئے اضافی فنڈز اس ایلو کیشن میں سے کیوں نہیں دیئے جا سکتے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جی ہاں درست ہے۔

(ب) انڈر سیکرٹری، ڈویلپمنٹ حکومت پنجاب ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ لاہور نے مراسلہ نمبرSO(P-III)4-64/2003 مورخہ 19-03-2007 کے تحت ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن (کالجز) پنجاب لاہور کو 4 عدد بسوں کی خریداری کے لئے تحریر کیا کہ فنانس ڈیپارٹمنٹ نے 4 بسوں کی خریداری کے لئے مبلغ 13.722 ملین روپے کے فنڈز جاری کئے ہیں۔گزارش کی کہ قانون کے مطابق بسوں کی خریداری کو یقینی بنائیں۔

(ج) جی ہاں۔وجوہات درج ذیل ہیں۔

I. ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن (کالجز) کی طرف سے متعلقہ پرنسپلز کو فنڈز بروقت جاری نہ ہو سکے۔

II. ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن کالجز کی طرف سے متعلقہ پرنسپل صاحبان کو حکم نمبر 16668/D-3 مورخہ 18-04-2007 کے تحت وصول ہوا جس میں 4 عدد بسوں کی خریداری کے لئے پرچیز کمیٹی تشکیل دی گئی جو درج ذیل ہے:۔

1) پرنسپل گورنمنٹ کالج برائے طلباء بھاگٹانوالہ
چیئرمین
2) پرنسپل گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج بھاگٹانوالہ
سیکرٹری
3) پرنسپل، انچارج گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج 36 جنوبی
ممبر

اور ہدایت کی گئی کہ بسوں کی خریداری قانون کے مطابق مکمل کر کے کیس duplicate برائے منظوری دفتر ہذا کو ارسال کریں۔

III. ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن (کالجز) پنجاب لاہور نے مراسلہ نمبر D-3/19489-91 مورخہ 18-5-2007 کے تحت D-3/16668 مورخہ 18-04-2007 پرچیز کمیٹی تشکیل کا حکم نامہ واپس لے لیا۔

(د) ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن (کالجز) پنجاب لاہور نے مراسلہ نمبر D-3/21838 مورخہ 01-06-2007 چار عدد بسوں کی خریداری کے لئے گورنمنٹ 13.722 ملین متعلقہ پرنسپل صاحبان کو جاری کر دی اور تحریر کیا کہ بسوں / کوسٹر کی خریداری بحیثیت سینئر پرچیز آفیسر ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن (کالجز) پنجاب کرے گا اور آپ کو تمام خریداری سے متعلقہ کاغذات اور بل ارسال کرے گا تاکہ 30-جون 2007 تک رقم اکاؤنٹس آفس سے نکلوائی جا سکے۔ لیکن 30 جون 2007 تک سینئر پرچیز آفیسر کی طرف سے کوئی بل وصول نہ ہوا جس کی وجہ سے اکاؤنٹس آفس سے رقم نہ نکلوائی جا سکی۔

(ہ) یہ درست ہے کہ موجودہ ترقیاتی پروگرام میں ایک بلاک 2000 million روپے کا موجود ہے۔ لیکن اس بلاک میں سے 1638million روپے ایم پی اے پروگرام کے لئے جاری کر دیئے گئے ہیں اور باقی کی رقم صرف 362million روپے ہے جو چند نئی سکیموں کے لئے استعمال میں لائی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: جی، اس میں میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز آرڈر پلیز۔ ذرا غور سے سنئے گا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! کالج کے لئے چار بسوں کی تفصیل مانگی گئی تھی۔اس کے لئے حکومت نے13.722 ملین روپے کے فنڈز بھی جاری کر دیئے تھے اور وہ ڈی سی او سرگودھا کے اکاؤنٹ میں تھے لیکن ابھی تک ان پر کوئی احکامات جاری نہیں ہوئے اور وہ بسیں نہیں خریدی جا سکیں اور وہ پیسے laps ہو گئے۔ انہوں نے جو کمیٹی تشکیل دی اس کمیٹی نے اتنی نالائقی دکھائی کہ وہ بسیں بروقت نہیں خرید سکی۔حالانکہ حکومت کی پالیسی ہے اور موجودہ حکومت اس بات پر اپنی تعریفیں بھی کرتی ہے کہ ہم طلبا کو، تعلیم کو بڑی top priority دیتے ہیں۔ یہ دیہاتی علاقے کے کالج ہیں اور انہیں بسوں کی فراہمی کے لئے حکومت کی بھی ہدایت تھی لیکن اس کے باوجود وہ بسیں نہیں خریدی گئیں تو کیا حکومت ان بسوں کو خریدنے کے اقدامات کر رہی ہے اور جن صاحبان نے یہ ٹائم laps کیا ہے کیا ان افسران اور اس کمیٹی کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی ہے، وزیر صاحب ذرا تفصیل سے اس بارے میں ایوان کو مطلع کریں اور یہ بھی بتائیں کہ آیا یہ بھی درست ہے کہ موجودہ وزیر اعلیٰ نے بھی ان بسوں کی خریداری کے لئے کوئی احکامات جاری کئے تھے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جیسے میرے معزز رکن نے فرمایا ہے بالکل یہ بسیں خریدی جانی تھیں مگر چونکہ ہم نے لوکل پرچیز کرنی ہوتی ہے اور کئی دفعہ یہاں کے manufacturer کی وجہ سے بھی تاخیر ہو جاتی ہے اور ان بسوں کی خرید میں تو ہمارے لوگوں کی طرف سے بھی تاخیر ہوئی ہے۔ جب سوال آیا تو میں نے اس سلسلے میں محکمے سے کہا ہے کہ اس کی مکمل انکوائری کر کے مجھے بتائیں لہذا میں اگلے ایک دو دنوں میں چیمہ صاحب کو اس بارے میں exact رپورٹ پیش کر دوں گا۔

جناب سپیکر: آپ کب تک اس کی انکوائری رپورٹ لے لیں گے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں پرسوں تک چیمہ صاحب کو بتا دوں گا۔

جناب سپیکر: اسی اجلاس میں جواب دے دیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اسی اجلاس میں نہیں بلکہ میں اگلے دو تین دنوں میں اس بارے میں ان کی satisfaction کے مطابق انہیں بتادوں گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! انکوائری رپورٹ آنے تک یہ سوال pending کر دیں۔

جناب سپیکر: سوال pending نہیں ہو گا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: انہوں نے خود فرمایا ہے کہ وہ ایک دو دن تک انکوائری رپورٹ دے دیں گے۔

جناب سپیکر: آپ کی satisfaction ہو گی۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: اگر وہ انکوائری رپورٹ نہ دیں تو پھر میں اس پر کیا کروں گا؟

جناب سپیکر: جی؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: تو کیا پھر اس پر کارروائی کے لئے میں دوبارہ آپ سے درخواست کروں گا؟ میری استدعا ہے کہ اگر آپ مہربانی فرما کر اسے pending فرمادیں تو یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں on the floor of the House کہہ رہا ہوں کہ اگلے دو دنوں تک اس کی exact انکوائری رپورٹ انہیں پیش کر دوں گا۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! اگر نہ ہوا تو پھر آپ fresh دے دینا میں accept کر لوں گا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اب یہ on the floor of the House یقین دہانی کروا رہے ہیں اگر اس پر عمل درآمد نہ ہوا تو پھر میں ان کے خلاف تحریک استحقاق لا سکتا ہوں۔ پھر ان کے موجودہ وزیر اعلیٰ نے بھی ان بسوں کی خریداری کے لئے احکامات جاری کئے ہوئے ہیں لہذا خدارا یہ اپنے وزیر اعلیٰ کے احکامات پر ہی عمل درآمد کروادیں۔

جناب سپیکر: جی وہ عمل درآمد کروائیں گے۔ کیوں نہیں کروائیں گے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ بالکل درست فرمارہے ہیں اور ہم نے اس سال کے بجٹ میں بسیں purchase کرنی ہیں اور انشاء اللہ میں ان کا یہ matter resolve کروا دوں گا۔

چودھری محمد شفیق: چیمہ صاحب کے کالج کو تو بسیں نہیں ملیں لیکن میرا سوال یہ ہے کہ وزیر صاحب یہ بتائیں کہ انہوں نے آج سے چھ ماہ پہلے جو بسیں کالج کو دی ہوئی ہیں وہ اسی طریقے سے کھڑی ہیں چونکہ ان کے ڈرائیور نہیں ہیں۔ کیا انہوں نے اس کی SNE کر لی ہے اور فنانس ڈیپارٹمنٹ سے اس کی اجازت لے لی ہے یا ابھی اجازت لینے والی ہے؟ چونکہ ابھی تک کالج کو کسی قسم کی کوئی رپورٹ موصول نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: جی وزیر تعلیم!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! بہت سی جگہوں پر تو بسوں کے ڈرائیور ہیں اگر انہوں نے کسی جگہ کو specify کیا ہے تو میں نے شروع میں بھی SNE کے بارے میں عرض کیا تھا کہ فنانس ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے delay کی جاتی ہے اور ہم ان سے request کرتے رہتے ہیں کہ وہ ہماری SNEs کو فوری طور پر منظور کر دیا کریں۔ چودھری شفیق صاحب نے جو بات کی ہے میں ان کے معاملے کو بھی دیکھ لیتا ہوں کہ یہ ابھی تک resolve کیوں نہیں ہوا؟

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

MR. SPEAKER: Over now, over now . Thank you.

محترمہ عارفہ خالد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ ابھی point of order پر بات کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ میں نے آپ کو پہلے بتا دیا تھا۔ وقفہ سوالات ختم ہونے دیں اس کے بعد آپ کو point of order پر بات کرنے کی اجازت دے دی جائے گی۔ اب اگلا سوال جناب محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔

اللہ رکھا صاحب! آپ جلدی سے باہر جائیں اور محمد نوید انجم صاحب کو ہاؤس میں لے کر آئیں۔ چونکہ ان کا سوال آ گیا ہے اس لئے اب ان کو ہاؤس میں بلانا ضروری ہو گیا ہے۔ ورنہ میں نہ بلواتا۔

(اس مرحلے پر معزز رکن اللہ رکھا صاحب ہاؤس سے لابی میں جناب محمد نوید انجم صاحب کو واپس لانے کے لئے گئے)

(اس مرحلے پر معزز رکن جناب محمد نوید انجم بائیکاٹ ختم کر کے ہاؤس میں تشریف لے آئے)

جناب سپیکر: جی، نوید انجم صاحب!welcome آپ اپنا سوال نمبر پکاریں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں پہلے اذان کے حوالے سے ہی بات کروں گا کہ کیا آج ہاؤس میں اذان کی آواز سنائی دے گی؟

جناب سپیکر: آپ یہ بتائیں کہ اپنے سوال کا جواب لینا چاہتے ہیں یا نہیں؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں اپنے سوال کے جواب سے تو مطمئن ہوں۔ میں اذان کے بارے میں پوچھنا چاہوں گا کہ کیا آج ہاؤس میں اذان کی آواز سنائی دی گی یا نہیں؟

جناب سپیکر: دیکھیں، میں کوئی election نہیں ہوں۔ آپ میری بات سنیں، آپ میں سننے کی ہمت نہیں ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ بات سنتے ہی نہیں ہیں۔ آپ کے point out کرنے سے پہلے میں نے خود ہی کل ان سے یہ بات پوچھی تھی کہ پچھلے کئی دنوں سے ہاؤس میں اذان کی آواز کیوں سنائی نہیں دے رہی؟ تو مجھے بتایا گیا کہ اس system میں کوئی خرابی آ گئی ہے۔ وہ پچھلے تین دن سے اس خرابی کو ٹھیک کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ آج اللہ کے فضل سے یہ system ٹھیک ہو گیا ہے۔ کسی نے روکا نہیں ہے، system میں خرابی کی وجہ سے ایسا ہوا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں آپ کا بہت زیادہ شکر گزار ہوں کہ آپ کی وجہ سے یہ system ٹھیک ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: اب آپ اپنے سوال کی طرف آئیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2282 ہے۔

جناب سپیکر: کیا اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

جناب محمد نوید انجم: جی، ہاں اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، اس کو پڑھاہوا تصور کیا جاتا ہے۔

اسلامیہ کالج سول لائن لاہور مختص شدہ فنڈز اور عمارت سے متعلقہ تفصیلات

*2282: جناب محمد نوید انجم: کیاوزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اسلامیہ کالج سول لائنزلاہور کتنے رقبہ پر مشتمل ہے؟

(ب) اس کالج میں کہاں تک تعلیم دی جاتی ہے؟

(ج) اس کالج میں بلڈنگ کتنی ہے اور کس کس نام سے منسوب ہے؟

(د) اس کالج میں کتنے کمرے کب سے مخدوش حالت میں ہیں؟

(ہ) اس کالج کو سال06۔2005، 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران کتنی رقم حکومت کی طرف سے کس کس مد کے لئے فراہم کی گئی؟

(و) ان سالوں کے دوران کالج کے اپنے ذرائع سے کتنے رقم اکٹھی ہوئی؟

(ز) ان سالوں کے دوران کتنی رقم کس کس بلڈنگ کی مرمت پر خرچ ہوئی اور کتنی رقم نئے کمروں کی تعمیر پر خرچ ہوئی؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) اسلامیہ کالج سول لائنزلاہور 105 کنال رقبے پر مشتمل ہے۔

(ب) اس کالج میں انٹر میڈیٹ، گریجویشن اور پوسٹ گریجویشن تک تعلیم دی جاتی ہے۔

(ج) اس کالج میں آٹھ عمارتیں ہیں جن کے نام درج ذیل ہیں۔

1۔ ایڈمن بلاک	2۔ پرانا سائنس بلاک
3۔ کمپیوٹر بلاک	4۔ نیو سائنس بلاک
5۔ پرانا جغرافیہ بلاک	6۔ پرانا پوسٹ گریجوایٹ بلاک
7۔ کریسنٹ بلڈنگ	8۔ نیو پوسٹ گریجوایٹ بلاک (زیر تعمیر)

(د) پرانا جغرافیہ بلاک، ایڈمن بلاک، پرانا سائنس بلاک محکمہ بلڈنگ (C&W) کی طرف سے مخدوش قرار دیئے جا چکے ہیں۔یہ واضح رہے کہ یہ عمارتیں 127 سال پرانی ہیں۔

(ہ) اس کالج کو 06-2005، 08-2007 اور 09-2008 کے دوران ملازمین کی تنخواہ کی مد میں درج ذیل رقم فراہم کی گئی:۔

مالی سال	تنخواہ	مجموعی الاؤنس	کل رقم
2005-06	Rs. 4,14,87,965/- گزٹیڈ ملازمین Rs. 49,08,771/- نان گزٹیڈ ملازمین	Rs. 2,86,81,652/-	Rs. 7,50,78,388/-
2007-08	Rs. 4,69,04,467/- گزٹیڈ ملازمین Rs. 65,65,687/- نان گزٹیڈ ملازمین	Rs. 3,39,10,396/-	Rs. 8,73,80,550/-
2008-09	Rs. 5,71,77,724/- گزٹیڈ ملازمین Rs. 87,92,067/- نان گزٹیڈ ملازمین	Rs. 4,08,58,535/-	Rs. 10,68,28,326/-

اس کالج کو 06-2005، 08-2007 اور 09-2008 کے دوران تعمیر اور مرمت (M&R) کی مد میں جو رقم موصول ہوئی اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔یہ واضح رہے کہ تمام فنڈز متعلقہ محکمہ جات (NLC & C&W) کو فراہم کئے گئے اور انہی کی زیر نگرانی استعمال کئے گئے۔

مالی سال	مد	رقم
2005-06		کوئی رقم موصول نہ ہوئی
2007-08	M&R	Rs. 5,08,000/-
2008-09	M&R	Rs. 5,73,965/-

مالی سال 08-2007 میں نئے کمروں کی تعمیر کے لئے 31.542 ملین روپے NLC کو فراہم کئے گئے۔

(و) ان سالوں کے دوران کالج کو اپنے ذرائع سے جو رقم حاصل ہوئی اس کی سالانہ تفصیل درج ذیل ہے:۔

مالی سال 06-2005

کلاس	اوقات	داخلہ فیس	ٹیوشن فیس	فنڈز
انٹر	صبح	Rs.1,10,220/-	Rs. 16,59,600/-	Rs. 12,80,952/-
	شام	Rs.19,110/-	Rs.2,90,400/-	Rs. 20,61,624/-
ڈگری		Rs. 2,43,725/-	Rs.15,01,920/-	Rs.12,33,504/-

ایم اے	Rs. 74,875/-	Rs.2,19,360/-	Rs.2,52,264/-
میزان	Rs. 4,47,930/-	Rs. 36,71,280/-	Rs. 48,28,344/-
کل میزان		Rs. 89,47,554/-	

مالی سال2007-08

کلاس	اوقات	داخلہ فیس	ٹیوشن فیس	فنڈز
انٹر	صبح	Rs. 120325/-	Rs. 18,30,600/-	Rs. 21,17,126/-
	شام	Rs.34,910/-	Rs.6,51,600/-	Rs.45,15,964/-
ڈگری		Rs.19,7225/-	Rs.11,72,880/-	Rs.13,81,608/-
ایم اے		Rs.34,550/-	Rs.1,06,440/-	Rs.1,44,108/-
میزان		Rs. 3,87,010/-	Rs. 37,61,520/-	Rs.81,58,806/-
کل میزان			Rs.1,23,07,336/-	

مالی سال2008-09

کلاس	اوقات	داخلہ فیس	ٹیوشن فیس	فنڈز
انٹر	صبح	Rs.1,38,370/-	Rs.20,59,200/-	Rs.25,91,807/-
	شام	Rs.61,175/-	Rs.10,45,800/-	Rs.73,66,380/-
ڈگری		Rs.1,71,475/-	Rs.10,02,240/-	Rs.12,75,632/-
ایم اے		Rs.43,575/-	Rs.1,32,660/-	Rs.1,83,504/-
میزان		Rs.4,14,595/-	Rs. 42,39,900/-	Rs.1,14,17,323/-
کل میزان			Rs.1,60,71,818/-	

(ز)ان سالون کے دوران بلڈ نگز کی مرمت پر جو رقم خرچ کی گئی اس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

مالی سال	بلڈ نگ کا کام	محکمہ	رقم
2005-06	-----------	-----------	اس سال کوئی گرانٹ نہ دی گئی۔
2007-08	مین سائنس بلاک اور پرنسپل آفس کی مرمت	C&W	Rs.5,08,000/-
2008-09	نیو سائنس بلاک، فزکس لیب، کمپیوٹر بلاک، سٹاف روم کی مرمت اور نئی سٹریٹ لائٹس کی فراہمی	C&W	Rs.5,73,965/-

ان سالوں کے دوران نئے کمروں کی تعمیر پر جو رقم خرچ کی گئی اس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

مالی سال	تفصیل برائے نئی تعمیر	تعداد	محکمہ	رقم
2005-06	-------	-----	------	کوئی تعمیر نہ کی گئی۔
2007-08	لیبارٹری	02عدد	NLC	Rs.31.542 million
	کلاس روم	12عدد		

سٹور روم	01عدد
باتھ روم	13عدد
باؤنڈری وال اور گیٹ	
پارکنگ سٹینڈ برائے کار وغیرہ مع ٹف ٹائیل	
2008-09	کوئی نئی تعمیر نہ کی گئی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں اس سوال کے جواب سے پوری طرح مطمئن ہوں اس لئے میں کوئی ضمنی سوال نہیں پوچھنا چاہتا۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ وزیر تعلیم صاحب! آپ کو بھی نوید انجم صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! میں اس حوالے سے ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اچھا، وہ تو مطمئن ہو گئے ہیں لیکن آپ نہیں ہوئے۔ جی، فرمائیں!

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! یہاں جواب میں لکھا گیا ہے کہ اس کالج میں آٹھ عمارتیں ہیں جن کے نام بھی درج کئے گئے ہیں۔ یہ نام اس طرح سے ہیں کہ "پرانا کمپیوٹر بلاک، کریسنٹ بلڈنگ، پرانا جغرافیہ بلاک" وغیرہ۔ میں وزیر تعلیم صاحب سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ کیا ایسا ممکن نہیں ہے کہ ان عمارتوں یا blocks کے نام ہمارے مسلمان تاریخ دان یا سائنس دانوں کے نام سے رکھ لئے جائیں، دوسرا یہاں جواب کے جز (د) میں لکھا ہوا ہے کہ "پرانا جغرافیہ بلاک، ایڈمن بلاک، پرانا سائنس بلاک محکمہ بلڈنگ C&W کی طرف سے مخدوش قرار دیئے جا چکے ہیں" تو ان blocks کی latest صورتحال کیا ہے، آیا ان کی جگہ پر نئے blocks تعمیر کئے جا رہے ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر! معزز رکن کی تجویز بہت اچھی ہے۔ بالکل اس پر عمل ہو سکتا ہے اس میں کوئی problem نہیں ہے کہ ان blocks کے نام ہمارے قومی ہیروز یا سائنسدانوں کے نام پر رکھے جا ئیں۔ مہر اشتیاق صاحب نے جو نشاندہی کی ہے انشاءاللہ تعالیٰ اس پر ضرور غور کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: اس حوالے سے جب میٹنگ ہو تو اس میں مہر اشتیاق صاحب کو بھی بلوایا جائے۔ اگلا سوال بھی نوید انجم صاحب کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! سوال نمبر2285۔

جناب سپیکر: کیا اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

جناب محمد نوید انجم: جی، ہاں اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گورنمنٹ کالج فار ویمن سلامت پورہ لاہور کے قیام و تعمیر سے متعلقہ تفصیلات

*2285: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ویمن کالج سلامت پورہ پی پی 145 لاہور کی منظوری ہو چکی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کالج کے نام گیارہ کنال اراضی بھی منتقل ہو چکی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس علاقہ کے 8 کلو میٹر کے اندر کوئی لڑکیوں کا کالج نہیں ہے؟

(د) کیا حکومت ایجوکیشن سیکٹر ریفارمز پروگرام کے تحت اس کالج کی تعمیر کے لئے فنڈز فراہم کرنے، اس کی تعمیر کروانے اور کلاسز کا اجرا کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ویمن کالج سلامت پورہ پی پی 145 لاہور کی منظوری ہو چکی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ اس کالج کے نام دس کنال اٹھارہ مرلے اراضی بھی منتقل ہو چکی ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ اس علاقہ کے چھ کلو میٹر کے اندر کوئی لڑکیوں کا کالج نہیں ہے۔

(د) حکومت ایجوکیشن ریفارمز پروگرام کے تحت اس کالج کی تعمیر کے لئے 57.026million لاگت کی منظوری سیکرٹری تعلیم کی طرف سے ہو چکی ہے۔ فنانس ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے پہلی قسط 09 اپریل 2009 کو مبلغ 10.00 ملین (ایک کروڑ روپے) ہو چکی ہے۔ اب سیکرٹری C&W ٹینڈر کروا کر تعمیر شروع کرا دیں گے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد نوید انجم:جناب سپیکر!میرا یہ سوال 27نومبر 2008کا ہے۔اس کے بعد وزیر صاحب کی کاوشوں اور خادم اعلیٰ صاحب کی مہربانی سے میرے علاقے میں ڈگری کالج شروع ہو چکا ہے لہذا اس کے جو اغراض و مقاصد تھے وہ سارے پورے ہو گئے ہیں۔میں پوری طرح اس جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر:بہت شکریہ۔اگلا سوال محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ کا ہے۔

محترمہ فوزیہ بہرام:جناب سپیکر!سوال نمبر2307۔

جناب سپیکر:کیا اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ فوزیہ بہرام:جی،ہاں۔اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:ٹھیک ہے،اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب کی یونیورسٹیوں میں فیلوشپس کے اجراَ کی تفصیلات

*2307:**محترمہ فوزیہ بہرام**:کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب کی کن کن یونیورسٹیوں میں فیلوشپ کروائی جارہی ہے؟

(ب) اگر جواب ہاں میں ہے تو آج تک کتنے غیر ممالک اور ملکی سٹوڈنٹس نے پنجاب سے فیلوشپ حاصل کی ہے اور ان فیلوشپ کا نام کیا ہے؟

(ج) اگر جواب نہ میں ہے تو کیا حکومت فیلوشپ پنجاب کی یونیورسٹیوں میں شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر ہاں تو کن کن ممالک کے اسٹوڈنٹس ان فیلوشپ سے استفادہ حاصل کر سکیں گے اور ان فیلوشپ کے نام کیا ہوں گے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پنجاب کی جن یونیورسٹیوں میں فیلوشپ کروائی جارہی ہے ان کے نام درج ذیل ہیں۔

1۔گورنمنٹ کالج یونیورسٹی،لاہور

2۔پنجاب یونیورسٹی،لاہور

(ب) گورنمنٹ کالج یونیورسٹی،لاہور میں ابھی تک کسی بھی غیر ملکی سٹوڈنٹ نے فیلوشپ حاصل نہیں کیا جبکہ 18 ملکی سٹوڈنٹس نے فیلوشپ حاصل کی ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1 پوسٹ ڈاکٹریٹ،4 پی ایچ ڈی،اور 13 ایم فل

فیلوشپ کا نام: فیلوشپ ان سلام چیئر (فزکس ڈیپارٹمنٹ)

*پنجاب یونیورسٹی،لاہور کے شعبہ میں اس وقت دو افراد کام کر رہے ہیں اور دونوں ہی پاکستانی ہیں۔

(ج) درج بالا دو یونیورسٹیوں میں فیلوشپ ہو رہی ہے جبکہ بقیہ یونیورسٹیاں فیلوشپ شروع کر سکتی ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! جواب میں بتایا گیا ہے کہ پنجاب کی یونیورسٹیوں میں فیلوشپ کرائی جا رہی ہے۔تو میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا یہ فیلو شپ internationally linked ہے یا نہیں؟ پاکستان کے اندر تمام سیاست دانوں میں سے صرف میں نے فیلوشپ کی ہے۔جب میں وہاں پر personally گئی تو مجھے معلوم ہوا کہ ہماری کوئی فیلو شپ internationally امریکن یا کسی international university سے linked نہیں ہے۔تو میں سمجھتی ہوں کہ فیلو شپ کو internationally linked ہونا چاہئے،تب ہی جا کر یہ کار آمد ثابت ہو گی ورنہ ہماری فیلوشپ internationally education میں کسی value پر نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی،منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ درست فرما رہی ہیں کہ ہماری جو فیلو شپ ہیں وہ internationally linked نہیں ہیں مگر ہم اس پر working کر رہے ہیں اور ہماری کوشش ہو گی کہ جلد از جلد ہماری world recognize universities and colleges کی فیلو شپ internationally linked ہو جائیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! ہماری فیلوشپ internationally linked نہیں ہیں، یہ بات وزیر صاحب نے تسلیم کی ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ ہماری فیلوشپ کو internationally linked کرنے کے لئے اقدامات کئے جائیں۔ تو کیا محکمہ تعلیم ہماری فیلو شپ کو internationally linked کروانے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جی، بالکل ہم اس کے اوپر working کر رہے ہیں۔ انشاءاللہ تعالیٰ ہماری فیلوشپ جلد internationally linked ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ وقفہ سوالات ختم ہو چکا، Question hour in over now.

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج برائے خواتین جہلم، کلریکل سٹاف سے متعلقہ تفصیلات

*1873: **محترمہ نرگس پروین اعوان:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج برائے خواتین جہلم میں تعینات کلریکل سٹاف کے نام ولدیت، گریڈ، پتاجات اور عرصہ تعیناتی بیان فرمائیں؟

(ب) مذکورہ سٹاف کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں اور اس وقت کتنی کب سے خالی ہیں حکومت کب تک خالی اسامیاں پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) گزشتہ پانچ سال میں کلریکل سٹاف کے خلاف ہونے والی انضباطی کارروائیوں کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(د) ان ملازمین کو سال 2005 سے آج تک کتنی رقم بطور تنخواہ اور ٹی اے-ڈی اے ادا کی گئی ہے تفصیل ملازم وائز فراہم کریں؟

(ہ) کتنے ملازمین اس کالج میں عرصہ تین سال زائد سے فرائض سرانجام دے رہے ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج برائے خواتین جہلم میں تعینات کلریکل سٹاف کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نام	عہدہ	ولدیت	گریڈ	پتا	عرصہ تعیناتی موجودہ کالج
سید محمد رئیس	ہیڈ کلرک	سید شمشاد حسین	14	مکان نمبر ڈی 296 باغ محلہ جہلم شہر	30-11-1998 (10سال)
اشفاق احمد	سینئر کلرک	غلام ربانی	9	مکان نمبر 949، B-XIII مجاہد آباد	12-3-1999 (9سال8ماہ)
محمد عمران بٹ	جونیئر کلرک	فخر الدین	7	H/No B-II-21-S-30 بٹ سٹریٹ مشین محلہ نمبر 3 جہلم	17-7-1998 (10سال5ماہ)
مسز ممتاز قمر	لائبریری کلرک	فیروز خان	7	محلہ اپوا سکول جہلم	28-6-1983 (25سال5ماہ)

(ب) مذکورہ سٹاف کی منظور شدہ اسامیوں کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:-

-1 ہیڈ کلرک 1

-2 سینئر کلرک 1

-3 جونیئر کلرک 1

-4 لائبریری کلرک 1

خالی اسامی: ایک اسامی جونیئر کلرک کی، درجہ چہارم سے پروموشن کوٹے میں 2007-06-09 سے خالی ہے جو آئندہ ڈی پی سی کی میٹنگ میں جلد ہی پر کر دی جائے گی۔

(ج) گزشتہ پانچ سال میں کلریکل سٹاف کے خلاف کوئی انضباطی کارروائی عمل میں نہیں لائی گئی۔

(د) ملازمین کو ادا کی گئی رقم بطور تنخواہ اور ٹی اے، ڈی اے کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

نام وعہدہ	ماہانہ تنخواہ	تنخواہ کی رقم	ٹی اے کی رقم
سید محمد رئیس، ہیڈ کلرک	جنوری2005 تا اکتوبر2008	301745/-	7180/-
اشفاق احمد سینئر کلرک	جنوری2005 تا اکتوبر2008	282250/-	------
محمد عمران، جونیئر کلرک	جنوری2005 تا اکتوبر2008	263360/-	------
ممتاز قمر لائبریری کلرک	جنوری2005 تا اکتوبر2008	253000/-	------

(ہ) 26 ملازمین اس کالج میں عرصہ تین سال سے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ان کے نام، عہدے کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج برائے خواتین جہلم میں تعینات ٹیچرز کی تعداد و تفصیل

*1874: **محترمہ نرگس پروین اعوان:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج برائے خواتین جہلم میں تعینات پرنسپل کا نام، کوالیفیکیشن، تجربہ اور کالج میں عرصہ تعیناتی بیان فرمائیں؟

(ب) مذکورہ کالج میں کتنے شعبہ جات میں تعینات لیکچرار اور ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ کا نام، گریڈ، کوالیفیکیشن اور عرصہ تعیناتی بیان فرمائیں؟

(ج) کالج میں عرصہ تین سال سے زائد تعینات ٹیچرز کے نام اور عرصہ تعیناتی بیان فرمائیں کیا حکومت عرصہ تین سال سے زائد تعینات ٹیچرز کی ٹرانسفر کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

(د) اس وقت کالج میں کس کس مضمون کی کتنی اسامیاں کب سے خالی ہیں حکومت کب تک خالی اسامیاں پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ہ) گزشتہ پانچ سال میں جن ٹیچرز کے خلاف انضباتی کارروائی کی گئی ان کی تفصیل پیش کریں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج برائے خواتین جہلم میں تعینات پرنسپل کے کوائف مندرجہ ذیل ہیں:-

نام		ثمینہ ضیاً
کوالیفیکیشن		ایم ایس سی، ایم فل باٹنی
تجربہ	:	گورنمنٹ کالج برائے خواتین سرائے عالمگیر
		27-5-2000تا23-7-2008
	:	گورنمنٹ کالج برائے خواتین جہلم چارماہ
		(موجودہ کالج میں)
تاریخ تعیناتی		24-07-08(موجودہ کالج میں)

(ب) کالج ہذا میں تعینات لیکچرار اور ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ کا نام، گریڈ کوالیفیکیشن اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) کالج میں عرصہ تین سال سے زائد تعینات ٹیچرز کے نام اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

کالج ہذا کے تمام اساتذہ مقامی ہیں ان کی ٹرانسفر کرنے سے تعلیمی تسلسل خراب ہونے کا اندیشہ ہے۔

(د) کالج ہذا میں خالی اسامیوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔حکومت خالی اسامیاں جلد پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ہ) گزشتہ پانچ سال میں ٹیچر کے خلاف کوئی انضباطی کارروائی عمل میں نہیں لائی گئی۔

گوجرانوالہ / رحیم یار خان میں کالجز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1889: میاں شفیع محمد: کیاوزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گوجرانوالہ اور رحیم یار خان کی آبادی تقریباً برابر ہے، مگر گوجرانوالہ میں بوائز اور گرلز ڈگری کالجز کی تعداد، رحیم یار خان میں میل اور فی میل ڈگری کالجز کی تعداد سے زیادہ ہے؟

(ب) کیا حکومت مفاد عامہ میں اس(Disparity)ڈسپارٹی کو ختم کرنے کو تیار ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اسکی وجوہات کیا ہیں، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع رحیم یار خان کی کل آبادی تقریباً3500000 جب کہ ضلع گوجرانوالہ کی آبادی تقریباً 3522500 ہے۔ضلع رحیم یار خان میں کل کالجز کی تعداد8 ہے۔ 3 نئے ڈگری کالجز کی تیاری کا عمل جاری ہے۔دیگر4 مزید کالجز کے قیام کے لئےCM اورPM ڈائریکٹو جاری ہو چکے ہیں۔ ضلع گوجرانوالہ میں کل کالجز کی تعداد20(سات میل اور تیرہ فی میل)ہے۔

(ب) محکمہ تعلیم ہائر ایجوکیشن نے نئے کالجز کی منظوری کے لئے جوCriteria وضع کیا ہے۔اس کے مطابق نئے کالجز کے قیام کے لئے اس علاقے میں زمین کی دستیابی، میٹرک پاس شدہ بچے / بچیوں کی تعداد اور موجودہ کالجوں سے مجوزہ کالج کے فاصلے کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔محکمہ تعلیم ہائر ایجوکیشن کی کاوش ہوگی کہ رحیم یار خان میں جس مقام پر بھی مردانہ یا زنانہ کالج کا قیام مندرجہ بالا معیار کے تحت درکار ہو وہاں کالج کے قیام کا تحرک کیا جائے۔

پی ایچ ڈی کرنے کا طریق کار و دیگر تفصیلات

*1919: جناب محمد یار ہراج: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) دوران سرکاری ملازمت پرائیویٹ طور پر پی ایچ ڈی کرنے کا کیا طریق کار وضع کیا گیا ہے؟

(ب) کیا پی ایچ ڈی کرنے کے لئے ایم فل کرنا ضروری ہے یا محض ایم ایس سی کرنے والوں کو بھی داخلہ مل سکتا ہے؟

(ج) پی ایچ ڈی کرنے کے لئے حکومت کی پالیسی سے آگاہ کیا جائے؟

(د) کیا پنجاب یونیورسٹی پولیٹیکل سائنس میں پی ایچ ڈی کروا رہی ہے؟

(ہ) 2002 سے اب تک پولیٹیکل سائنس میں پی ایچ ڈی کرنے کے لئے کتنی اور کن کن موضوعات پر درخواستیں موصول ہوئیں، کتنی درخواستوں کی منظوری ہوئی اور کتنی پر اعتراضات لگائے گئے، تعداد سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پرائیویٹ پی ایچ ڈی نہیں کروائی جا رہی۔ سرکاری ملازم اپنے محکمہ سے چھٹی لیکر ریگولر پروگرام میں داخلہ لے کر پی ایچ ڈی کر سکتے ہیں۔

(ب) کسی بھی مضمون میں پی ایچ ڈی کرنے کے لئے ایم فل/ایم اے (آنرز)/ایم ایس (آنرز)/ایل ایل ایم/ایم ایس سی (انجینئرنگ) یا مساوی ڈگری یا متعلقہ مضمون میں 3.00 سی جی پی اے کا حامل ہونا ضروری ہے۔

(ج) پی ایچ ڈی پالیسی 'C'- Annex ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) جی ہاں۔

(ہ) 2002 سے اب تک پنجاب یونیورسٹی کے پولیٹیکل سائنس ڈیپارٹمنٹ میں پی ایچ ڈی کے لئے درخواستوں کی تفصیل "Annex 'D" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع قصور کے کالجز میں سپورٹس کے پروگرامز کی تفصیلات

*1925: **محترمہ ثمینہ خاور حیات:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور کے کتنے کالجوں کو سال 2007 اور 2008 میں سپورٹس کی مد میں کتنی رقم مہیا کی گئی، سال وائز تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ضلع قصور میں کتنے کالجوں میں سال 2007 میں سپورٹس کے پروگرام منعقد کروائے گئے انکے نام اور پتاجات کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) متذکرہ کالجوں میں کتنے کالجوں میں سپورٹس پروگرام منعقد نہیں ہوئے اور کیوں وجوہات بتائیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع قصور کے کسی بھی کالج کو سال2007اور2008میں سپورٹس کی مد میں کوئی گرانٹ مہیا نہیں کی گئی۔

(ب) ضلع قصور کے گیارہ کالجوں میں 2007 میں سپورٹس کے پروگرام منعقد کئے گئے جن کی تفصیل فلیگ "اے" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع قصور کا ایسا کوئی کالج نہیں، جس میں 2007 میں سپورٹس کے پروگرام منعقد نہ ہوئے ہوں۔

پنجاب یونیورسٹی میں درختوں کی افزائش کی تفصیلات

*1956: **محترمہ نگہت ناصر شیخ**: کیاوزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب یونیورسٹی میں سال08-2007 کے دوران کتنی رقم درختوں کی افزائش اور بہتر اقسام کے لئے رکھی گئی، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ عرصہ میں رکھی گئی رقم کو غلط طور پر استعمال کیا گیا جس کے نتیجے میں یونیورسٹی کو مالی بحران سے دوچار ہونا پڑا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ عرصہ میں یونیورسٹی درختوں کی اچھی پیداوار دینے میں بری طرح ناکام رہی؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) سال2008-2007 کے دوران پنجاب یونیورسٹی میں گلبانی و چمن آرائی بشمول درختوں کی افزائش کی خاطر درکار بیج، کھاد اور زرعی ادویات وغیرہ کی مد میں مبلغ-/1,50,000 روپے مختص کئے گئے ہیں۔

(ب) درست نہ ہے۔اس عرصہ کے دوران یونیورسٹی میں کئی نئے تدریسی شعبہ جات اور ہاسٹلز قائم کئے گئے اور متعلقہ رقم ان نئے قائم شدہ تدریسی شعبہ جات اور ہاسٹلز کے علاوہ بقایا رقم یونیورسٹی کی گلبانی و چمن آرائی پر خرچ کی گئی جب کہ درختی پودوں کے لئے کل رقم

مبلغ-/26,100روپے خرچ کی گئی اور اس رقم سے خریدے گئے درختی پودے بہتر طریقے سے افزائش کر رہے ہیں۔

(ج) درست نہ ہے۔ پنجاب یونیورسٹی میں ہزاروں کی تعداد میں درخت موجود ہیں اور ان کی پیداوار اچھی ہے جس کا ثبوت یہ ہے کہ دسمبر 2007 میں مبلغ-/7,60,000روپے کی آمدن نیلام کمیٹی کے ذریعے ان درختوں کی لکڑی کو فروخت کرنے سے وصول پائی گئی جو کہ درج ذیل وجوہات کی بناپر درختوں کی لکڑی فروخت کرنا پڑی:۔

1۔آندھیوں / طوفان کی وجہ سے گر گئے تھے۔

2۔ڈائی بیک کی بیماری کا شکار ہو گئے تھے۔

3۔نئے تدریسی شعبہ جات اور ہاسٹلز کی تعمیر میں رکاوٹ بن رہے تھے۔

4۔زمین میں پانی کی سطح کو بہت کم کر رہے تھے۔(سفیدہ)

فاطمہ جناح ویمن یونیورسٹی راولپنڈی،
سینٹ و سنڈیکیٹ سے متعلقہ تفصیل

*2330: مسز ناظمہ جواد ہاشمی: کیاوزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) فاطمہ جناح ویمن یونیورسٹی راولپنڈی میں سینٹ اور سنڈیکیٹ کے ممبران کی تعداد کیا ہے، ممبران کے نام بتائیں؟

(ب) ان ممبران کا تقرر کس اہلیت کی بنیاد پر کیا گیا؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) فاطمہ جناح ویمن یونیورسٹی کے ایکٹ کے مطابق سنڈیکیٹ کے ممبران کی کل تعداد26ہے۔ ممبران کی لسٹ Annex-c ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ جبکہ ایکٹ کے مطابق یونیورسٹی ہذا میں سینٹ نہ ہے۔

(ب) مذکورہ ممبران کا تقرر یونیورسٹی ہذا کے ایکٹ 1998ء کے مطابق کیا جاتا ہے۔ ایکٹ کے متعلقہ حصہ کی کاپی(Annex-D) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

اساتذہ کو ہائر ایجوکیشن الاؤنس کی ادائیگی کا مسئلہ

*2331: مسز ناظمہ جواد ہاشمی: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب کی طرف سے ہائر ایجوکیشن الاؤنس بجٹ 2007 میں منظور کیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ابھی تک اساتذہ کو یہ الاؤنس ملنا شروع نہیں ہوا؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو یہ الاؤنس کب ملنا شروع ہو گا؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) محکمہ تعلیم ہائر ایجوکیشن (کالج ونگ) کے لئے بجٹ 2007 میں ایجوکیشن الاؤنس منظور نہیں کیا گیا تھا۔

(ب) چونکہ یہ الاؤنس منظور نہیں ہوا تھا اس لئے اساتذہ کرام کو نہیں دیا جا سکتا۔

(ج) اس سوال کا جواب جزو "ب" میں موجود ہے۔

لیکچرار کے ترقی کے مواقع اور خصوصی پیکج کا مسئلہ

*2429: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ کالجوں میں بھرتی ہونے والا لیکچرار 20 سال بعد بھی لیکچرار ہی رہتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ تعلیم کے دوسرے کیڈر کے ملازمین کے مقابلہ میں لیکچرار کو ترقی کے مواقع میسر نہ ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے سکولز اساتذہ کے لئے ایک خصوصی مراعات کے پیکج کا اعلان کیا ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت لیکچرار کی ترقی کے لئے ایک خاص مدت کا تعین کرنے اور دوسرے کیڈر کی طرز پر لیکچرار کو بھی ترقی کے مواقع مہیا کرنے اور ان

کے لئے مراعات کا خصوصی پیکج بھی دینے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست نہ ہے۔ سروس رولز کے مطابق لیکچرار کی ترقی Seniority cum Fitness کی بنیاد پر اور اسامیاں دستیاب ہونے پر کی جاتی ہے جس پر کم یا زیادہ وقت لگ سکتا ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔سروس رولز کے مطابق ترقی کے مواقع میسر ہیں اور ڈی پی سی وقتاً فوقتاً ہوتی رہتی ہے۔تقریباً600 غیر حاضر لیکچرار کو قانونی کارروائی کرنے کے بعد فارغ کر دیا گیا ہے اور اس طرح ان کی جگہ اہل لیکچرار کے لئے ترقی کے مزید مواقع پیدا ہوئے ہیں۔

(ج) مذکورہ سوال سکول ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ سے متعلقہ ہے۔ البتہ کالج ایجوکیشن میں بھی خصوصی مراعات کے پیکج کا اعلان کیا گیا ہے اور اس پر عمل درآمد کیا جا رہا ہے۔

(د) خصوصی پیکج برائے کالج اساتذہ وزیر اعلیٰ کی منظوری کے بعد دے دیا گیا۔ جس میں M. Phil کا اجراً اور Ph.D الاؤنس میں اضافہ، ڈائریکٹ (ریگولر) Bs,18, 19 & 20 کی مختص اسامیوں پر تقرری کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن کو ریکوزیشن کا بھجوانا شامل ہے۔اس کے علاوہ مندرجہ ذیل مراعات بھی دی گئی ہیں:۔

1. مبلغ -/4000 اور -/7000 روپے ماہوار پرنسپل الاؤنس شہری اور دیہاتی علاقوں میں بالترتیب دیا گیا ہے۔
2. مبلغ-/3000 روپے ہارڈ ائریا الاؤنس کالج اساتذہ کو دیا گیا ہے۔
3. سائنس اور ٹیکنالوجی الاؤنس بڑھا کر -/5000 روپے سے بڑھا کر -/10000 روپے ماہوار برائے Ph.D کی ڈگری رکھنے والوں کے لئے کر دیا گیا ہے۔
4. Ph.D الاؤنس-/3000 روپے سے-/5000 روپے ماہوار بڑھا دیا گیا ہے۔
5. ایم فل الاؤنس-/2500 روپے ماہوار شروع کیا گیا ہے۔

ضلع سرگودھا کے کالجز 2008 میں بھرتی کی تفصیلات

*2466: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ماہ اکتوبر، نومبر اور دسمبر2008 میں ضلع سرگودھا کے مختلف کالجوں میں سٹاف کلاسabove & IV کی بھرتیاں ہوئی ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو جس جس کالج میں بھرتیاں ہوئی ہیں جو سٹاف بھرتی کیا گیا ہے، ان کی کیٹیگری، نام، پتے، تعلیمی معیار،Date of appointment, Date of Joining date اور میرٹ لسٹ ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

(ج) کیا مذکورہ بھرتیاں کرنے سے قبل اشتہار اخبار میں دیا گیا اگر ہاں تو کس اخبار میں اور کونسی تاریخ کو، مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ ماہ نومبر 2008 میں ضلع سرگودھا کے مختلف کالجوں میں سٹاف گریڈ 6 تا14 کی بھرتیاں ہوئی ہیں اور سٹاف کلاس فور گریڈ1 تا4 کی بھرتیاں نہ ہوئی ہیں۔

(ب) جن کالجز میں بھرتیاں ہوئی ہیں ان کی تفصیل اور میرٹ لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ہاں مذکورہ بھرتیاں کرنے سے قبل اخبار میں اشتہار دیا گیا جو کہ مورخہ 2008۔9۔7 کو روزنامہ ایکسپریس میں شائع ہوا۔

پنجاب کے تعلیمی اداروں کے طلبأ کو بیرون ممالک بھجوانے کی تفصیلات

*2516: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب اپنے تعلیمی اداروں کے طلبأ کو بیرون ممالک میں Exchange Programme کے تحت تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھیجتی ہے اگر ہاں تو ان طلبأ کو حکومت کیاIncentives دیتی ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) بیرون ممالکExchange programme کے تحت تعلیم حاصل کرنے کے لئے جانے والے طلبأ کے لئے عمر کی کوئی حد مقرر ہے، تو اس بارے میں بھی تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

(ج) Exchange Programme کے تحت تعلیم حاصل کرنے والے طلباً کی سیکورٹی کے لئے کیا انتظامات کئے جاتے ہیں تفصیل سے آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبٰی شجاع الرحمٰن):

(الف) Exchange Programme کے تحت تعلیم حاصل کرنے کے لئے جانے والے طلباً کو درج ذیلIncentives دیا جاتا ہے۔

1. ٹیوشن فیس معاف ہوتی ہے۔
2. ٹکٹ اور رہائش کے اخراجات بھیجنے والی یونیورسٹی برداشت کرتی ہے۔
3. رہائش فراہم کرناHost University کی ذمہ داری ہوتی ہے۔

(ب) عموماً جو عمر یونیورسٹی میں داخلہ کے لئے مقرر ہوتی ہے وہی عمرExchange Programme کے لئے بھی مقرر ہوتی ہے۔یعنی26سال۔

(ج) یونیورسٹی وہی سیکورٹی فراہم کرتی ہے جو کہ یونیورسٹی اپنے دوسرے طلباً کو فراہم کرتی ہے۔

گورنمنٹ ڈگری کالجز بوائز و گرلز ننکانہ صاحب میں سٹاف کی تفصیلات

*2637: **جناب شاہ جہاں احمد بھٹی:** کیاوزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ ڈگری کالج فار بوائز اور گورنمنٹ گرلز کالج ننکانہ صاحب میں ٹیچنگ اور نان ٹیچنگ سٹاف کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد گریڈ وائز بتائیں؟

(ب) کتنی اسامیاں کس کس گریڈ کی خالی ہیں نیز خالی اسامیوں پر کب تک متعلقہ سٹاف فراہم / تعینات کر دیا جائے گا؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبٰی شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ ڈگری کالج بوائز اور گورنمنٹ ڈگری کالج برائے گرلز ننکانہ صاحب میں ٹیچنگ اور نان ٹیچنگ سٹاف کی منظور شدہ اسامیاں کی تعداد مندرجہ ذیل ہے:-

(1) گورنمنٹ ڈگری کالج بوائز ننکانہ صاحب

نام پوسٹ	گریڈ	منظور شدہ تعداد
پرنسپل	19	01

اسسٹنٹ پروفیسر	18	09
لیکچرار	17	24
ڈائریکٹر فزیکل ایجوکیشن	16	01
لائبریرین	16	01
کل اسامیاں ٹیچنگ سٹاف		36
اکاؤنٹنٹ	11	01
سینئر کلرک	09	01
لیکچر اسسٹنٹ	07	02
جونئیر کلرک	07	02
اسسٹنٹ لائبریرین	07	01
ڈسپنسر	06	01
ٹیوب ویل آپریٹر	03	01
لیب اٹنڈنٹ	02	03
نائب قاصد	02	05
مالی	02	01
چوکیدار	02	02
بیلدار	02	02
واٹر مین	02	01
لائبریری اٹنڈنٹ	02	01
خاکروب	02	02
کل اسامیاں نان ٹیچنگ سٹاف		26

(2) گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین ننکانہ صاحب

نام پوسٹ	گریڈ	منظور شدہ تعداد
پرنسپل	19	01
اسسٹنٹ پروفیسر	18	01
لیکچرار	17	15
ڈائریکٹر فزیکل ایجوکیشن	16	01
لائبریرین	16	01
کل اسامیاں ٹیچنگ سٹاف		19
اسسٹنٹ	14	01
وارڈن	14	01
سینئر کلرک	09	01

جونیئر کلرک	07	02
دفتری	03	01
لیب اٹنڈنٹ	02	01
نائب قاصد	02	02
چوکیدار	02	01
بیلدار	02	01
خاکروب	02	01
کل اسامیاں نان ٹیچنگ سٹاف		12

(ب)خالی اسامیوں کی تعداد گریڈ وائز نیچے درج ہے:۔

1۔گورنمنٹ ڈگری کالج بوائز ننکانہ صاحب

نام پوسٹ	گریڈ	خالی اسامیاں
اسسٹنٹ پروفیسر	18	05
لیکچرار	17	04
ڈائریکٹر فزیکل ایجوکیشن	16	01
لائبریرین	16	01
خالی اسامیاں ٹیچنگ سٹاف		11
اکاؤنٹنٹ	11	01
بیلدار	01	01
خالی اسامیاں نان ٹیچنگ سٹاف		02

(2) گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین ننکانہ صاحب

نام پوسٹ	گریڈ	خالی اسامیاں
اسسٹنٹ پروفیسر	18	01
لیکچرار	17	03
ڈائریکٹر فزیکل ایجوکیشن	16	01
لائبریرین	16	01
خالی اسامیاں ٹیچنگ سٹاف		06

گریڈ17، 18 اور 19 کی خالی اسامیوں پر تعیناتی کے لئے ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ پنجاب لاہور نے پنجاب پبلک سروس کمیشن کو Requisition بھجوائی ہوئی ہے جیسے ہی ان کی سفارشات محکمہ کو موصول ہوتی ہیں خالی اسامیوں پر تعیناتی کر دی جائے گی۔

جنوبی پنجاب کی یونیورسٹیز و کالجز میں سرائیکی زبان کے اساتذہ کی تعیناتی

*2947: **میاں شفیع محمد**: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کالج راجن پور، گورنمنٹ ایس ای کالج بہاول پور اور خواجہ فرید گورنمنٹ کالج رحیم یار خان میں سرائیکی زبان کی تعلیم دی جاتی ہے لیکن مذکورہ کالجز میں سرائیکی مضمون کے لیکچرار کی کوئی اسامی منظور شدہ نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی ملتان میں سرائیکی مضمون کے لیکچرار کی دو اور اسسٹنٹ پروفیسر کی دو اسامیاں خالی ہیں، کتنے عرصہ سے مذکورہ اسامیاں خالی ہیں؟

(ج) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت گورنمنٹ کالج راجن پور، خواجہ فرید کالج رحیم یار خان اور ایس ای کالج بہاول پور میں لیکچرار کی اسامیاں منظور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں، نیز BZU میں خالی اسامیوں پر کب تک تعیناتی کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ کالج راجن پور میں سرائیکی زبان کا کوئی طالب علم نہ ہے۔البتہ گورنمنٹ ایس ای کالج بہاول پور اور خواجہ فرید کالج رحیم یار خان میں سرائیکی زبان کے طلبأ کی تعداد بالترتیب 24 اور 14 ہے۔گورنمنٹ ایس ای کالج بہاول پور میں سرائیکی زبان کی تعلیم کے لئے باقاعدہ ایک منظور شدہ اسامی پر لیکچرار تعینات ہے۔

(ب) بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی ملتان کے شعبہ سرائیکی میں لیکچرار کی اس وقت کوئی اسامی خالی نہ ہے جب کہ اسسٹنٹ پروفیسر کی دو اسامیاں 2008 سے خالی ہیں۔جن میں سے ایک اسامی مورخہ 11-03-2010 کو مشتہر کر دی گئی ہے جس کی درخواستیں وصول کرنے کی آخری تاریخ 10-4-2010 تھی، درخواستوں کی اہلیت اور شارٹ لسٹنگ کے بعد امیدواران کو انٹرویو کے لئے بلایا جائے گا۔اس سے پہلے مورخہ 18-8-2008 کو اسسٹنٹ پروفیسر کی دو اسامیاں مشتہر کی گئی تھیں، صرف 3 امیدواران کی درخواستیں موصول ہوئی تھیں، جو کہ مشتہر شدہ تعلیمی قابلیت و تجربہ پر پورے نہ اترتے تھے۔لہذا یہ اسامیاں پر نہ کی گئی تھیں۔

(ج) گورنمنٹ ایس ای کالج بہاول پور میں سرائیکی زبان کی تعلیم کے لئے لیکچرار کی ایک اسامی منظور شدہ ہے۔ گورنمنٹ کالج راجن پور اور خواجہ فرید کالج رحیم یار خان میں سرائیکی زبان کے طلبأ کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے جونہی سرائیکی زبان کے طلبأ کی تعداد بڑھے گی محکمہ تعلیم ان کی تعلیم وتربیت کے لئے باقاعدہ لیکچرار تعینات کر دیا جائے گا۔جب کہ بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی سے متعلقہ سوال کا جواب جزو "ب" میں دیا جا چکا ہے۔

گورنمنٹ کالجز برائے خواتین کارخانہ بازار فیصل آباد میں لائبریری کے قیام کا مسئلہ

*2965: **محترمہ رفعت سلطانہ ڈار:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کالج برائے خواتین کارخانہ بازار فیصل آباد میں لائبریری کی سہولت نہ ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ کالج میں لائبریری کے قیام کا کوئی ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ کالج برائے خواتین کارخانہ بازار فیصل آباد کی لائبریری کی بلڈنگ 2005 میں ناقابل استعمال ہونے کی وجہ سے گرا دی گئی تھی اور لائبریری کو کلاس رومز میں شفٹ کر دیا گیا۔لائبریری میں اس وقت 12354 کتب موجود ہیں۔

(ب) حکومت پنجاب محکمہ اعلیٰ تعلیم نے کالج کی نئی لائبریری کی عمارت کی تعمیر کے لئے ایک اسکیم مورخہ 18-03-2010 کو منظور کی ہے جس کی مالیت 75.602 ملین روپے ہے۔اس اسکیم کی منظوری DDWP فیصل آباد نے دے دی ہے اور اس کی Administrative Approval جاری کر دی گئی ہے۔ اگلے مالی سال کے ترقیاتی بجٹ میں ایک Block Allocation کو شامل کیا گیا ہے۔ جس کے تحت اس اسکیم کو رقم فراہم کر دی جائے گی۔اس اسکیم کے تحت کالج کی لائبریری کی تعمیر کے علاوہ باقی Missing Facilities بھی مہیا کی جائیں گی۔

پی پی۔165 شیخوپورہ کالجز اور اسامیوں سے متعلقہ تفصیل

*3004: چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی 165 ضلع شیخوپورہ میں اس وقت گورنمنٹ کالجز کی تفصیل ان میں منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تفصیل کیا ہے اور حکومت کب تک ان خالی نشستوں کو پر کرنے کے لئے تیار ہے، اگر نہیں تو ان کی وجوہات کیا ہیں؟

(ب) اس وقت مذکورہ حلقے میں کتنے انٹر میڈیٹ کالجز ہیں، حکومت کب تک ان کو اپ گریڈ کر کے ڈگری کالجز کا درجہ دینے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ونڈالہ دیال شاہ ضلع شیخوپورہ کی آبادی ایک لاکھ سے زیادہ ہے اور یہاں پر کوئی گرلز کالج قائم نہ ہے، اگر ہاں تو کیا حکومت یہاں پر گرلز کالج کے قیام کے لئے تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) مذکورہ حلقہ میں دو کالجز ہیں:-

1- گورنمنٹ ڈگری کالج بوائز شرقپور شریف

2- گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین شرقپور شریف

گورنمنٹ ڈگری کالج بوائز شرقپور شریف

(الف) ٹیچنگ سٹاف	31	خالی اسامیاں	07
(ب) نان ٹیچنگ سٹاف	32	خالی اسامیاں	04

گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین شرقپور شریف

(الف) ٹیچنگ سٹاف	11	خالی اسامیاں	01
(ب) نان ٹیچنگ سٹاف	14	خالی اسامیاں	10

(الف) ٹیچنگ سٹاف کی اسامیاں پر کرنے کے لئے حکومت نے کالج ٹیچنگ انٹرن بھرتی کرنے کا اختیار کالج پرنسپل کو مورخہ 2009-11-10 تفویض کر دیا ہے۔ٹیچنگ سٹاف کی تمام خالی اسامیاں پر کر دی جائیں گی۔

(ب) درجہ چہارم کی تمام خالی اسامیوں کا انٹرویو ہو چکا ہے۔حکومت نے مورخہ 2009-05-16 کو Appointment orders جاری نہ کرنے کا حکم دے دیا۔ اب حکومت نے مورخہ 2010-02-25 کو بھرتی کا عمل شروع کرنے کا حکم جاری کر دیا ہے اور بہت جلد اسامیاں پر ہو جائینگی۔

(ب) اس وقت مذکورہ حلقہ میں کوئی انٹرمیڈیٹ کالج موجود نہ ہے۔

(ج) ونڈالہ دیال شاہ اصل میں ایک قصبہ ہے جو امامیہ کالونی اور شاہدرہ کے ساتھ ہی واقع ہے۔ شاہدرہ اور فیروزوالا میں پہلے ہی زنانہ اور مردانہ کالجز کام کر رہے ہیں جن کا فاصلہ ونڈالہ دیال شاہ سے تقریباً 3 یا 4 کلومیٹر ہے اس لئے اس قصبہ میں حکومتی پالیسی کے مطابق کالج بنانا موزوں نہ ہے۔

گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین سرائے عالمگیر کی بیرونی دیوار گرانے کی تفصیلات

*3091: چودھری محمد ارشد: کیاوزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین سرائے عالمگیر کی بیرونی دیوار کو مورخہ 31مئی2008 کو گرادیا گیا تھا؟

(ب) مذکورہ دیوار کس اتھارٹی کے حکم سے گرائی گئی اس کا نام بیان فرمائیں، اگر ناجائز طور پر گرائی گئی ہے تو دیوار گرانے والے افراد / اہلکاران کے نام، عہدے اور پتاجات سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) مذکورہ دیوار گرانے والوں کے خلاف جو کارروائی کی گئی، اس کی تفصیل اور اگر کوئی کارروائی نہیں کی گئی تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(د) مذکورہ دیوار گرانے والوں کے خلاف کسی بھی قسم کی کارروائی نہ کرنے والے سرکاری اہلکاران کے نام ان کے خلاف کی گئی کارروائی کی تفصیل اور اگر کارروائی نہیں کی گئی تو وجہ بیان فرمائیں؟

(ہ) دیوار گرا کر جو رقبہ کالج سے علیحدہ کیا گیا ہے اس کی پیمائش اور اس کی رائج الوقت قیمت بیان فرمائیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین سرائے عالمگیر کی بیرونی دیوار کو مورخہ 31۔مئی 2008 کو گرا دیا گیا تھا۔

(ب) پرنسپل کی رپورٹ کے مطابق ایم این اے ملک جمیل اعوان اور نائب ناظم توصیف حیدر شاہ پانچ، چھ افراد کے ہمراہ کالج میں تشریف لائے اور کالج کی دیوار گرا کر راستہ بنانے کے لئے کہا۔ پرنسپل نے ان حضرات کو بتایا کہ جب تک محکمہ اعلیٰ تعلیم کا اجازت نامہ موجود نہ ہو اس طرح کے کسی فیصلے کو تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن جب کالج اپنے مقررہ وقت پر بند کر دیا گیا تو اسکے بعد کالج کی دیوار کو گرا کر راستہ بنا لیا گیا۔

(ج) جب پرنسپل صاحبہ کو دیوار گرانے کی اطلاع ملی تو وہ فوراً موقع پر پہنچیں مگر اس وقت تک دیوار گرا کر راستہ بنالیا گیا تھا۔ پرنسپل صاحبہ نے فوراً چودھری ریاض احمد ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (کالجز) گجرات کو بذریعہ فون اور تحریری اطلاع دی اور اس کے ساتھ ساتھ ایس ایچ او تھانہ سرائے عالمگیر کو بھی وقوعہ کی بذریعہ فون اور تحریری اطلاع دی جس کی تفصیل (Flag-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

تاہم محکمہ پولیس کی رپورٹ کے مطابق گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج سرائے عالمگیر کی دیوار کو زبردستی نہیں گرایا گیا اور نہ ہی کوئی راستہ بنایا گیا ہے بلکہ مکمل ہے اور بالکل درست حالت میں ہے۔ پولیس رپورٹ کی کاپی (Flag-B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ڈی پی او (گجرات) اور ایس ایچ او تھانہ (سٹی) کو تحریری اطلاع دی گئی اور انہیں واقعہ کی تفصیل سے آگاہ بھی کیا گیا (Flag-C ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)۔ لیکن ابھی تک کسی

قانونی کارروائی کی اطلاع متعلقہ پرنسپل یا محکمہ تعلیم کے ضلعی افسران کو موصول نہیں ہوئی اور نہ ہی محکمہ پولیس کے کسی آفیسر کے خلاف کارروائی کی اطلاع محکمہ کو ارسال کی گئی۔

(ہ) کالج کا تقریباً ایک کنال دو مرلے رقبہ کالج سے علیحدہ کرکے راستہ کے لئے استعمال کیا جارہا ہے اور رائج الوقت قیمت کیمطابق اس رقبہ کی مالیت تقریباً بیس لاکھ روپے ہے۔

گرلزوبوائز کالجز حویلی لکھا(اوکاڑہ) میں لیکچرارز کی خالی اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3122: **محترمہ شبینہ ریاض:** کیاوزیرہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حویلی لکھا کے گرلزوبوائز کالجز میں لیکچرار کی اکثر اسامیاں خالی پڑی ہیں اسکی وجوہات سے آگاہ کریں اور یہ کب تک پر کر دی جائیں گی؟

(ب) جن مضامین کی اسامیاں خالی ہیں انکی تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) اس وقت مذکورہ کالجز میں طلباءوطالبات کی تعداد کتنی ہے؟

(د) مذکورہ کالجز میں 08۔2007 اور 09۔2008 کے نتائج کی شرح کیا رہی، کیا یہ پچھلے سالوں کی نسبت بہتر ہوئی یا بتدریج کم ہوئی؟

وزیرہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ ڈگری کالج بوائز حویلی لکھا

نام اسامی	منظور شدہ	سکیل	موجودہ	خالی
پرنسپل	01	19	-	01
اسسٹنٹ پروفیسر	03	18	-	03
لیکچرار	16	17	10	06
فزیکل ایجوکیشن	01	16	-	01
لائبریرین	01	16	-	01

گورنمنٹ ڈگری کالج خواتین حویلی لکھا

نام اسامی	منظور شدہ	سکیل	موجودہ	خالی
پرنسپل	01	19	-	01
اسسٹنٹ پروفیسر	02	18	-	02

لیکچرار	16	17	13	03
فزیکل ایجوکیشن	01	16	-	01
لائبریرین	01	16	-	01

نوٹ: مذکورہ بالا خالی اسامیوں پر حکومت پنجاب کی پالیسی کے مطابق CTI ٹیچرز دسمبر 2009 سے چھ ماہ کے لئے عارضی طور پر تعینات ہیں۔ تاہم محکمہ تعلیم نے گریڈ 20 & 19، 18، 17 کی خالی اسامیوں پر موزوں امیدواروں کی تقرری کے لئے ریکوزیشن پنجاب پبلک سروس کمیشن کو بھجوادی ہے۔ امیدواروں کی سلیکشن کا کام مکمل ہوتے ہی مذکورہ بالا اسامیوں پر ریگولر ٹیچرز کی تعیناتی کر دی جائے گی۔

(ب) گورنمنٹ ڈگری کالج برائز حویلی لکھا

اسسٹنٹ پروفیسر: اردو، انگلش، پولیٹیکل سائنس (3)

لیکچرار: عمرانیات، انگلش، اسلامیات، شماریات، نفسیات، کیمسٹری (6)

فزیکل ایجوکیشن (1) لائبریرین (1)

گورنمنٹ ڈگری کالج خواتین حویلی لکھا

اسسٹنٹ پروفیسر اردو، شماریات (2)

لیکچرار: فزکس 1 اسلامیات 2

(3)

فزیکل ایجوکیشن 1 لائبریرین (1)

(ج) گورنمنٹ ڈگری کالج بوائز حویلی لکھا

دوران سال 10-2009 کل تعداد:۔ (465)

فسٹ ایئر: 223 سیکنڈ ایئر: 179

تھرڈ ایئر: 42 فورتھ ایئر: 21

گورنمنٹ ڈگری کالج خواتین حویلی لکھا

دوران سال 10-2009 کل تعداد (503)

فسٹ ایئر 217: سیکنڈ ایئر 149

تھرڈ ایئر:۔ 85 فورتھ ایئر 52

(د) گورنمنٹ ڈگری کالج بوائز حویلی لکھا

سال	کلاس	کالج رزلٹ	کیفیت
2007-08	ایف اے	44.62 ٪	بہتر
2007-08	بی اے	22.50 ٪	بہتر
2008-09	ایف اے	48.52 ٪	بہتر
2008-09	بی اے	29.26 ٪	بہتر

گورنمنٹ ڈگری کالج خواتین حویلی لکھا

سال	کلاس	کالج رزلٹ	کیفیت
2007-2008	ایف اے	45.65 ٪	بہتر
2007-2008	بی اے	37.29٪	بہتر
2008-2009	ایف اے	50.67٪	بہتر
2008-2009	بی اے	46.77٪	بہتر

ضلع اٹک میں بوائز و گرلز کالجز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3135: جناب شیر علی خان: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع اٹک میں بوائز و گرلز کالجز کس کس جگہ کام کر رہے ہیں ان کے نام اور ان میں زیر تعلیم طالب علموں کی تعداد بتائیں؟

(ب) ان کالجز میں کس کس گریڈ کی کون کون سی اسامیاں خالی ہیں؟

(ج) کس کس کالج میں پرنسپل / وائس پرنسپل کی اسامیاں خالی ہیں؟

(د) خالی اسامیوں پر کب تک بھرتی کر دی جائے گی؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع اٹک میں کالجز کی تعداد 14 ہے۔جن میں 8 بوائز اور 6 گرلز کالجز کام کر رہے ہیں۔بوائز کالجز میں طلباء کی تعداد 3709 اور گرلز کالجز میں طالبات کی تعداد 4070 ہے۔کالجز کے نام اور جگہ کی تفصیل ضمیمہ "الف" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان کالجز میں گریڈ 19 کی 26، گریڈ 18 کی 79 اور گریڈ 17 کی 121 اسامیاں خالی ہیں نیز نان گزٹیڈ سٹاف کی اسامیوں کی تفصیل ضمیمہ "ب" برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع اٹک کے کسی بھی کالج میں وائس پرنسپل کی منظور شدہ اسامی نہ ہے نیز ضلع بھر کے تمام کالجز میں پرنسپل کی کوئی اسامی خالی نہ ہے۔

(د) مذکورہ بالا خالی اسامیوں کو پر کرنے کے لئے محکمہ اعلیٰ تعلیم ریکوزیشن پنجاب پبلک سروس کمیشن کو بھجوا چکا ہے۔پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سفارشات موصول ہوتے ہی مذکورہ بالا اسامیاں پر کر دی جائیں گی۔

ضلع راولپنڈی میں بوائز و گرلز کالجز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3136: جناب محمد شفیق خان: کیاوزیرہائرایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راولپنڈی میں کتنے بوائز و گرلز کالجز کس کس جگہ کام کر رہے ہیں ان کے نام اور پتا جات بتائیں؟

(ب) ان کالجز میں خالی اسامیوں کی تفصیل گریڈ واسامی وائز بتائیں؟

(ج) کیا حکومت ان کالجز کی Requirement کے مطابق سہولیات فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیاہیں؟

(د) خالی اسامیوں پر کب تک بھرتی کر دی جائیگی؟

وزیرہائرایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع راولپنڈی میں 10 بوائز اور 25 گرلز کالجز کام کر رہے ہیں جن کے ناموں کی تفصیل ضمیمہ "الف" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع راولپنڈی کے 35 گرلز و بوائز کالجز میں گریڈ20 کی 9 اور گریڈ19 کی 78، گریڈ18 کی 190، اور گریڈ 17 کی 105 اسامیاں خالی ہیں۔مذکورہ اسامیوں کی تفصیل ضمیمہ "ب" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) حکومت کالجز کی ضروریات کے مطابق سہولیات فراہم کرنے کے لئے کوشاں ہے۔

(د) مذکورہ اسامیوں کو جلد از جلد پر کرنے کے لئے محکمہ اعلیٰ تعلیم نے پنجاب پبلک سروس کمیشن کو ریکوزیشن بھجوا دی ہے۔ پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سفارشات موصول ہوتے ہی تقرریاں کر دی جائیں گی۔

تحصیل ٹرائبل ایریا، ڈی جی خان گرلز ڈگری کالج کے قیام کی تفصیلات

*3158: جناب محمد محسن خاں لغاری: کیاوزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ تعلیم حکومت پنجاب نے ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (کالجز) ڈی جی خان سے تحصیل Tribal ایریا میں گرلز ڈگری کالج کے قیام کے لئے Feasibility رپورٹ منگوانے کے لئے تحریر کیا تھا یہ مراسلہ کب بھیجا گیا اور کیا محکمہ کو جواب موصول ہو چکا ہے اگر ہاں تو کب جواب موصول ہوا؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ منصوبہ کے سلسلہ میں ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (کالجز) کی موصولہ رپورٹ کی کاپی ایوان کی میز پر رکھنے کے لئے تیار ہے، اگر نہیں تو اسکی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جی ہاں محکمہ اعلیٰ تعلیم نے ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (کالجز) ڈی جی خان کو مورخہ 17-05-2010 کو فاضلہ کچھ (ٹرائبل ایریا) میں گرلز کالج کے قیام کے لئے خط تحریر کیا۔(Flag-A ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے) اور مذکورہ بالا آفیسر نے اس کی Feasibility Report محکمہ کو ارسال کی ہے جو مورخہ 18-05-2010 کو بذریعہ فیکس موصول ہوئی ہے(Flag-B ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔)

وزیر اعلیٰ پنجاب کی طرف سے ایک ڈائریکٹو محکمہ اعلیٰ تعلیم کو موصول ہوا جس میں ڈی جی خان کے علاقہ فاضلہ کچھ (ٹرائبل ایریا) میں کالج کے قیام کی ہدایات جاری کی گئیں۔ یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ اگر صرف کالج کے قیام کا حکم دیا جائے تو وہ بوائز کالج ہی تصور کیا جاتا ہے لہذا محکمہ اعلیٰ تعلیم نے بوائز کالج کے قیام کے لئے Feasibility Report سٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (کالجز) ڈی جی خان سے منگوالی۔(Flag-C ایوان کی میز پر

رکھ دی گئی ہے۔) یہ وضاحت سوال کے جواب کے لئے ضروری ہونے کی وجہ سے تحریر کی گئی ہے کیونکہ سوال گرلز کے قیام کے حوالے سے متعلق ہے۔

(ب) جی ہاں۔ محکمہ اعلیٰ تعلیم کو موصول شدہ Feasibility Report جو ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (کالجز)ڈی جی خان نے گورنمنٹ گرلز کالج فاضلہ کچھ کے حوالے سے تیار کی ہے جو Flag-C ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میں ابھی اسمبلی آرہی تھی تو باہر ایک جلوس نکلا ہوا تھا، میں اپنی گاڑی خود drive کررہی تھی۔ انہوں نے میری گاڑی کے اوپر بہت بُری طرح مارا۔ مجھے روکا گیا، وہ مجھے آگے نہیں آنے دے رہے تھے۔ میرا نہیں خیال کہ کسی کو بھی قانون ہاتھ میں لینا چاہئے۔ ہم لوگ باہر law and order کی کوئی problem create نہیں کررہے۔ ہم تو ان کی آواز اس ایوان تک پہنچاتے ہیں۔

جناب سپیکر! مجھے آج بڑی مشکل سے موقع ملا ہے، میں تین دنوں سے آپ سے ایک بات کہنا چاہتی تھی لیکن موقع نہیں مل سکا۔ میں داتا دربار کے victims دیکھنے گئی تھی جو کہ میو ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ جب میں ان victims کو دیکھنے گئی تو مجھے معلوم ہوا کہ وہاں پر کچھ بے گھر لوگ بھی زیر علاج ہیں۔ ان میں سے تین لوگ ہڈی وارڈ میں ہیں اور کچھ دوسری وارڈوں میں زیر علاج ہیں۔ یہ زیادہ لوگ نہیں ہیں اور ان لوگوں کا کوئی سہارا یا گھر نہیں ہے۔ میں آپ کی وساطت سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ان کو گھر مہیا کیا جائے چاہے ایک کمرے کا ہی کیوں نہ ہو۔ ان victims کو مالی امداد کے علاوہ گھر بھی مہیا کیا جائے اور ان کی security کا بھی بندوبست کیا جائے۔ ہمیں ان بے گھر لوگوں کی لازمی طور پر مدد کرنی چاہئے۔ بہت شکریہ۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: کرنل صاحب! آپ کی تحریک آگے آ رہی ہے جس کا جواب رانا ثناء اللہ صاحب نے دینا ہے۔ابھی آپ تھوڑا سا انتظار کریں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے مری سے related دو points عرض کرنا چاہتا ہوں۔ایک تو یہ ہے کہ وہاں پر پچھلے تین سالوں سے construction پر پابندی لگی ہوئی ہے جبکہ کچھ specific لوگوں کو اجازت بھی دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کرنل صاحب! اب وزیر قانون صاحب بھی تشریف فرما نہیں ہیں تو آپ کی اس بات کا کون جواب دے گا؟

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ صاحب کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ مری میں تین سالوں سے construction پر پابندی لگی ہوئی ہے۔وہاں پر جو labour force ہے انہوں نے مجھ سے رابطہ کیا ہے کہ آپ مہربانی کر کے اس پابندی کو relax کروائیں۔

جناب سپیکر! دوسرا وہاں پر چیئر لفٹ کے جو ملازمین ہیں وہ daily wages پر ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ پنجاب سے جتنے بھی visitors آتے ہیں ہم ان کی خدمت کرتے ہیں۔میں آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ ان ملازمین کو regular کیا جائے۔بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: شوکت عزیز بھٹی صاحب بڑی دیر سے point of order پر بات کرنا چاہتے ہیں۔جی، بھٹی صاحب!

پوائنٹ آف آرڈر

ٹی وی چینل پر معزز رکن اسمبلی کی بغیر تصدیق جعلی ڈگری کے متعلق خبر کو نشر کرنا

راجہ شوکت عزیز بھٹی: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اس House کی توجہ ایک انتہائی اہم مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔میں اپنے

colleagues کی طرح ایک عام سا MPA ہوں اور اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے میں یونیورسٹی سے Gazette Notification اور اپنی degree کی کاپی بھی ساتھ لایا ہوں۔ ہفتے والے دن 2 بجے TV پر slide چلنی شروع ہو گئی، میری تصویر آنی شروع ہو گئی اور 19/18 گھنٹے تک میڈیا کی طرف سے مجھ پر یہ مہربانی ہوتی رہی۔ ہم نے بھی جدوجہد کی اور ہم بھی دعائیں مانگتے تھے کہ میڈیا آزاد ہو اور میں میڈیا کی آزادی اور خود مختاری کے حوالے سے یہی کہہ سکتا ہوں کہ:

ہمیں تو خار ہی گزرا تمہارا یہ جواں ہونا

جناب سپیکر! اس ملک میں یہ سزا صرف سیاستدانوں کو ہی ملتی ہے۔ اللہ کی مہربانی سے میری degree آج اگر اصلی بھی ہے، میں نے Monday والے دن یونیورسٹی سے رابطہ کیا تو انہوں نے کہا کہ ہماری طرف سے ایسی کوئی news نہیں گئی، Higher Education Commission سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس کوئی ایسی intimation نہیں، Election Commission سے پوچھا تو ان کے پاس بھی کوئی intimation نہیں تھی، میرے خلاف قطعاً کوئی writ نہیں تھی، کوئی objection نہیں تھا اور کوئی بات نہیں تھی۔ میڈیا کی اس 19/18 گھنٹے کی مہربانی پر میری والدہ محترمہ کو heart attack ہوا۔ (اس مرحلہ پر معزز ممبر آبدیدہ ہو گئے)

MR SPEAKER: Very sad.

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! میرے worker روتے ہوئے میرے دروازے تک پہنچے۔ میرا قصور یہ تھا کہ میں نے سیاسی جدوجہد میں اپنی زندگی گزاری۔ اس House میں بیٹھے ہوئے تمام دوست اپنا ذاتی کام کاج چھوڑ کر عوام کی خدمت کے لئے اپنا وقت صرف کرتے ہیں [******]

جناب سپیکر! اس ملک کے سیاستدانوں کی یہی سزا ہے کہ جو ایٹم بم بنانے کی ابتدا کرے آپ اسے پھانسی دیتے ہیں، اس ملک کے سیاست دانوں کی یہی سزا ہے کہ جو ایٹمی دھماکہ کر کے اس وطن عزیز کو ایٹمی طاقت بناتے ہیں آپ انہیں دربدر کی ٹھوکریں کھلاتے ہیں، سیاست دانوں کا یہی قصور ہے؟ [******] میں دنیا کے ہر آدمی کو نہیں بتا سکتا کہ میری degree اصلی ہے اگر میری degree اصلی ہے تو وہ جعلی کہاں سے آ گئی؟ میں گلی گلی، محلے محلے میں کسی کو اس بات کی تردید نہیں دے سکتا لیکن اس

بات کا کسی کو احساس نہیں ہے۔ ہمیں اس بات پر غور کرنا چاہئے اور ہمیں اس بات کا احساس ہونا چاہئے کہ آخر وہ انگلیاں اس Houseمیں بیٹھے ہوئے لوگوں پر کیوں اٹھتی ہیں؟(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس ملک کی 19 کروڑ آبادی میں 1.4 percent graduates ہیں اور کسی نے کہا کہ یہ discriminatory law ہے، اس ملک کے registered voters کی تعداد 3.6 percent graduates ہے۔ کسی نے کہا کہ یہ discriminatory law ہے؟ اس بات پر آج تک کوئی نہیں آیا۔ جن لوگوں نے الیکشن لڑا ہے یہ قانون ان کی عزتوں کے ساتھ کھلواڑ ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جب Returning Officer کسی کے کاغذات accept کر لیتا ہے چاہے وہ کیسا بھی ہو اگر اس کی کوئی disqualification exist بھی کرتی ہو، جب تک اس کے حلقے کے عوام اس پر اعتراض نہ کریں، اس کے مقابلے میں الیکشن لڑتا ہوا candidate اگر اس پر اعتراض نہ کرے تو قانون کے مطابق اس کی کسی بھی چیز کی جانچ پڑتال نہیں ہو سکتی۔ میڈیا میں کسی نے آواز نہیں اٹھائی کہ یہ اس Returning Officer کا قصور تو ہو سکتا ہے اس candidate کا قصور نہیں ہو سکتا اور "جب میاں بیوی راضی تو کیا کرے گا قاضی"؟ اگر حلقے کے عوام چاہتے ہیں کہ یہ شخص ان کی خدمت کرے تو[*****] وہ آج بلاوجہ، ناجائز اور بغیر کسی ثبوت کے ہم پر انگلیاں اٹھاتے ہیں۔ اس سے صرف ہمارا نہیں بلکہ ہمارے ان لوگوں کا استحقاق مجروح ہوتا ہے جن کا اعتماد ہم لے کر یہاں پر آتے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ یوں ہوا کہ اس ملک کے کروڑوں عوام کی رائے کا جب بھی قتل ہو گیا اور جس نے بھی قتل کیا آپ نے اسے "گارڈ آف آنر" کے ساتھ روانہ کیا اور جنہوں نے غریب کے حقوق کے لئے جدوجہد کی، غریب کے بچوں کے لئے سکول بنوایا، اس کے گھر تک سڑک پہنچائی، اس کے لئے بجلی

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر 221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

کی فراہمی کی کوشش کی، اس کے بچوں کے بہتر مستقبل کی کوشش کی اس کی عزت کی کسی نے پرواہ نہیں کی بلکہ ہمیشہ اس کی طرف انگلی اٹھائی۔

جناب سپیکر! آج اگر سیاست دان نہ ہوتے تو اس ملک میں آزاد عدلیہ کا وجود نہ ہوتا، اگر سیاست دان نہ ہوتے تو اس ملک میں 1973ء کا آئین نہ ہوتا، اگر سیاست دان نہ ہوتے تو اس ملک کو ایٹمی طاقت کوئی نہ بناتا اور اپنی مصلحتوں کا شکار ہو کر گھروں کو چلے جاتے، اگر سیاست دان نہ ہوتے تو آج ان حالات میں پاکستان کا نام لینے والا کوئی نہ ہوتا۔[******] میری آپ سے یہی گزارش ہے۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میں صرف اتنی بات کرنا چاہوں گا کہ میرے خیال میں میڈیا کے حضرات اس بارے میں ہماری بات سن رہے ہیں۔ جی، محترمہ سیمل کامران!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں اپنے بھائی کی بات کو بالکل support کرتی ہوں اور میڈیا سے یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: خدا کرے کہ آپ ایک دوسرے کے ساتھ اسی طرح کرتے رہیں اور جس طرح سے آپ کے ساتھ ہو رہا ہے میں بھی دیکھتا ہوں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جس طرح سے سیاست دانوں کا یہ postmortem کیا جا رہا ہے تو آج میں آپ کے توسط سے یہ بات کہنا چاہتی ہوں. We are not answerable to anybody ہم اپنے عوام کو answerable ہیں، ہم Election Commission کو

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر 221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

answerable ہیں اور ہم عدلیہ کو answerable ہیں ہم کسی کو یہ right نہیں دیں گے چاہے کوئی forward block سے ہو، چاہے وہ PML(Q) کی کوئی ایک عورت ہو، آپ جب کسی عورت کے بارے میں ایک ذرائع کی خبر چلاتے ہیں تو کیا کبھی میرے ان بھائیوں نے یہ سوچا ہے کہ اس عورت کی family اس کا کیا حشر کرے گی؟ جب آپ کسی عورت کی تصویریں دکھا دکھا کر ڈرامے چلاتے ہیں تو کیا کسی نے یہ سوچا ہے

کہ اس کی جگہ پر میرے گھر کی ایک عورت کی تصویر بھی ہو سکتی تھی؟ جب آپ کسی مرد کی پگڑی اچھالتے ہیں تو کبھی کسی نے verification کی کوشش کی ہے۔[******] اور ہاں جس طرح سے یہ ہم ہی لوگوں کو black mail کر کے MD PTV بن جاتے ہیں، کبھی یہ ہم ہی لوگوں کو black mail کر کے اور ہم ہی لوگوں سے فائدہ اٹھا کر عہدے لے کر کبھی Interim Government میں Minister بن جاتے ہیں [******] میں آپ کے توسط سے ان کو invite کرتی ہوں کہ آئیں اور یہاں پر آ کر بیٹھیں اور اپنی قوم کی تقدیر بدلیں،[******] جب سے میڈیا میں وہ خبر آنی شروع ہوئی ہے "News Alert"، "Breaking News" کسی کی عزت اچھالنا، کسی کو بے عزت کرنا یہ ایک "Breaking News" ہے؟(شیم، شیم)

جناب سپیکر! ہمارا written notification ہوا تھا، ہمیں کوئی de notify کرے گا تو ہمیں کاغذ کا وہ ٹکڑا چاہئے، اپنے آپ کو بے عزت کرنے کے لئے کاغذ کا وہ ٹکڑا چاہئے ہم کسی ذرائع سے بے عزت نہیں ہو سکتے۔ اگر مجھے اپنے کسی فاضل بھائی سے کوئی اختلاف ہے اور میں میڈیا کے اپنے کسی بہن بھائی کو کہہ دوں کہ ان کی degree جعلی ہے۔ چودھری عبدالغفور میری پارٹی کے نہیں ہیں لیکن کسی بھی میڈیا کے ممبر کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اس کے past کے بارے میں لوگوں سے سوال کرے کہ یہ بچپن میں کیا کرتا تھا؟ میں ان کو سلام پیش کرتی ہوں کہ وہ کس background سے آ کر آج سامنے والے Benches پر بیٹھا ہے یہ اس کی جدوجہد ہے ہمیں اس کو appreciate کرنا چاہئے لیکن کسی کے پاس یہ حق نہیں ہے کہ [******] یہ پنجاب اسمبلی ہے۔ ہم سے کیا قربانی مانگو گے؟ ہم اپنے بچے اور اپنے گھر چھوڑ کر اپنی پارٹی اور اس ملک کی عوام کے لئے دھکے کھاتے ہیں تو ہمیں کیا انعام ملتا ہے کہ ہمارے رشتے دار اور ہمارے گھر والے ہمیں ذلیل کرتے ہیں کہ ہم تمہاری وجہ سے بے عزت ہو رہے ہیں۔ ہمیں ایسی سیاست نہیں چاہئے۔

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر 221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

(اس مرحلہ پر معزز خاتون ممبر شدتِ جذبات سے آبدیدہ ہو گئیں)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آپ کو جرات سے کام کرنا چاہئے، آپ کیوں گھبراتے ہیں؟ آپ قوم کے نمائندے ہیں، آپ جرات سے کام کریں۔ جی، اعجاز شفیع صاحب!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج جو باتیں ہاؤس میں ہو رہی ہیں۔ یہ نہایت دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ ایک عوامی نمائندہ جو عوام کا اعتماد لے کر ہاؤس کے اندر آتا ہے اس کے اوپر ایک کالم لکھنے والا، ایک اخبار نویس اور ایک ٹی وی چینل کا anchor جن کی qualification کے بارے میں میں پوری ذمہ داری سے کہہ سکتا ہوں کہ مڈل اور میٹرک سے زیادہ نہیں ہوتی وہ شام کو مختلف چینل پر بیٹھ کر پاکستان کی تقدیر کا فیصلہ کر رہے ہوتے ہیں جو میں سمجھتا ہوں کہ نہایت افسوس کا مقام اور نہایت شرمناک بات ہے۔

جناب سپیکر! میں آج اپنی تمام بہنوں اور بھائیوں سے مودبانہ گزارش کروں گا کہ [******] ہم اس وقت تک ان ٹی وی چینلز پر جانے کا بائیکاٹ کریں، کوئی میڈیا سٹیٹمنٹ دینے کا بائیکاٹ کریں، ان کی کسی قسم کی بھی activity میں شامل ہونے کا بائیکاٹ کریں اور احتجاج کریں کہ جب تک میڈیا چینلز کے مالکان معافی نہیں مانگتے اور معذرت نہیں کرتے۔ اس وقت تک ہم ان کا پورا بائیکاٹ کرتے ہیں۔ میں پوری ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ ہماری جماعت اور پورے ہاؤس کا کوئی معزز ممبر جب تک اس معاملے کا حل نہیں نکل آتا ان ٹی وی چینلز پر نہیں جائے گا۔

جناب سپیکر! اس پر میں آپ کی ruling چاہوں گا۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون صاحب کو درخواست کروں گا کہ جہاں ہم دوسرے معاملات پر legislation کرتے ہیں ان لوگوں کو بھی قابو کرنے کے لئے ہمیں اپنے ہاؤس کے اندر legislation کرنی چاہئے [******] کہ اس طرح کی باتیں کر کے ہماری عزتوں کو نہ اچھالا جائے کیونکہ ہم نے بڑی محنت کر کے پاکستان کی عوام سے یہ مقام حاصل کیا ہے اور اب ہم نے اس ہاؤس کے مقام کو بلند رکھنا ہے۔ بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محترمہ نرگس فیض ملک صاحبہ!

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

محترمہ نرگس فیض ملک: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں اپنے بھائی شوکت بھٹی صاحب کے ساتھ اظہار یکجہتی کرتی ہوں اور میں سمجھتی ہوں کہ ان کے درد کو وہی محسوس کر سکتا ہے جس کی ماں نہیں ہوتی۔ اگر خدانخواستہ ان کی ماں کو کچھ ہو جاتا تو میرے خیال میں کوئی ٹی وی چینل، کوئی اخبار نویس اور کوئی الیکشن کمیشن سب چیزیں اس چیز کے آگے ماند ہیں۔ ماں کی ہستی سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ سب دنیاوی چیزیں ہیں۔ آپ ان کے دکھ کو سمجھیں کہ ان کی والدہ پر اس وقت کیا گزری، اللہ کا شکر ہے کہ ان کی والدہ حیات ہیں، اللہ ان کو عمر دراز کرے۔ ہمیں اپنے بھائی کے ساتھ اور تمام ان بہنوں اور بھائیوں کے لئے بھی اظہار یکجہتی کرنا چاہئے۔ میں سمجھتی ہوں کہ آج سیاستدانوں کو جس طرح سے بدنام کیا جارہا ہے اور جس طرح سے سیاستدانوں کی پگڑیاں اچھالی جارہی ہیں یہ غلط ہے۔

جناب سپیکر! آپ کو استحقاق ہے کہ آپ ہم سب کی ڈگریاں چیک کروائیں، آپ کے علاوہ کسی کو حق نہیں۔ ہم یہاں پر ایسے ہی نہیں بیٹھے اور ہم کسی چور دروازے سے نہیں آئے۔ ہمیں کسی نے کچھ بھی پلیٹ میں رکھ کر نہیں دیا۔ ہم جدوجہد کرنے والے لوگ ہیں، ہم سیاسی ورکر ہیں ہمارے ساتھ اس طرح کا سلوک توہین آمیز ہے۔ آپ کو اس پر action لینا چاہئے اور ہر صورت action لینا چاہئے کہ جو بھی سیاستدانوں کے ساتھ چاہے وہ مرد ہو یا عورت ہو جس کے ساتھ اس طرح کا سلوک کیا جارہا ہے اگر اس کی بہن، ماں یا باپ اس وجہ سے خدانخواستہ اس دنیا سے چلا جاتا ہے تو پھر اس کا کون ذمہ دار ہو گا؟ میں اپنے بھائی سے request کرتی ہوں کہ ایک دفعہ اس ادارے کو جس نے آپ کے خلاف یہ خبر دی اس کو ضرور sue کریں کیونکہ جب تک آپ یہ action نہیں لیں گے تب تک ان کی ہمت بڑھتی جائے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ!

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میں بہت جلد اپنی بات ختم کروں گی۔ میری بہنوں اور بھائیوں نے ابھی جو کچھ کہا ہے میں اس کو endorse کرتی ہوں۔ یہ سب ڈگریوں کی بات تو اچھال رہے ہیں لیکن کسی نے اگر زیادہ پڑھا ہوا ہے تو یہ اس کا کبھی ذکر نہیں کرتے۔ میں نے میڈیا کو دس دفعہ بتایا اور یہ بات

حقیقت ہے کہ پاکستان کے اندر سیاستدانوں میں صرف میں نے امریکہ سے fellowship کیا تو اس بات کا میڈیا نے کیوں نہیں لکھا؟ یہ بات بہت بری ہے کہ یہ negative بات کو اچھالتے ہیں۔ میں آج بتاتی ہوں کہ میری دادی نے اپنا تین سال کا بیٹا بہرام (جو میرے مرحوم والد ہیں) پاکستان کو دیا اور کثیر دولت محترم قائداعظم کو دی، انھوں نے بغیر تاریخ پڑھے اور جانے میڈیا پر میری دادی تک کا مذاق بنایا۔

[*****]

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ میڈیا کو سنجیدگی کے ساتھ ان matters کو لینا چاہئے۔ میں ان کو support کرتی ہوں اور ماحول کو بدلنے کے لئے آپ کے حکم کے مطابق ایک بات کرتی ہوں کہ آج جب میں اسمبلی میں آرہی تھی تو باہر احتجاج ہو رہا تھا۔ انھوں نے ایک گاڑی کو نقصان پہنچایا اور میری گاڑی کو بہت زیادہ مارا، میں نے ان کے ساتھ وعدہ کیا کہ میں ہاؤس میں جا کر ان کی بات کروں گی تو پھر میری گاڑی چھوڑی گئی۔ وہ گیس کے اوپر احتجاج کر رہے تھے، یہ provincial احتجاج نہیں ہے یہ federal احتجاج ہے۔ اس کے لئے ان کو قومی اسمبلی کے سامنے احتجاج کرنا چاہئے۔ میں سمجھتی ہوں کہ کل جو بات یہاں ہوئی تھی کہ احتجاج کے لئے ایک جگہ بنائی جائے تو میں اس کو endorse کرتی ہوں اور باہر جو لوگ کھڑے ہیں ان کے ساتھ بات چیت کرنے کے لئے بھی کوئی مستقل کمیٹی بنا دیں۔ میں اس کو بھی endorse کرتی ہوں اور میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت زیادتی ہے کہ ایک ایم پی اے بھائی کی گاڑی خراب ہو گئی ہے اور میری گاڑی کو بھی انھوں نے شدید نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔

جناب سپیکر: اس پر action کرواتے ہیں۔ جی، نور نیازی صاحب!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! آج جو issue اس وقت ہاؤس میں زیر بحث ہے میں بھی اس پر کچھ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ملک میں جس وقت بھی جمہوری سسٹم آیا اور جمہوریت پھلنے پھولنے لگی تو چند نادیدہ قوتیں ایک سازش کا جال بنتی ہیں کہ کس طرح سیاستدانوں کو بدنام کیا جائے، کس طرح جمہوریت کو بدنام کیا جائے، کس طرح جمہوری نظام کو بدنام کیا جائے اور پھر ان حلقوں کو دعوت دی جائے جو آ کر اس ملک پر پھر قبضہ کریں۔ میں صرف ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں اور مجھے یہ کہنے دیں کہ یہ اس سسٹم کا حسن ہے، یہ جمہوریت کا حسن ہے کہ آج ٹی وی کے اوپر کہتے ہیں کہ میڈیا آزاد ہو گیا ہے، Judicial activism ہو رہا ہے۔ ہم روز فیصلے سن رہے ہیں۔ یہ اچھی بات ہے ہم لوگ سیاستدان ہیں ہم

property public ہیں۔ ہم لوگوں نے اپنے آپ کو عوام کے سامنے

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

پیش کیا۔ آپ ہماری ڈگریاں چیک کر رہے ہیں تو ضرور کریں، ہم پھر اپنی ڈگریاں چیک کروانے کے لئے پیش کرتے ہیں لیکن آج اس judiciary کو دیکھتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے جس کے لئے میرے اوپر 34 پرچے ہوئے میں نے سپریم کورٹ کے باہر کھڑے ہو کر ڈنڈے کھائے، میں نے نظر بندیاں برداشت کیں۔ ہم ہر وقت سنتے ہیں، اخبار پڑھتے ہیں اور ٹی وی دیکھتے ہیں کہ کس طرح اس سسٹم کو derail کرنے کے لئے کن کن قوتوں کا اتحاد ہو چکا ہے۔ کیا اس چیز کو ہم judicial activism کہیں گے؟ یہی سپریم کورٹ تھی، یہی ہائی کورٹ تھی اور یہی ججز تھے، پانچ سال کے اندر اس آمر کے دور میں ہم نے کسی disqualification کے خلاف ایک فیصلہ نہیں سنا۔ کیا یہ ججز اس وقت سو رہے تھے؟ کیا یہ سپریم کورٹ اس وقت سو رہی تھی؟ میں نے اپنے دو تین ساتھیوں کے قصے سنے ہیں کہ آپ نے resign کیوں کیا۔ میں ان کے قصے سن کر حیران پریشان رہ گیا کہ انھیں disqualify کر دیا گیا۔ یہاں پر ہمارے ایک دوست رانا مبشر صاحب تھے انہوں نے resign کیا and I don't know that what are the facts? لیکن میں ان کی اُس بات پر یقین کروں گا جو انہوں نے مجھے بتائی۔ ان کے خلاف Election Tribunal میں appeal ہوئی اور Tribunal نے ان کے حق میں فیصلہ دیا کیونکہ یونیورسٹی نے آ کر ان کی ڈگری کو صحیح قرار دے دیا۔ ان کے خلاف single Bench میں appeal ہوئی، یونیورسٹی نے آ کر ریکارڈ verify کیا اور ان کے حق میں فیصلہ ہو گیا۔ ان کے خلاف double Bench میں appeal ہوئی، ریکارڈ verify ہوا تو DB نے ان کے حق میں فیصلہ دیا۔ اس کے بعد وہ سپریم کورٹ جاتے ہیں لیکن یونیورسٹی کہتی ہے کہ ڈگری ان کی ہے۔ جج صاحب فرماتے ہیں کہ 20 سال پہلے فارم پر آپ کے signature نہیں مل رہے جو آپ کے ID card کے تھے لہٰذا آپ استعفیٰ دے دیں۔[******]

جناب سپیکر! کیا یہاں پر یہ انصاف ہو رہا ہے؟ یہ تو سراسر سیاستدانوں کو بدنام کرنے کی ایک سازش ہو رہی ہے۔ ہم نے اپنے آپ کو پیش کر دیا ہے لہذا ہماری ڈگریوں کو verify کریں۔ ہمارے میڈیا کے جو بھائی بیٹھے ہیں یہ بھی ہمارے بھائی ہیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب تو وہ قانون ہی نہیں ہے۔

---

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر 221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! ہم سے ڈگریاں مانگیں اور پھر خود جا کر verify کریں۔

جناب سپیکر: جی، اب تو وہ قانون ہی نہیں ہے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! نہیں۔ آج ہم نے اپنے آپ کو پیش کیا ہے تو آج یہاں پر آپ ruling دیں اور اپنی قائمہ کمیٹی کو strong کریں۔ اگر ہم نے اپنے آپ کو احتساب کے لئے پیش کیا ہے اور ہماری ڈگریاں چیک ہو رہی ہیں تو ججوں کی ڈگریاں اور صحافیوں کی ڈگریاں بھی چیک ہوں۔ سپریم کورٹ کی ڈگریاں بھی چیک ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس میڈیا کے anchors بیٹھ کر اس ملک کے بارے میں ایک پالیسی دے رہے ہوتے ہیں کہ یہ فرشتے ہیں [******] ہم بھی جاننا چاہتے ہیں کہ ان کی ڈگریاں ٹھیک ہیں یا غلط ہیں؟ آج آپ یہ فیصلہ کر کے اٹھیں اور آپ کی قائمہ کمیٹی بھی اٹھے کہ judiciary اور میڈیا کی ڈگریوں کو verify کروایا جائے۔ ہم مکمل طور پر حاضر ہیں اور ہماری ڈگریوں کو ایک دفعہ نہیں بلکہ 100 دفعہ چیک کریں۔(نعرہ ہائے تحسین)

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

ڈاکٹر طاہر علی جاوید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر طاہر صاحب!

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں بھی کافی دیر سے بولنے کے لئے کہہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، سب کو بولنے کے لئے ٹائم دوں گا۔

(اس مرحلہ پر پریس گیلری سے صحافی حضرات واک آؤٹ کر گئے)

معزز اراکین: میڈیا والے واک آؤٹ کر گئے ہیں۔(قطع کلامیاں)

---

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: جی، میڈیا واک آؤٹ کر گیا ہے۔ میں اُن سے کہوں گا کہ وہ اب سننے کی ہمت رکھیں۔ میڈیا والوں کو جانے دیں اور صرف PTV کو رکھیں۔ بس ٹھیک ہے، جانیں دیں۔ تمام ممبران اپنی اپنی جگہ پر تشریف رکھیں، میں سب کی بات سنتا ہوں۔

جناب محمد معین وٹو: جناب سپیکر! آج میڈیا والوں میں اتنی جرات نہیں ہے کہ وہ ہماری بات سن سکیں۔ ہم ان کی کتنی باتیں سنتے ہیں اور کتنی تنقید برداشت کرتے ہیں۔ آج ان میں یہ ہمت اور حوصلہ ہونا چاہئے کہ وہ آج عوامی نمائندوں کی بھی بات سنیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

جناب محمد معین وٹو: جناب سپیکر! کیا ان کا صرف یہ حوصلہ ہے؟[******] آج سیاستدان بھی آواز اٹھائیں گے، ممبران بھی آواز اٹھائیں گے اور آج ہم ان کا بھی احتساب کریں گے۔ یہ جو non-qualified لوگ ہیں تو ہمارا بھی یہ مطالبہ ہے کہ جتنے بھی anchor persons ہیں، جتنے بھی رپورٹرز ہیں ان میں سے اگر کسی نے بھی ایم اے جرنلزم نہیں کیا ہوا اُس کو رپورٹنگ کرنے، anchor بننے اور کسی پر تبصرہ کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ان کی جائیدادوں کی انکوائری ہونی چاہئے اور ان کی qualification بھی چیک ہونی چاہئے۔ انہوں نے کیا مذاق بنا رکھا ہے کہ ہر روز سیاستدانوں کی پگڑی اچھالی جاتی ہے۔ جن لوگوں نے پاکستان میں اپنا خون پسینہ شامل کیا ہے اُن کو یہ بے عزت کرتے ہیں اور ایسا کر کے یہ اپنی عزت بناتے ہیں۔ یہ قابل مذمت لوگ ہیں لہذا ان کا احتساب ہونا چاہئے۔ آج پاکستان کے عوام ان کا احتساب کریں گے۔ اس کے علاوہ یہ بھی اپنے assets declare کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ اب بس کریں۔ جی، ڈاکٹر طاہر صاحب!

ڈاکٹر طاہر علی جاوید: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! آج آپ نے دیکھا کہ ہاؤس میں کیا ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب تھوڑا سا غصہ کم نہ کر لیں۔

---

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر 221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

ڈاکٹر طاہر علی جاوید: جناب سپیکر! میں اپنا ایک ذاتی واقعہ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ 18 فروری کو الیکشن ہوا اور میرے تمام ساتھیوں نے اس الیکشن میں حصہ لیا۔ آپ جانتے ہیں کہ یہ الیکشن ایک طویل الیکشن تھا کیونکہ محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کا قتل ہوا تھا۔ سب لوگ الیکشن میں motivated تھے۔ 2 فروری کو الیکشن سے صرف 16 دن پہلے پورے میڈیا پر خبر آتی ہے کہ ڈاکٹر طاہر علی جاوید فوت ہو گئے ہیں۔ [******] میں اس الیکشن میں جیت گیا لیکن میری 13 سال کی بیٹی جو گرائمر سکول میں پڑھتی تھی اس کی پرنسپل نے آکر بتایا کہ تمہارے والد صاحب کی death ہو گئی ہے آج میں پوچھتا ہوں کہ اُس کے دکھ کا ازالہ کون کرے گا؟ میرے بیٹے کو ایچی سن کالج کے پرنسپل نے بلایا اور پوچھا کہ

We have heard in the news that your father expired during the election campaign. I have no place to go for justice.

election campaign کے دوران ایک telephone call آئی کہ ہم سے غلطی ہو گئی ہے۔ [*****] میں چُپ رہا کیونکہ مجھے اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین تھا اور اللہ کے فضل و کرم سے الیکشن میں جیت کر دوبارہ آیا۔ یہ لوگ جو بات کر رہے ہیں یہ ڈیڑھ ڈیڑھ دو دو لاکھ لوگوں کی نمائندگی کرتے ہیں، کیا یہ لوگ سب جھوٹے ہیں؟

Are only politicians liars? Can you have a different bar of justice for different groups of people or different professions? What kind of justice is this?

[**************]We are more educated, we are more intellectual and we represent the people of Pakistan and Punjab and nobody who even can not be elected a Councilor has the right to criticize my brothers and sisters sitting in the Parliament. Thank you very much.

(نعرہ ہائے تحسین)

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر 221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: جی، جلال دین ڈھکو صاحب!

ملک جلال الدین ڈھکو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آج جو مسئلہ ہاؤس میں پیش آیا ہے یہ اتنا اہم اور ضروری ہے کہ اس مسئلے کا حل ہمیں ہر حالت میں کرنا ہو گا۔ میں یہ پوچھوں گا کہ کیا میڈیا نے آج تک کسی بھی فوجی حکمران کے خلاف کبھی بات کی یا کسی مارشل لاء کے خلاف بات کی ہے؟ یہ ہمیں ہی کمزور سمجھتے ہیں کہ ہم عوامی نمائندگان ہیں، دو دو لاکھ لوگوں کی نمائندگی کے لئے یہاں آئے ہیں اور آج انہوں نے ہم سب کی پگڑی اچھالی ہے۔ میں کہوں گا کہ ان کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے اور وہ channels بند ہونے چاہئیں جو ہماری پگڑی اچھالتے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں ہاؤس سے یہ پُرزور اپیل کرتا ہوں کہ یہ فیصلہ کریں اور ایک قرارداد لائیں۔ لاء منسٹر صاحب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہمیں پریس والوں سے خوفزدہ نہیں ہونا چاہئے۔ یہاں پر جمہوریت ہے، جمہوریت رہے گی، جمہوریت چلے گی[******]

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

ملک جلال الدین ڈھکو: جناب سپیکر![******]

جناب سپیکر: چلیں، بس کریں۔ شیخ علاؤالدین صاحب! آپ بات کریں۔

ملک جلال الدین ڈھکو: صرف ایک منٹ اور دے دیں۔

جناب سپیکر: جلال دین ڈھکو صاحب! بس آپ کی بات ہو چکی ہے۔ تشریف رکھیں۔

ملک جلال الدین ڈھکو: جناب سپیکر! صرف ایک منٹ تو اور دے دیں۔ اگر آپ ہمیں سننا نہیں چاہتے تو ہم کس سے بات کریں؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ تمام تشریف رکھیں۔ مجھے بھی تو بات سننے دیں اور میرے تک تو بزرگوں کی آواز پہنچنے دیں۔

ملک جلال الدین ڈھکو: جناب سپیکر! میں اس ضمن میں یہ گزارش کروں گا[******]

جناب سپیکر: شیخ علاؤالدین صاحب، ان کے بعد کرنل شجاع صاحب بات کریں گے۔

---

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں زیادہ وقت نہیں لوں گا اور آپ کی توجہ صرف آج سے چھ ماہ پہلے ایک واقعہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ اچانک ٹی وی پر ticker چلائے گئے کہ شیخ علاؤالدین نے پراپرٹی ٹیکس نہیں دیا۔ میرے حلقے سے لوگوں نے فون کرنا شروع کر دیئے اور آپ خود بھی جانتے ہیں کہ میں شاید ہوش میں بھی نہیں تھا جب سے میں کتنا بڑا ٹیکس گزار ہوں۔ اس ملک کی اکانومی میں حصہ لینے والے ٹیکس گزار کی بھی یہاں پر کوئی عزت نہیں ہے، آخر کیوں؟ میں ڈیڑھ کروڑ ڈالر per month

کو دے رہا ہوں اور انہوں نے میری وہ عزت کی ہے کہ آپ کو کیا بتاؤں government of Pakistan
چونکہ میں انکم ٹیکس laws کو جانتا ہوں تو آپ یقین کریں [******] میں آپ سے کہتا ہوں کہ اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہر ممبر کی return موجود ہے اور اگر اس میں کوئی غلطی ہے تو نکالیں اور سب سے پہلے میں خود کو پیش کرتا ہوں کہ جب میں پیدا ہوا تو اس وقت میرے پاس کیا تھا اور آج کیا ہے۔ خدا جانتا ہے کہ میں ایک روپیہ conceal نہیں کرتا لیکن جس طریقے سے انہوں نے میرے متعلق کہا [******]

جناب سپیکر! یہاں جب میرے بھائی نے کہا ہے کہ ہمیں بھی انہیں بتانا چاہئے تو میں اس پورے ایوان کی ذمہ داری لیتا ہوں اور خدا کی قسم! میں بالکل honestly returns چیک کروں گا اور یہ بھی آج مجھے اپنی returns چیک کروائیں۔ [******] (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: کرنل شجاع صاحب!

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں معزز ممبر بھٹی صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جنہوں نے آج یہ سلسلہ شروع کیا ہے۔ بھٹی صاحب! ہم آپ کے ساتھ ہیں اور ہر موقع پر آپ کے ساتھ ہیں اور آپ کے ساتھ کھڑے ہوں گے۔ یہ پوری اسمبلی آپ کی طاقت ہے اور انشا اللہ پوری اسمبلی ایک ساتھ چلے گی۔ یہاں ہماری disinformation ہو رہی ہے اور ہماری تصاویر ٹی وی چینلز پر آ رہی ہیں تو اس کا ذمہ دار کون ہے؟ [******]

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر 221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر! ہم مانتے ہیں کہ میڈیا چوتھا ستون ہے آج اس چیز کا فیصلہ ہونا چاہئے کہ اگر 9 گھنٹے کسی ٹی وی چینل نے بھٹی صاحب کے بارے میں disinformation دی ہے تو میں چاہتا ہوں کہ وہ ٹی وی چینل معافی مانگے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں، نہیں۔ وہ ابھی بتائیں گے کہ کیا بات ہے۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! آپ آج ruling دیں کہ اس ایوان کا کوئی بھی معزز ممبر آج کے بعد کسی ٹی وی چینل پر نہیں جائے گا۔

(اس مرحلہ پر ایوان "نہیں جائے گا" کی آوازوں سے گونج اٹھا)

محترمہ انجم صفدر: میں حلفیہ کہتی ہوں کہ اگر ہم ٹی وی چینل پر جانا چھوڑ دیں تو ان کے چینلز بند ہو جائیں گے۔[******]

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! کوئی ایم پی اے کسی ٹی وی چینل پر نہیں جائے گا۔[******]

(اس مرحلہ پر لابی میں موجود صحافی اٹھ کر باہر جانے لگے)

جناب سپیکر: وارث کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج آپ دیکھ رہے ہیں کہ جو بھڑاس نکلی ہے یہ پچھلے دو تین سالوں سے الیکٹرانک میڈیا خاص طور پر اور پرنٹ میڈیا لکھتا رہا ہے [******] تو آج انہیں سامنا بھی کرنا چاہیے۔ میرے بھائی کی بہت اچھی تجویز آئی ہے کہ آج کے بعد ہم تہیہ کریں کہ کوئی ممبر صوبائی و قومی اسمبلی کسی ٹی وی چینل پر نہیں جائے گا۔[******]

جناب سپیکر! یہ مذاق کی بات نہیں ہے، یہ بھٹی صاحب اور ثمینہ خاور حیات کی بات نہیں ہے بلکہ کوئی بندہ بھی اس وقت تک ملزم نہیں ہوتا جب تک کہ اس پر جرم ثابت نہ ہو جائے۔[******]

جناب سپیکر: مستی خیل صاحب!

---

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر 221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب محمد ثنا اللہ خان مستی خیل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ بات انتہائی افسوسناک ہے اور مجھے اس بات نے انتہائی مضطرب کیا کہ جس جمہوریت کی خاطر، جس rule of law کی خاطر، جس آزاد میڈیا کی خاطر 18 کروڑ عوام اور سیاستدانوں نے قربانیاں دیں، [******] جب ہم الیکشن لڑتے ہیں تو ہم خود کو عوام کے سامنے احتساب کے لئے پیش کرتے ہیں اور عوام ہمارا احتساب کرتے ہوئے 90/80 ہزار ووٹوں سے نواز کر ہمیں منتخب کر کے اسمبلیوں میں بھجواتی ہے۔

جناب والا! مجھے کہنے دیجئے کہ پاکستان کے سیاست دانوں کے خلاف کبھی PRODA کے ذریعے، ABDO کے ذریعے اور کبھی ایجوکیشن کی ڈگریاں لاگو کر کے جمہوریت کا نقصان کیا گیا۔[******] آج میں پوچھتا ہوں ہم عوام کے منتخب نمائندے ہیں اور مجھے کہنے دیجئے تعلیم اچھی چیز ہے۔ آقا دو جہاں ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر آپ کو چائنہ جا کر تک بھی تعلیم حاصل کرنی پڑے۔۔۔

جناب سپیکر: مستی خیل صاحب! دوسرے بھائیوں کا بھی خیال کیجئے۔ ذرا جلدی کیجئے میں نے ان کو بھی ٹائم دینا ہے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: ٹھیک ہے، مہربانی۔

جناب سپیکر: میاں محمد رفیق صاحب ٹی ٹی سنگھ! ان کے بعد چنیوٹی صاحب۔

معزز ممبران: جناب سپیکر! مستی خیل صاحب کو بات مکمل کرنے دیں۔

جناب سپیکر: چلیں، مستی خیل صاحب! بات کریں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! آج میں آپ کی وساطت سے پورے پاکستان کے لوگوں کو دعوت فکر دے رہا ہوں کہ تمام ایسے stakeholders جن کے اثاثے ہیں، چاہے وہ جرنیلوں کی شکل میں ہوں، چاہے وہ جوڈیشری کی شکل میں ہوں، چاہے وہ جرنلسٹوں کی شکل میں ہوں وہ اپنے اثاثوں کا اعلان کریں اور ان کی declaration کریں۔ ایک ایسا سیل بنایا جائے جو transparent انداز میں ان کی accountability کرے۔ مجھے افسوس ہوتا ہے کہ ہم یہاں کوئی تنخواہ لے کر خدمت کرنے کے لئے نہیں آتے۔ ہم خدا کے خوف کو سامنے رکھ کر، اپنی جائیدادیں بیچ کر اور اپنا خون لگا کر غریب عوام کی خدمت کرنے کے لئے آتے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

میں میڈیا کو چیلنج کر رہا ہوں اگر کوئی میرے دامن پر انگلی کھڑی کر دے تو مجھے پھانسی لگا دی جائے۔ [******] اس کی نہ اخلاقیات اجازت دیتا ہے، نہ دین اجازت دیتا ہے اور نہ ایمان اجازت دیتا ہے۔ یہ کیا طریق کار ہے کہ ایک honorable عوام کا elected نمائندہ جس کو اللہ نے اور پنجاب کے چیف منسٹر نے منسٹر بنایا، اس کے بارے میں جو نازیبا گفتگو کی گئی کیا یہ شریفانہ انداز ہے، اسے آپ تہذیب یافتہ کہتے ہیں؟ جب میں ایم این اے تھا، میں یہ بات حلفاً کہہ رہا ہوں۔[******]

جناب سپیکر: مہربانی کریں، کسی اور کو بھی ٹائم دیں۔

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل:[******]

جناب سپیکر: جی، میاں محمد رفیق!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کا بے حد شکریہ۔۔۔۔

(اس مرحلہ پر قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف ایوان میں تشریف لائے)

معزز ممبران: نعرہ ہائے تحسین۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔۔۔ میں نے میاں رفیق صاحب کو floor دیا ہے۔ تمام ممبران تشریف رکھیں اور بزرگوں کی بات سنیں وہ کوئی اچھی بات آپ کے فائدے کے لئے کریں گے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اظہاریہ کا موقع دیا ہے۔ میرے محترم بھائی شوکت عزیز بھٹی صاحب کے لئے میں مرہم ہوں۔ ان کی جو دل آزاری ہوئی ہے میں ان کے لئے مرہم ہوں اور اس حوالے سے اس معزز ایوان میں جن جن معزز ارکان اسمبلی نے باتیں کی ہیں میں ان کا بھی ہمنوا ہوں لیکن کچھ باتیں میں مختلف بھی کرنا چاہتا ہوں جو rational ہیں، جو فطری ہیں اور قدرتی ہیں۔ ان میں سے ایک بات تو یہ ہے کہ میں disinformation کے خلاف ہوں۔ وہ disinformation خواہ الیکٹرانک میڈیا کی طرف سے ہو، خواہ وہ پرنٹ میڈیا کی طرف سے ہو، خواہ وہ

سیاستدانوں کی طرف سے ہو، خواہ وہ ہماری سول سوسائٹی کی طرف سے ہو اور خواہ وہ ہماری

---

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

انتظامیہ کی طرف سے ہو یا کہیں سے بھی ہو میں disinformation کا ذہنی اور دلی طور پر خلاف ہوں۔ بات شروع ہوئی تھی جعلی ڈگریوں کے متعلق اور بات پہنچی تیری زلف کے اسیر ہونے تک۔ کہاں سے کہاں بات چلی گئی ہے۔ آپ تمام دنیا کی تاریخ پڑھ لیں، معزز دنیا اور جمہوری دنیا کی تاریخ پڑھ لیں وہاں تمام لوگ اپنے نمائندوں کو جس نظر سے دیکھنا چاہتے ہیں خواہ وہ خود جیسے بھی ہوں لیکن وہ اپنے نمائندوں کو پاوتر دیکھنا چاہتے ہیں اور گنگا جل میں نہائے ہوئے دیکھنا چاہتے ہیں۔ جب کبھی ان میں کوئی کمی یا داغ نظر آیا ہے تو ساری دنیا میں سیاستدانوں کو، حکومتوں میں شامل وزراء کو حتیٰ کہ حکومتوں کو بھی فارغ ہو جانا پڑا ہے، ان کو مستعفی ہو جانا پڑا ہے اس لئے میں اپنے بھائیوں سے یہ گزارش کروں گا کہ اتنا جذباتی نہ ہوں ہم لوگ شیشے کے گھر میں بیٹھے ہیں۔ (شور وغل)

جناب سپیکر: جی، راں صاحب!

ملک محمد عباس راں: شکریہ۔ جناب سپیکر! بہت جذباتی تقریریں ہو چکی ہیں۔ میں اتنی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ڈگری کی جو شرط ہے یہ شرط ایک آمر کی طرف سے عائد کی ہوئی ہے۔ دنیا میں کسی ملک میں آپ دیکھ لیں وہاں پر کوئی qualification کی شرط نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)
جو ووٹر ووٹ دیتا ہے، ہم عوام کے منتخب نمائندے ہیں، ہمیں عوام نے جو ووٹ دیا ہے وہ بی اے، ایم بی بی ایس، انجینئر یا ڈاکٹر کی ڈگری دیکھ کر نہیں دیا۔ ہمیں ہماری شخصیات اور ہماری پارٹی کے منشور کو دیکھ کر ووٹ ملا ہے۔ آج اس ڈگری کی شرط کو انہوں نے اس وقت تک لاگو کیا ہوا ہے جب یہ ڈگری کی شرط ختم ہو چکی ہے اور میری یہ گزارش ہے اور میں چاہتا ہوں کہ پارلیمنٹ میں اس ڈگری کی شرط کو 2002 سے ختم کیا جائے تاکہ یہ معاملہ سرے سے ہی ختم ہو جائے (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!ہمارے آباؤاجداد گریجویٹ نہیں تھے لیکن جب پاکستان 1947میں بنا اور ہمارے بزرگوں نے جو بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور آپ کے والد صاحب رانا پھول محمد خان جن کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں اور میرا اس وقت لڑکپن تھا جب وہ ایم پی اے اور منسٹر تھے تو وہ گریجویٹ نہیں تھے تو کیا انہوں نے اس ملک میں وہ کردار ادا نہیں کیا جو ایک تعلیم یافتہ کر سکتا ہے، کیا ان میں کوئی کمی تھی؟(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!کیا ہمارے بزرگ جو تعلیم یافتہ نہیں تھے وہ اس اسمبلی میں بیٹھ کر اس اسمبلی کو نہیں چلاتے رہے؟میں سمجھتا ہوں کہ گریجویٹ اسمبلی سے بہتر وہ جو ہمارے آباؤاجداد تھے وہ اس اسمبلی کو احسن طریقے سے چلا گئے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!1973کا آئین جس اسمبلی نے دیا،پاکستان میں آئین نہیں تھا اور جس اسمبلی نے آئین دیا وہ اسمبلی گریجویٹ اسمبلی نہیں تھی بلکہ وہ اسمبلی ان پڑھ تھی اور وہ اسمبلی پرائمری پاس تھی۔اس نے اس ملک کو 1973کا آئین دیا جس کی ہم ہر وقت بات کرتے ہیں کہ 1973کے آئین کے مطابق کیا جائے اور ہم 1973کے آئین کو مانتے ہیں۔ہمارے اوپر جو ڈگریوں کی شرط لاگو کی گئی ہے اور ابھی ہائر ایجوکیشن کمیشن میں الیکشن کمیشن کی طرف سے تمام ڈگریاں بھیجی گئی ہیں جب تک ان کی طرف سے verification نہیں ہو جاتی کسی کی ڈگری کے بارے میں کوئی خبر جاری نہیں ہونی چاہئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر:جی!ٹھیک ہے۔

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر!میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ جو ڈگری کی شرط ہائر ایجوکیشن میں گئی ہے یہ عابد شیر علی صاحب کا individually فیصلہ ہے یا پوری گورنمنٹ آف پاکستان کا فیصلہ ہے اور میری میڈیا والوں سے اتنی گزارش ہے کہ یہ ہمارے بھائی ہیں کہ ہم ان کی بات سنتے ہیں اور یہ بھی ہماری بات سنیں۔ہم اگر جائز بات کرتے ہیں تو ہماری جائز بات کو سنیں بھی اور مانیں بھی اور یہ روٹھ کر چلے جاتے ہیں اور ہم ان کو مناتے ہیں، اگر ہم روٹھ کر چلے جائیں گے تو ہمیں کون منائے گا؟شکریہ۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، چودھری صاحب! بھائی! لیڈر آف دی اپوزیشن بول رہے ہیں۔

(اس مرحلہ پر ایوان میں آذان ظہر)

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نہیں، مستی خیل صاحب!۔ No, this is not proper. No, point of Order.

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! آج ایک موضوع پر ہمارے ساتھیوں نے اپنا اظہار خیال کیا ہے، coalition government کے لوگوں نے بھی، ہمارے ساتھیوں نے بھی اور ہمارے ساتھیوں میں سے کچھ اپنے نظریات بدلنے والے لوگوں نے بھی خیالات کا اظہار کیا ہے۔ ہر ایک کی اپنی رائے ہوتی ہے اور جمہوریت کا حسن یہی ہے کہ اپنی رائے رکھتے ہوئے دوسروں کی رائے کا احترام کیا جائے تاکہ آپ کی رائے کا بھی احترام کیا جاسکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ

بات بے بات ہو نہیں سکتی، بات مشکل سے بات ہوتی ہے
بات ہیرا ہے بات موتی ہے، بات خنجر کی کاٹ ہوتی ہے

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آج صحافیوں اور جرنلسٹوں کے بارے کہا گیا تو اچھے اور برے لوگوں سے پاک اگر کوئی مکتبہ یا فکر یہ ہے تو وہ ہمیں بتا دیا جائے، ہر جگہ اچھے اور برے لوگ ہوتے ہیں، نہ ہی میں کسی کی وکالت کرتا ہوں بلکہ میں اپنی ایک رائے رکھتا ہوں۔ آپ طلعت حسین کو لے لیں کہ مسلم کاز کے لئے وہ وہاں گئے تھے اور ان کے دائیں اور بائیں والے آدمی کو بھی بلٹ لگی تھی جس کا خون ان کو لگا اور پھر وہاں سے ہماری حکومت ان کو چھڑوا کر لے آئی۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! یہ بات نہیں ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ جو اس وقت سیاستدان کے ساتھ ہو رہا ہے وہ اس کی بات کر رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! آپ نے بجا فرمایا اور میں اپنے ان سب ساتھیوں کی رائے کا احترام کرتا ہوں۔ (شور و غل)

جناب سپیکر: ان کی بات سنیں، اب چھوڑیں۔ آرڈر پلیز آرڈر۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! اس ایوان کے جو منتخب نمائندگان ہیں، چار چار اور تین تین لاکھ عوام کے نمائندے ہیں ان کا بات کرنے کا سلیقہ اور convey کرنے کا طریقہ decent ہونا چاہئے، اب جناب وزیر اعلیٰ صاحب بھی یہاں پر تشریف فرما ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے دل میں بھی دکھ ہے جس طریقے سے سیاستدانوں کے ساتھ بات ہو رہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ بات کر لیں اس کے بعد میں نے آپ سے ایک سوال بھی کرنا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جی، بالکل میں حاضر ہوں۔ میں اپنا نظریہ بیان کروں گا۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر کالم نگار ایسے بھی ہیں جو کالم نگار ہوتے ہوئے آمریت کے دنوں میں جمہوریت اور عدلیہ کی آزادی کی تحریک کے لئے اور جب کبھی کسی سیاستدان پر کوئی وقت آیا تو انہوں نے کوڑے بھی کھائے، انہوں نے لاٹھیاں بھی کھائیں لیکن اگر ہمارے ساتھ زیادتی ہوتی ہے تو اس کے لئے ہم ان سے شکوہ بجا کرتے ہیں اور ہمارا شکوہ بجا بنتا ہے۔ ہمارے بھائیوں نے جو شکوہ کیا وہ بجا کیا ہے۔ (شوروغل)

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں اور یہ میری اپنی رائے ہے کہ ہمیں ایک متوازن۔۔۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! ان کی بات سنیں۔۔۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! ہم ان کی بات نہیں سنتے۔ انہوں نے جیو ٹی وی پر حملہ کیا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! ایسی بات نہ کریں۔ ان کی بات سننا چاہئے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): میری بہن میں آپ کی ہر رائے کا احترام کرتا ہوں تو میں بھی چاہتا ہوں کہ جو میری رائے ہے خواہ وہ آپ کی سمجھ میں ناقص رائے ہو لیکن وہ میری اپنی رائے ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ کی طرف سے اظہار کا طریقہ اور اپنی عزت کروانے کا طریقہ decent ہونا چاہئے اور ان میں سے ہر ایک آدمی کو مطعون قرار نہ دیا جائے۔ میں کہتا ہوں کہ

الیکٹرانکس اور write of media کو سو فیصد مطعون قرار نہ دیا جائے، اچھے اور برے ہر جگہ ہوتے میں سمجھتا ہوں کہ ان سے زیادتی ہوئی ہے اور زیادتی ہوتی بھی ہے لیکن میری یہی رائے ہے کہ ہمارے یہاں پر جتنے بھی لوگ تشریف فرما ہیں آپ ان آٹھ کروڑ لوگوں میں سے 371 نوازے گئے لوگ ہیں۔ آپ ذرا ان لوگوں سے مختلف ہیں، آپ کا دل، آپ کا دماغ بڑا اور زبان بہت ہی موہ لینے والی ہونی چاہیئے۔ میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ جو خوئے دل نوازی ہوتی ہے یہ منوا لیتی ہے۔ علامہ اقبال نے کہا ہے اور علامہ اقبال سے محبت کرنے والے میرے سامنے بیٹھے ہیں۔

کوئی کارواں سے ٹوٹا، کوئی بدگماں حرم سے
امیر کارواں میں نہیں خوئے دل نوازی

میں آپ کی بہت سی باتوں سے اتفاق بھی کرتا ہوں لیکن مجھے آپ کی کچھ باتوں سے اختلاف بھی ہے۔ بہت بہت شکریہ

محترمہ عارفہ خالد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ انجم صفدر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میری بات سُن لیں۔ میں نے چودھری صاحب سے صرف ایک سوال پوچھنا ہے۔ آپ تمام حضرات تشریف رکھیں۔ have patience.

میاں محمد نوید انجم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: No please. میں بات کر رہا ہوں۔ چودھری صاحب یہاں جو بات ہو رہی ہے۔ (شور وغل)

آپ میری بات نہیں سُن رہے، تشریف رکھیں۔ چودھری صاحب! ایک لفظ ہے persona non grata آپ ٹی وی دیکھ کر اپنے آپ کو کیا سمجھتے ہیں؟ (نعرہ ہائے تحسین)

بڑے افسوس کی بات ہے۔ جی، کرنل میجر صاحب!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر میری بات سُن لیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں ہم نے آپ کی بات سُن لی ہے۔(شوروغل)

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! میری بات کب سُنی گئی ہے؟

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔

سینئر وزیر / آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ پارلیمانی پارٹی کے لیڈر بول رہے ہیں۔ میں بعد میں آپ کو floor دیتا ہوں۔

سینئر وزیر / آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں۔ ہمارے اس ہاؤس کے جو معزز اپوزیشن لیڈر ہیں آپ نے ان سے سوال پوچھا ہے، بہتر ہو گا کہ آپ ان کا جواب بھی لیں۔

جناب سپیکر: وہ بات کو سمجھ گئے ہیں۔ جی، میجر صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! اس کے بعد میری باری ہے۔

جناب سپیکر: میجر صاحب کو بولنے دیں۔ اس کے بعد چنیوٹی صاحب اور پھر نوید انجم صاحب!

محترمہ راحیلہ خادم حسین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میں آپ کی طرف بھی آؤں گا۔ گھبرائیں نہ میں سب کو موقع دوں گا۔ جی!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! آپ کا بہت بہت شکریہ۔ آپ نے ٹائم دیا۔ ابھی جو issue چل رہا ہے اس میں جب 2002 میں الیکشن ہوئے تھے تو اس وقت کچھ certain personalities کو ٹارگٹ کرنے کے لئے یہ قانون بنایا گیا تھا۔ اس وقت کسی دوست نے اس میں remarks دیئے تھے۔۔۔ (شوروغل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ محترمہ! آپ کی طرف سے باتیں آ رہی ہیں یہ اچھی بات نہیں ہے۔ جی!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! اس legislation کے آنے کے بعد ایک دوست نے اس law پر یہ remarks دیئے تھے کہ:۔

The education has walked in and the wisdom has walked out.

ہاؤس میں دیکھتے ہیں تو جب مشرف صاحب کو support کرنے کے لئے under 19 کی ٹیم کو بھر بھر کر لایا گیا تو اس وقت کے بعد جو legislation کا حال ہوا ہے۔ پچھلے tenure میں نیشنل اسمبلی میں 17th amendment کو جن لوگوں نے پاس کیا ہے اور مدرسوں کے لوگوں کو زبردستی ڈگریاں دلوائی گئیں اس سے اس قانون کی بدنیتی ظاہر ہوتی ہے۔ یہ act اس لئے لایا گیا تاکہ مختلف لوگوں کو، اپنی مرضی کے لوگوں کو جو لوٹے ہونے اور patriot بننے کے ماہر ہوں ان کو اسمبلی میں لایا جائے اور یہ ظلم کی انتہا ہے کہ اس دور میں اگر کوئی پوچھتا تھا کہ آپ patriot ہیں کہ نہیں؟ اس کا مطلب تو یہ نکلتا ہے کہ ہم محب وطن ہیں کہ نہیں ہیں لیکن ہم یہ کہتے تھے کہ ہم patriot نہیں ہیں۔ لوگ پوچھتے تھے کہ کیا آپ patriot نہیں ہیں آپ ملک کے خلاف ہیں؟ ابھی جو ہم ٹی وی پر پروگرام دیکھتے ہیں اگر ان کا audit کیا جائے تو ان کے maximum commercials ان پروگراموں کے ہوتے ہیں جہاں پر سیاستدانوں کو آپس میں بٹھا کر لڑایا جاتا ہے۔ عوام ان پروگراموں کو ففٹی ففٹی کا نام دیتے ہیں کہ ففٹی ففٹی لگا ہوا ہے اور ان پروگراموں میں ان کا مقابلہ ہوتا ہے تو میری اپنے سیاستدان بھائیوں سے یہ التماس ہے کہ وہ ان پروگراموں کا بائیکاٹ کریں اور یہ فیصلہ کر لیں کہ ہم نے کسی پر اس طرح کا attack نہیں کرنا لیکن ایک اور بات اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ اگر ہم پیچھے history میں جائیں تو President Clinton کے دور میں ایک Monica Lewinsky case ہوا تھا اس case میں ایک طرف character failure ہے، دوسری طرف اس پر trial کیا گیا تھا۔ Watergate scandal میں Nixon کو trial کیا گیا تھا وہ اس لئے کہ انہوں نے جھوٹ بولا تھا تو باقی جو سارا مسئلہ وہ ٹھیک ہے [******] اور جب یہ جمہوریت آتی ہے تو اس کے خلاف یہ unholy alliance مارشل لاء کا راستہ ہموار کرنے کے لئے اکٹھے ہو جاتے ہیں لیکن ہم نے آپس میں یہ فیصلہ کرنا ہے کہ ہم سیاستدان لکھ کر جھوٹ نہ بولیں ڈگری کا مسئلہ ہے یا نہیں ہے۔ لازمی نہیں ہے کہ پی ایچ ڈی ڈاکٹر اچھا legislator ہو، ممکن ہے کہ ایک wise آدمی جو کبھی سکول نہ گیا ہو وہ بہت اچھی performance دِکھا سکے لیکن وہ لوگ جنہوں نے لکھ کر ڈگری کے بارے میں جھوٹ بولا ہے کہ ہم لاء

گریجویٹ ہیں یا گریجویٹ ہیں اس سے ہماری بے عزتی ہو رہی ہے۔ اس ہال میں بیٹھے ہوئے وہ لوگ جنہوں نے لکھ کر جھوٹ بولا ہے انہوں نے نہ جھوٹ بولنے والوں کو بے عزت کروایا ہے ان کو بھی اپنیaccountability کرنی چاہئے اور ہمارا تماشا بنانے میں ان کا بھیrole ہے۔ پھر ہم پی سی او کے تحت حلف اٹھانے والوں کوcondemn کرتے ہیں اورconstitution کے اندر مشرف کوamendment کرنے کی اجازت دینے والوں کی بھی ہم مذمت کرتے ہیں اور ان صحافیوں کی بھی ہم مذمت کرتے ہیں جنہوں نے ناپاکیزہalliance کا حصہ بن کر جمہوریت کو روکا اور ہماری لیڈر محترمہ بے نظیر بھٹو شہید اور میاں محمد نواز شریف صاحب کی جلا وطنی کا باعث بنے۔ ہم تمامeven grounds پر بغیر کسی تفریق کے ہر اس پی سی او جج کی جس نے کبھی بھی پی سی او کے تحت حلف اٹھایا ہو اور ہر اسjournalist کی مذمت کرتے ہیں ۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔جی، چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: ذرا جلدی کریں، ٹائم کم ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میرا تو شکوہ یہ ہے کہ ہاؤس میں جو سوالات کا ایجنڈا آتا ہے اس میں ہمارے سوالات ہمیشہ آخر میں آتے ہیں۔ ہمیں آج تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ ان سوالات کی ترتیب کون دیتا ہے؟

جناب سپیکر: جی،relevant بات کریں۔

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! آج راجہ شوکت عزیز بھٹی صاحب نے جس دُکھ کا اظہار کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے سارے ساتھی اس دُکھ میں برابر کے شریک ہیں۔

نوابزادہ سید شمس حیدر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔جی، شمس حیدر صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر!میری بات ابھی ختم نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: جی، بس آپ کی مہربانی۔ آپ نے جو کہنا تھا کہہ لیا ہے۔

نوابزادہ سید شمس حیدر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب سپیکر!میرا نام بھی شامل کر لیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ پہلے اپنی سیٹ پر جائیں۔ اس کے بعد میں آپ کی بات سُنوں گا۔ بہت مہربانی۔ جی، شمس حیدر صاحب! carry on please (شور وغل)

آرڈر پلیز!، آرڈر پلیز! ان کی بات سُنیں۔ بڑی مشکل سے آج وہ پوائنٹ آف آرڈر پر آئے ہیں۔

نوابزادہ سید شمس حیدر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ آج یہ 3rd term ہے کہ میں اس اسمبلی کا حصہ بنا ہوں لیکن 1993 سے اب تک میں یہی سوچتا رہا کہ جب میں اس hon'able House کا ممبر بنوں گا تو مجھے hon'able member کہا جائے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میرے آباؤ اجداد میرے دادا صاحب 1924 میں اس اسمبلی کے ممبر رہ چکے ہیں۔ میرے چچا، میرے بہت سارے بزرگ سیاست میں رہ چکے ہیں۔ میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ میں یہاں کھڑا ہو کر یہ باتیں آپ سے کروں گا۔ یہاں جو بات ہوتی ہے وہ ریکارڈ پر تو ضرور چلی جاتی ہے لیکن اس پر کان دھرنے والا کوئی نہیں ہوتا، نہ تو کبھی سیکرٹری صاحبان یہاں پر موجود ہوتے ہیں نہ یہاں اور کوئی منسٹر صاحبان موجود ہوتے ہیں جو کسی کی بات سُنیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں topic سے ہٹنا نہیں چاہتا۔ 1983 میں جب میں یہاں آیا تو میں باہر سے پڑھ کر آیا میں، گریجویٹ تھا، ان پڑھ اسمبلی کا ممبر بنا۔ اس وقت میرا ذہن یہ تھا کہ میں بڑا پڑھا لکھا ہوں، باہر سے پڑھ کے آیا ہوں تو میرے مقابلے کا عقل مند آدمی یہاں کوئی نہیں ہے، وہ ایک بہت ان پڑھ اسمبلی تھی جہاں دوست دھوتی اور پگڑی پہن کر بیٹھا کرتے تھے۔ ہفتہ نہیں گزرا تھا تو مجھے اپنی عقل کے معیار کا پتا چل گیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وہ لوگ جو دھوتی پہنتے تھے، پگڑی پہنتے تھے میں باخدا آپ سے کہتا ہوں کہ وہ پی ایچ ڈی بھی تھے اور اگر اس سے اگر کوئی اور بڑی ڈگری ہوتی تو وہ پھر وہ تھے۔(نعرہ ہائے تحسین)
کیا عقل کا معیار گریجویشن کرنا یا پی ایچ ڈی کرنا ہے؟ کیا intelligence اس سے ناپی جاتی ہے۔ کیا Aristotle, Socrates, Chinese Confucius نے بی اے کی ڈگریاں لی ہوئی تھیں؟(نعرہ ہائے تحسین)
بلھے شاہ اور وارث شاہ کے ایک ایک شعر کی اگر آپ تشریح کریں تو آپ کو پی ایچ ڈی کی ڈگری مل جاتی ہے کیا وہ بی اے تھے؟ اگر جرنیل بی اے سے زیادہ ہوتے، اگر جرنیل ایم ایسے ہوتے تو آج گریجویشن کی ڈگری کی جگہ ایم اے کی ڈگری ہوتی کیونکہ وہ گریجویشن سے آگے بڑھ ہی نہیں سکے تھے۔(نعرہ ہائے تحسین)
جناب والا! یہ تماشا اب ختم ہونا چاہئے۔ میں اپنے پریس والے دوستوں سے بھی اپیل کرتا ہوں کہ خدارا آپ ہماری عزت کریں اور ہم آپ کی عزت کریں۔ میرا آج تک پولیس کا چالان بھی نہیں ہوا۔ میں اگر خود گاڑی چلا رہا ہوں تو میں کوئی law break نہیں کرتا۔ مجھ پر دو ہفتے پہلے 302 کا مقدمہ ہو گیا۔[*******]
جناب والا میرے پیچھے جہلم کے دوست بیٹھے ہیں ان سے پوچھیں کہ واقعہ کیا ہے۔ پولیس کی اگر بات کریں تو وہ کہتے ہیں "پریس توں بڑا ڈر لگدا اے کل اے نہ ہوئے کہ پریس وچ کوئی گل آ جائے" ہم پھر کہاں جائیں؟ میں پولیس والوں کے پاس جا چکا ہوں، انکوائریاں کروا چکا ہوں، میرے آٹھ بندے اس وقت بھی حوالات میں بے گناہ بند ہیں۔ ساری دنیا جانتی ہے دن دیہاڑے کا واقعہ ہے[*******]
معزز اراکین:[*******]
نواب زادہ سید شمس حیدر: جناب والا! اب کون اس کا جواب دے گا؟ میں آپ کی وساطت سے اپنے ان دوستوں سے گزارش کرتا ہوں جو پریس میں بیٹھے ہوئے ہیں وہ بھی ہمارے بھائی ہیں اور ان

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

کی عزتیں بھی اسی طرح ہیں جس طرح ہماری عزتیں ہیں۔ ہم ان کی عزتوں کا خیال کرتے ہیں وہ ہماری عزتوں کا خیال کریں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جناب نوید انجم صاحب!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب والا! ہمیں بھی موقع دیں۔

جناب سپیکر: آپ کو بھی موقع دیا جائے گا۔

جناب محمد نوید انجم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ہمیں ٹائم نہیں دیا جاتا۔

جناب سپیکر: مجھے بات سننے دیں، interruption ٹھیک نہیں ہوتی۔ آپ کو بھی ٹائم دوں گا۔ تشریف رکھیں۔

جناب محمد نوید انجم: شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جس کے قبضہ قدرت میں موت اور حیات ہے۔ بے حد درود میرے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کے وسیلے سے ہمیں قرآن اور ایمان کی دولت میسر آئی۔

میرے نہایت واجب الاحترام جناب سپیکر صاحب! میں بہت زیادہ مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ اس ایوان میں میرے بھائی اور بہن، وزیر قانون صاحب، چیف منسٹر صاحب، سپیکر صاحب تشریف فرماہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ code of conduct کا خیال کیجیے۔

جناب محمد نوید انجم: میرا اس ہاؤس سے یہ سوال ہے کہ کیا میں دہشت گرد ہوں؟

جناب سپیکر: کون؟

جناب محمد نوید انجم: میرا اس ہاؤس سے یہ سوال ہے کہ کیا میں دہشت گرد ہوں؟

جناب سپیکر: نہیں، ہاؤس نے آپ کے بارے میں کوئی ایسی بات نہیں کی۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں آپ کے علم میں یہ بات لاؤں کہ مارچ2010میں جناب وزیر قانون کے اوپر الزام لگا کہ ان کے تعلقات دہشت گردوں سے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: پلیز بات سنیں، بڑی seriousبات ہو رہی ہے۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! جناب وزیر قانون پر الزام لگا کہ ان کے تعلقات دہشت گردوں کے ساتھ ہیں۔ اسی طرح ایک ماہ کی بھاگ دوڑ کے بعد انہوں نے میری تصویر کو چلایا ہے۔ میں پرانی بات نہیں کر رہا، میں مارچ 2010 کی بات کر رہا ہوں۔ اس سے آپ تھوڑا سا اور پیچھے چلے جائیں جنوری اور فروری میں الحمد للہ اس سے پہلے میرے اوپر کوئی ایف آئی آر نہیں تھی۔ ایک سیاسی شخص نے ایک عورت کو استعمال کر کے میرے خلاف اور حاجی اللہ رکھا صاحب ایم پی اے کے خلاف ایک ہی وقت میں دو مقدمات درج کروائے۔۔۔

جناب سپیکر: جن کو آپ گواہ بنا رہے ہیں وہ تشریف نہیں رکھتے۔ کدھر ہیں؟

جناب محمد نوید انجم: جناب والا! وہ ادھر ہی ہیں۔ جناب وزیر قانون پریس کلب گئے، ہائی کورٹ سے ہمیں clear کروا دیا۔ پندرہ سے بیس دن تک میڈیا پر میرا trialہوا۔ میری والدہ 5۔اپریل کو جو میرے ماتھے پر پیشانی پر چومتی تھی اور کہتی تھی کہ "پت توں کیہہ کیتا اے، ایہہ بڈھی تیرے پچھے کس گل توں پئی ہوئی اے" اور وہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملی۔ اسی دکھ میں وہ اس دنیا سے رخصت ہو گئی [***********]

(اس مرحلہ پر معزز رکن کے آنسو نکل آئے اور وہ رونے لگے)

MR SPEAKER. Very sad.

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں آپ سے بالکل نہیں کہتا ہوں کہ آپ میڈیا کے اوپر پابندی لگائیں۔[***********] میں پھر بھی کہوں گا کہ اسے آزاد ہی رہنا چاہئے کیونکہ اس نے اس وقت میں ہمارا ساتھ دیا ہے جس وقت مشرف تمام سیاسی پارٹیوں پر قدغن لگائے ہوئے تھا۔ بس میں اتنی بات پر ہی اکتفا کروں گا۔ بہت شکریہ۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: ملک اختر صاحب! آرڈر پلیز۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ چھ دہائیوں سے میں سمجھتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! مجھے آپ کی توجہ چاہئے۔

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر 221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ ڈاکٹر صاحب کی بات سنیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! پچھلی چھ دہائیوں سے ہم اسی چکر میں ہیں کہ کون کیا کر رہا ہے اور کون کیا نہیں کر رہا۔ اس وقت جو گفتگو کا سلسلہ چل رہا ہے کہ میڈیا کو ذمہ داری کا احساس کرنا چاہئے۔ شمس حیدر صاحب کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے عرض کروں گا کہ کسی شریف آدمی کی خبر جب بغیر تصدیق کے نشر کر دی جاتی ہے تو اس کا خاندان، اس کا علاقہ، اس کا حلقہ، اس کا شہر اور even جہاں تک اس کی شناسائی ہوتی ہے وہاں پر بدنامی ہوتی ہے۔ [*******] بغیر تصدیق کے میں سمجھتا ہوں کہ کوئی خبر نشر نہیں کرنی چاہئے۔ جناب شمس حیدر صاحب کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے عرض کروں گا کہ ہمارے ہاں ایسے ممبر بھی ہیں جن پر جھوٹی ایف آئی آر درج کی گئی ہیں۔

جناب سپیکر: راجہ ریاض صاحب تھوڑی دیر کے بعد آپ میرے چیمبر میں تشریف لائیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): ممبران پر ایسی جھوٹی ایف آئی آر درج کی گئی ہیں اور صرف اس وجہ سے درج کی گئی ہیں کہ میڈیا اگر ان باتوں کو اچھالے گا تو ہمارے افسران کے ساتھ پتا نہیں کیا ہو جائے گا۔ میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا اور ابھی قائد ایوان بھی موجود تھے میں کہتا ہوں کہ جتنے بھی سرکاری افسران ہیں ان کو پابند کیا جائے کہ یا تو وہ سپیکر صاحب سے پہلے permission لیں یا قائد ایوان سے permission لیں۔

جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی بات کی تھی کہ ہمارے ایم پی ایز اور عوام سیکرٹریز کے پیچھے خوار ہوتے رہتے ہیں اور کسی کو پتا نہیں ہوتا کہ فلاں سیکرٹری کس وقت ہمیں ملے گا؟ اگر ٹیلی فون کیا جائے تو بتاتے ہیں کہ میٹنگ میں ہیں؟ جناب! میں آپ کی توجہ چاہوں گا۔

جناب سپیکر: میں توجہ کر رہا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ اگر کسی سیکرٹری کے دفتر میں ٹیلی فون کیا جائے تو آگے سے سٹاف کہتا ہے کہ وہ میٹنگ میں ہیں لیکن اگر by chance اسی وقت چلے جائیں تو وہ اندر بیٹھے چائے پی رہے ہوتے ہیں۔ آپ اس معاملے کو seriously لیں۔ میں اس سلسلے میں آپ کی وساطت سے قائد ایوان سے بھی بات کرنا چاہتا تھا اور ان تک یہ بات پہنچانا چاہتا تھا۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی عارفہ خالد پرویز صاحبہ!

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! اساں وی بیٹھے ہاں تے ساڈے ول وی دیکھو۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میں آج آپ کے توسط سے میڈیا سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا ہم نے بھی ان کے بارے میں کبھی personal question کیا؟ کیا ہم نے کبھی ان کی personal life کے بارے میں interfere کیا؟ [*********] ہمارا ملک ایسے دور سے گزر رہا ہے جس کے لئے ضروری ہے کہ ہم issues پر بات کریں اور لوگوں کی کردار کشی نہ کریں۔ ہم جو مل جل کر ملک چلانے کی کوشش کر رہے ہیں، ہم نے مخلوط گورنمنٹ قائم کی ہے، ہم نے مل جل کر ملک اور صوبوں کا انتظام سنبھالا ہے۔ ہمیں میڈیا کا تعاون چاہئے اور اس وقت ایسی فضول باتیں نہیں چاہئیں جن سے کوئی problem آئے بلکہ اس وقت حکومت کو مضبوط کریں اور ہمیں encourage کریں۔ [*********] میڈیا والے بھی ہم

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر 221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

لوگوں میں سے ہیں وہ ہم سے الگ نہیں ہیں لیکن اگر ہم ان کے issues کے لئے بات کر سکتے ہیں تو پھر ان کو بھی صرف issues پر بات کرنی چاہئے [*****]

جناب سپیکر! خود مجھے ٹیلی فون آتے ہیں اور ایسے ایسے سوالات کئے جاتے ہیں جو embarrassing ہوتے ہیں۔ مجھے بتایئے کہ کبھی میں نے ایوان میں آکر ان کا ذکر کیا تو کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم مل جل کر تمیز سے اس ملک کو ادھر لے کر جائیں جہاں سے ہم بہت پیچھے چلے گئے ہیں؟ میں نے صرف اتنا ہی کہنا تھا۔ شکریہ

محترمہ انجم صفدر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اپنے میڈیا والے بھائیوں سے ایک سوال کرنا چاہتی ہوں کہ ہم مسلمان ہیں اور اسلام میں عورت کا جو مقام ہے اور جو عزت دی گئی ہے وہ کسی اور مذہب میں نہیں دی گئی۔ میں اپنے میڈیا کے بھائیوں سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا آپ ہم میں سے نہیں ہیں؟ کیا ہم آپ کی مائیں ، بہنیں اور بیٹیاں نہیں ہیں ؟ کیا ماں ، بہنوں اور بیٹیوں کی عزت نہیں ہوتی ؟ کیا پڑھے لکھے معاشرے کی تشکیل ایک پڑھی لکھی ماں نہیں کرتی؟ کیا ہم آپ کی عزت نہیں ہیں؟ کیا قرآن پاک اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم جن کے لئے پوری کائنات بنائی گئی وہ عورت کا احترام نہیں کرتے تھے؟

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

محترمہ انجم صفدر: ہم آپ کی مائیں ہیں، بہنیں ہیں، بیٹیاں ہیں آپ جب کوئی کارٹون بناتے ہیں، کسی عورت، ماں بہن یا بیٹی کو اپنے چینل کے لئے استعمال کرتے ہیں، کیا آپ کو کبھی بھی یہ خیال نہیں آتا کہ ہم آپ میں سے ہیں؟ اگر آپ مسلمان ہیں تو آپ اس کا ضرور خیال کریں۔ ہم آپ کی عزت کرتے ہیں اور آپ ہماری عزت کیجئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آمنہ الفت صاحبہ!۔۔۔ پھر خان صاحب! آپ کی باری ہے۔ میں بیٹھا ساری باتیں سن رہا تھا۔ میرے خیال میں آج بہت بات نہیں ہو گئی، ذرا ہاؤس کا تھوڑا سا بزنس بھی چلا لیں؟

---

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر 221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

آوازیں: سب کو بات کرنے کا موقع دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، دو تین مقررین کے بعد ہاؤس کا بزنس چلائیں گے۔جی آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔جناب سپیکر!میں کہوں گی کہ اس topic پر بہت بات ہونے کے باوجود بھی کم ہے۔اس کے لئے تو کم از کم دو دن رکھنے چاہئیں تا کہ ہم اس کی وجوہات تلاش کر سکیں۔میں چاہوں گی کہ رانا ثناء اللہ صاحب بھی توجہ فرمائیں۔اس وقت زیادہ تر ہاؤس تو خالی ہو گیا ہے لیکن میں چاہوں گی کہ میں جو بات کرنا چاہ رہی ہوں اس پر ذرا غور کیجئے گا۔آج ایسا محسوس ہوتا ہے کہ پاکستان میں صرف ایک مسئلہ رہ گیا ہے جس کے لئے اوپر سے لے کر نیچے تک تمام کی تمام مشینری تیزی سے کام کرتی ہوئی نظر آ رہی ہے اور وہ کام کیا ہے؟ سب سے important سب سے تیزی کے ساتھ ہونے والا ، سب سے speedy work اور وہ ہے جعلی ڈگریوں کو نکالنا اور ممبران کی تضحیک کرنا اور انہیں disqualify کرنا۔

جناب والا!ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس کام کو کرنے کے بعد شاید پاکستان کی تقدیر بدلنے والی ہے، شاید یہاں سے دودھ اور شہد کی نہریں نکل آئیں گی اور اس کے بعد یہاں پر سونے، چاندی، ہیرے اور جواہرات کی کانیں اگلنے لگیں گی۔میری سمجھ سے باہر ہے کہ صرف اس issue پر اتنی تیزی دکھائی جا رہی ہے لیکن جو اصل issues ہیں جن کے لئے سارے کے سارے ممبران منتخب ہو کر یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، آپ یہاں بیٹھے ہیں، وزیر اعلیٰ صاحب بیٹھے ہیں، اپوزیشن لیڈر بیٹھے ہیں اس issue کے لئے تو کبھی کسی نے کام کرنے کی کوشش ہی نہیں کی۔جعلی ڈگری کی بات ہے تو جعلی رجسٹری کی بات کیوں نہیں آتی ؟ آپ جا کر دیکھیں کہ ہر چوتھے گھر میں، ہر دوسری بیوہ کی پراپرٹی پر قبضہ ہے، ہر دوسرے یتیم کی جعلی رجسٹری ہے اور جعلی رجسٹریوں کے انبار لگے ہوئے ہیں، غیر قانونی قبضوں کے پہاڑ لگے ہوئے ہیں، بے راہ روی ہے، ایک ایک بچہ کھانے کو ترس رہا ہے یتیم بچے سکول اور کتابوں سے محروم ہیں اور ان کے چھوٹے چھوٹے ایک ایک مرلے کی جگہ پر جعلی رجسٹریاں ہوئی ہوئی ہیں۔ان جعلی رجسٹریوں کو کیوں نہیں پکڑا جا رہا؟ ان کے لئے speedy work کیوں نہیں ہو رہا؟ ان کے لئے تیزی سے کام کیوں نہیں ہو رہا؟ اب صرف ایک issue جس سے ہماری گورنمنٹ غیر مستحکم ہو سکے، جس سے جمہوریت derail ہو سکے اس پر کام ہو رہا ہے۔آج میڈیا بھی سن لے یہ ایوان بھی سن لے در و دیوار بھی سن لیں کہ یہ صرف حکومت ختم کرنے اور جمہوریت کو derail کرنے کے ایجنڈے پر کام ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں سب کو ٹائم دوں گا لیکن معزز ممبران سے اتنی گزارش ہے کہ آپ جو point رجسٹرڈ کروانا چاہتے تھے وہ ہو گیا ہے۔آپ کو بات کرنے کا حق ہے لیکن repetition نہ ہو۔اب اس میں بہت زیادہ repetition شروع ہو گئی ہے لہٰذا اگر آپ کوئی addition کرنا چاہتے ہیں تو وہ ضرور کر لیں۔ اب خان صاحب بات کریں گے ان کے بعد آمنہ بٹر صاحبہ پھر شیخ صاحب بات کریں گے۔

جناب اعجاز احمد خان: شکریہ۔جناب سپیکر! آج معزز ممبران نے ایوان کے اندر میڈیا کے حوالے سے بہت سنجیدہ reservation کا اظہار کیا ہے۔ ریاست کی گاڑی کو آگے بڑھانے کے لئے تین ستون کام کر رہے تھے جس میں پارلیمنٹ، عدلیہ اور انتظامیہ تھی لیکن آمریت کے پچھلے دور کے اندر جب چیف جسٹس کو معذول کیا گیا تو عوامی آواز پر میڈیا نے جس طرح لبیک کہا، جس طرح چیف جسٹس کے قافلوں کو براہ راست coverage دی، جس طرح جمہوری قوتوں کو پذیرائی دی تو سول سوسائٹی کے اندر ایک امید پیدا ہوئی کہ میڈیا چوتھے ستون کی شکل اختیار کر رہا ہے، میڈیا پاکستان کی قومی ترجیحات کو coverage دے رہا ہے۔یہ وہ کارکردگی ہے جس پر پوری قوم میڈیا کو سلام کرتی ہے لیکن آج کے حالات کو تھوڑا سا discuss کرنا بڑا ضروری ہے۔آمر کے دور میں قانون بنا کہ پارلیمنٹیرینز کو گریجویٹ ہونا چاہئے لہٰذا پوری پارلیمنٹ اپنے آپ کو پیش کرتی ہے کہ ان کی ڈگریوں کو چیک کیا جائے لیکن یہ accountability صرف اور صرف پارلیمنٹ اور اس کے ممبران کی نہیں ہونی چاہئے بلکہ accountability جرنیلوں،judges اور journalists کی بھی ہونی چاہئے۔اگر قومی سطح پر بھل صفائی کرنی ہے تو سارے ادارے اپنے آپ کو قانون کے آگے سرنگوں کریں۔judiciary اپنا قومی کردار ادا کرے۔ بلا تخصیص تمام اداروں میں اعلیٰ عہدوں پر بیٹھے ہوئے لوگوں کی ڈگریاں بھی check کی جائیں۔خدا کی قسم کوئی ممبر یہ نہیں کہتا کہ ہماری ڈگری کو check نہ کیا جائے لیکن کسی بھی خبر کو publish کرنے کا بھی ایک دستور ہوتا ہے۔اگر کسی عدالت کے اندر کسی شخص کی ڈگری جعلی ثابت ہو جائے اور اس کا نام کسی media کے اندر آئے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن بغیر کسی دلیل یا ثبوت کے صرف information کی بنیاد پر کسی کی تذلیل کرنے کو condemn کیا جانا چاہئے۔

جناب سپیکر! پوری دنیا کے اندر media ریاست کے interest کی line کو toe کرتا ہے۔کیا media کو اس بات کا اندازہ نہیں ہے کہ پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ دہشت گردی ہے؟ کیا

media کو اس بات کا احساس نہیں ہے کہ international investment پاکستان میں رُک چکی ہے؟ media والے ہر خبر کی فوری طور پر breaking news چلا دیتے ہیں۔ میں نوجوان آدمی ہوں، خدا کی قسم جب کسی ایک channel پر breaking news کے ساتھ powerful back ground کے اندر میوزک چلتا ہے تو میرا دل دہلنا شروع کر دیتا ہے کہ پتا نہیں خدانخواستہ قیامت آگئی ہے۔ آپ پوری دنیا کے میڈیا کو دیکھ لیں۔ آپ CNN کو دیکھ لیں، آپ کسی بھی international مقبولیت کے حامل channel کو دیکھ لیں، کسی کے اندر breaking news کے پیچھے، back ground میں اتنا دہشت ناک، ہولناک میوزک یا sound نہیں ہوتا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ریاست کے سارے ادارے قومی ترجیحات کو اپنی ترجیح بنا لیں۔ یہاں پر سیاست دانوں کی accountability کے اوپر ایک قومی movement چلی ہوئی ہے اس کے اندر باقی اداروں کو بھی شامل کیا جانا چاہئے۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ آج کی یہ debate جمہوری debate ہے۔ اگر آج سے قبل ہم نے اس جانب توجہ دی ہوتی تو ہمیں آج یہ دن دیکھنا نہ پڑتا۔ ہم سب نے "ہم سب امید سے ہیں" جیسا پروگرام دیکھا۔ اس کے اندر سیاست دانوں کی کردار کشی کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ media اپنی قومی ذمہ داری کو کب نبھائے گا؟ کیا media ان جرنیلوں کا اصلی چہرہ قوم کو دکھائے گا کہ جنہوں نے اس ملک کے آئین کو پھاڑ کر پاؤں کی نوک کے اوپر رکھا؟ کیا میڈیا "ہم سب امید سے ہیں" کے اندر ان کا اصل چہرہ قوم کو دکھائے گا؟ کیا kangaroo courts کے حوالے سے کبھی "ہم سب امید سے ہیں" میں بات ہوئی ہے؟ چونکہ میڈیا یہ سمجھتا ہے کہ سیاست دان اپنے نظریاتی اختلافات کی بنیاد پر ان سے یہ مطالبہ یا سوال نہیں کریں گے کہ جناب یہ یکطرفہ احتساب کیسا ہے؟ یہ اس قسم کے comedy show کیسے ہیں؟ ہمیں چیزوں کو سنجیدگی سے لینا چاہئے۔ آج کی یہ بحث جو یہاں پر ہو رہی ہے میڈیا کو اسے کھلے دل سے لینا چاہئے۔ سیاست دانوں کی جو reservations سامنے آئی ہیں ان پر kindly سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے کہ کہاں پر حدود سے باہر جایا جا رہا ہے، کہاں پر limitation cross ہو رہی ہے؟ آج اگر اداروں نے اپنی حدود کا خیال نہ رکھا تو پھر جیت کسی کی نہیں ہوگی لیکن پاکستان کی ہار ضرور ہو جائے گی۔ Thank you very much.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترمہ آمنہ بٹر صاحبہ!

ڈاکٹر آمنہ بٹر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آج کچھ باتیں repeat ہو رہی ہیں مگر یہ ہمارے دل کی آواز ہے اور یہ باتیں کرنا بے حد ضروری ہیں۔ اس کے لئے ایک شعر عرض کرتی ہوں کہ:۔

جدھر بھی گئے کوئی حصار نکلے گا
پس مدار زمیں بھی مدار نکلے گا
جب ٹوٹے پھوٹے لوگ مل کر بیٹھیں گے
گلی گلی سے دلوں کا غبار نکلے گا

یہ ہمارے دل کا غبار ہے جو کہ آج نکل رہا ہے۔ آپ سے درخواست ہے کہ اسے ہمیں نکال لینے دیں۔ میں یہاں پر ایک بات کہنا چاہوں گی کہ ہم سب، خواہ وہ media ہو، سیاست دان ہوں، عدلیہ ہو یا بیوروکریسی ایک بات بھول جاتے ہیں کہ ہم کون ہیں؟ ہم سب پاکستانی ہیں۔ ہم سب سے پہلے پاکستانی ہیں اس کے بعد کچھ اور ہیں۔ خواہ کوئی ڈاکٹر ہے، وکیل، سیاست دان یا میڈیا کے لوگ ہیں ہم سب کا پہلا فرض پاکستان کی بقا کے لئے کام کرنا ہے۔ ہمارے جو بھی نظریات ہوں ان کو ایک طرف رکھ کر ہم نے پاکستان کے لئے کام کرنا ہے۔ آج پاکستان یا پنجاب میں بہت زیادہ اخبارات اور channels ہیں۔ میں نے اس سے پہلے دنیا کے کسی اور خطے میں اتنے زیادہ اخبارات اور channels نہیں دیکھے۔ یہ یہاں پر media کی آزادی کا ایک ثبوت ہے۔ یہاں پر media آزاد ہے۔ یہاں پر عدلیہ بھی آزاد ہے۔ جب آپ کو آزادی ملتی ہے تو پھر آزادی کے ساتھ بہت بڑی responsibility بھی آتی ہے کہ آپ نے اس آزادی کو کس طرح سے استعمال کرنا ہے۔ ہمیں خود احتسابی سے کام لینا ہے۔ خبر دینا میڈیا کا کام ہے، آپ خبر دیجئے، ضرور دیجئے مگر اس کے ساتھ ساتھ خبر کی تصدیق بھی کیجئے۔ آپ پر ایک اور بھی ذمہ داری عائد ہوتی ہے، کچھ خبریں ایسی ہوتی ہیں کہ وہ ملک کی سلامتی سے متعلق ہوتی ہیں ان کو شائع یا نشر نہ کرنا ہی بہتر ہوتا ہے۔ یہ خبر نشر کرنے والی نہیں تھی کہ جن دہشت گردوں نے احمدیوں کی مسجد پر حملہ کیا ہے وہ فلاں ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ ایسی خبر جو کہ ملک یا عوام کی سلامتی سے متعلق ہو وہ نشر نہیں کرنی چاہئے۔ میڈیا کے حضرات نے خود سوچنا ہے کہ بہت ساری خبریں ایسی ہوتی ہیں کہ جن کو نشر

کرنے سے پاکستان کی بقا کو خطرہ لاحق ہوتا ہے، پاکستانی عوام کی safety کو خطرہ ہوتا ہے وہ کسی بھی صورت نشر نہیں کرنی چاہئیں۔ آزادی کے ساتھ ساتھ آپ پر یہ ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے۔

جناب سپیکر! یہاں پاکستان میں عدلیہ بھی آزاد ہے اور عدلیہ کی اس آزادی کو اس طرح استعمال کرنا ہے کہ وہ غیر جانبدار ہو کر کام کریں۔2002 میں بھی جعلی ڈگریوں کے بارے میں petitions file ہوئی تھیں۔ وہ پانچ سال تک لٹکا دی گئیں، ان پر کوئی فیصلہ نہیں دیا گیا۔ مجھے یہ بات بڑی عجیب سی لگتی ہے کہ جب ایک قانون سازی کے ذریعے بی۔اے کی ڈگری کی شرط ختم ہو گئی ہے تو پھر اس معاملے کو ایک مسئلہ بنا کر سامنے لانا کیا معنی رکھتا ہے؟ اس کے علاوہ حکومت کے عہدیداروں کے خلاف وہ پرانے مقدمات جو کہ ختم ہو چکے ہیں، جن کے فیصلے ہو گئے ہیں، جن کے case close ہو گئے ہیں ان کو دوبارہ open کرنا، سامنے لانا یہ ظاہر کرتا ہے کہ جمہوریت کے استحکام کو خطرہ لاحق ہے تو جو بھی قوتیں، جو بھی ادارے اور جو بھی افراد جمہوریت کے استحکام کو اس وقت خطرے میں ڈال رہے ہیں، جو جمہوریت کو ختم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں وہ تمام ادارے پاکستان اور پاکستان کی عوام کے ساتھ وفادار نہیں ہیں۔ ہمیں یہ بات خود سوچنی ہے کہ جمہوریت ہمیں خون کے دریا میں سے گزر کر ملی ہے۔2008 کی اسمبلیاں ہمیں محترمہ بے نظیر بھٹو شہید اور دوسرے کئی کارکنوں کے خون سے سینچ کر ملی ہیں۔ ہم اس جمہوریت کو کسی قیمت پر بھی ختم نہیں ہونے دیں گے۔ پاکستانی عوام کے representatives ہونے کے ناتے ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اپنی آواز کو بلند کریں اور جمہوریت کو ختم کرنے والی طاقتوں کے آگے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر کھڑے ہو جائیں۔ عدلیہ ہو، میڈیا ہو یا کوئی اور ہم سب سے یہ کہیں کہ خدارا انصاف کرو، صحیح انصاف کرو۔ یہ نہیں کہ sensationalism پر چل پڑو۔

جناب سپیکر! gender bias خبر دی جاتی ہے۔ کتنے لوگوں کی جعلی ڈگریوں کی خبریں آئی ہیں لیکن ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی خبر کے حوالے سے کل سارا دن پٹی کیوں چلتی رہی ہے، ایسا کیوں ہے؟ میں پچھلے دس دنوں سے اخبار پڑھ رہی ہوں۔ بہت سارے مرد حضرات کی جعلی ڈگریوں کی خبریں چھپی ہیں۔ ان کے بارے میں تو ٹیلیویژن Channels پر پٹیاں نہیں چلیں۔ یہ gender bias ہے، میڈیا میں یہ gender bias موجود ہے۔ صرف سیاست دانوں کی نہیں بلکہ اور خبریں بھی ایسی ہیں

جو کہ sensationalize کر کے دی جاتی ہیں۔ جیسا کہ لکھا جاتا ہے کہ "آشنا کے ساتھ بھاگ گئی" یعنی خواتین کے بارے میں جو بھی خبریں ہوتی ہیں ان کو sensationalize کیا جاتا ہے۔ ہمیں اس تقدس کو بر قرار رکھنا ہے جو کہ اسلام نے انسانیت کے ناتے خواتین کو دیا ہے۔ ہمیں اس بات کا لحاظ رکھنا ہے کہ اگر ہم سیاست میں آئے ہیں، ڈاکٹر بنے ہیں یا میڈیا میں کام کر رہے ہیں تو ہمیں کہیں پر بھی gender bias لے کر نہیں آنا، ہمیں کہیں پر بھی prejudice نہیں ہونا۔ خبر کو اس کی اصل شکل میں gender bias کے بغیر لے کر آئیں۔ اگر ہمیں کہیں پر gender bias نظر آتا ہے تو اس پر ضرور تنقید کرنی چاہئے۔ صرف اس لئے خاموش نہ ہو جائیں کہ یہ میڈیا کے بارے میں تنقید ہے۔ تنقید تو تنقید ہوتی ہے۔ خود احتسابی خود احتسابی ہے اور احتساب، احتساب ہے۔ ہمیں سب کا احتساب کرنا پڑے گا۔ اگر ہمیں پاکستان کو بچانا ہے، پاکستان کو ایک ترقی کے راستے پر لے کر جانا ہے، پاکستان کو ایک ایسے مقام پر کھڑا کرنا ہے کہ جس کا خواب قائد اعظم محمد علی جناح نے دیکھا تھا، ذوالفقار علی بھٹو شہید نے دیکھا تھا، محترمہ بے نظیر بھٹو شہید نے دیکھا تھا اور ہم سب بہت عرصے سے اپنے ملک اور اپنی قوم کے مستقبل کو روشن کرنے کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ میں نے پاکستان واپس آ کر یہ کیوں سوچا کہ میں سیاست میں حصہ لوں کیونکہ ہم اپنے بچوں کے مستقبل کے لئے پاکستان کو بچانا چاہتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے بچے خواہ دنیا کے کسی کونے میں ہوں ان کا سر شرم سے نہ جھکے بلکہ ان کا سر فخر سے بلند ہو کہ ہم ایسے خطے کے رہنے والے ہیں جہاں پر بہادر، honest اور سر کٹانے والے لوگ موجود ہیں جو صرف sensationalism کے پیچھے نہیں جاتے جو اپنی دھرتی سے واقعی محبت کرتے ہیں تو آج میڈیا کے لئے، سیاست دانوں کے لئے، عدلیہ کے لئے، bureaucracy اور پاکستان کی عوام کے لئے اس دھرتی کی آواز ہے، خدارا! لاہور جل رہا ہے، ہمارا پنجاب جل رہا ہے ہم جاگیں اور پہچانیں کہ یہ دہشت گردی کیوں بڑھ رہی ہے؟ یہ ہماری اس قسم کی حرکتوں کی وجہ سے بڑھ رہی ہے ہم سب کو مل کر صرف اور صرف پاکستان کے سارے صوبوں کی بقا، پنجاب کی بقا اور پاکستانی عوام کی بقا کے لئے کام کرنا ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! Leader of the Opposition نے ایک بات کہی تھی اور میں یہ حقیقت شاید آج Floor پر نہ لاتا لیکن ان کی اس بات کا جواب دینا میرے اوپر فرض ہے بلکہ قرض ہے۔ انہوں نے ابھی یہ کہا تھا کہ اخلاقیات ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے میں اس پر ہمیشہ عمل کرتا ہوں اور ہر معزز رکن کو اس پر عمل کرنا بھی چاہئیں۔ کل جب محترمہ ثمینہ خاور کے بارے میں TV پر پہلی slide چلی تو میں نہیں دیکھ رہا تھا مجھے 5 بجے پہلا فون آیا اور اس وقت اوپر بھی ایک بھائی بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے بھی مجھے فون کیا اور پھر فون کا تانتا بندھ گیا مجھے نہیں سمجھ آتی کہ سب فون مجھے کیوں آئے؟

جناب سپیکر! میں حلفاً کہتا ہوں کہ میں نے ان کے بارے میں یہ کہا کہ مجھے اس کا دکھ ہے اگر ایسا ہوا ہے لیکن حالات یہ ہوئے کہ مجھے channels سے فون آنے شروع ہوئے کہ آج ہم آپ کے پاس آ رہے ہیں۔ آپ کو بھی معلوم ہے کہ میں channels پر نہیں جاتا اس لئے کہ وہاں مختلف پارٹیوں کے لوگوں کو بلایا جاتا ہے وہاں پر ان کی آپس میں لڑائی ہوتی ہے اور پھر جو کچھ وہاں ہوتا ہے میں اس کو کبھی بھی پسند نہیں کرتا اس لئے میں وہاں پر نہیں جاتا تو انہوں نے کہا کہ جناب! ہم آپ کو فون پر لے لیں گے خدا جانتا ہے کہ میں نے کہا، بھائی! میں عشاء کے بعد نہیں ملتا اور پھر میں نے فون بند کر دیا۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں اگر Leader of the Opposition یہ بات نہ کرتے تو میں شاید یہ بات ہی نہ کرتا۔ مجھے یہ کہا گیا کہ ہمیں پتا لگا ہے کہ آپ نے 50 من مٹھائی بانٹ دی۔ آپ یقین کریں کہ میری مسز لاہور میں نہیں تھی اس کا مجھے فون آیا اور اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ یہ کچھ ہو گا تو میں نے اس کو بھی کہا کہ خدا کا خوف کرو، میرا اس سے کوئی ذاتی جھگڑا تو نہیں تھا میرا اس سے صرف difference of opinion ہے۔ میں یہ بات اس لئے کر رہا ہوں کہ آج میں نے اس House میں جو اتفاق دیکھا ہے میں اس کے بارے میں کبھی سوچ نہیں سکتا تھا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! ہمیں میڈیا کی عزت بہت عزیز ہے ان میں بڑے عظیم لوگ ہیں میں ان میں سے کچھ لوگوں کو ذاتی طور پر جانتا ہوں جن کے بارے میں میرا ذاتی تجربہ ہے خدا جانتا ہے وہ انتہائی عظیم لوگ ہیں کیونکہ انہوں نے کبھی لالچ نہیں کیا لیکن آج اس House نے بتایا ہے کہ ہمیں اب اپنی عزت کا واقعی احساس ہے اور ہمیں اب یہ سوچنا ہے کہ ہم ان معاملات کو پہچانیں ان کی تو "Breaking News" بن جاتی ہیں اس کے بعد ان کی 15 منٹ کی commercial چلتی ہے ہمیں لڑوا کر وہ prime time میں

ایسے ایسے اشتہارات دکھاتے ہیں جن کا ذکر کرنا بھی میں اچھا نہیں سمجھتا تو میں آج یہ بات بتانا چاہتا ہوں کہ اگر کسی کا اس طرح کا کوئی معاملہ ہے تو میڈیا پہلے اسے ذاتی طور پر دیکھ لے اور اس کے بعد وہ اس کے اوپر جو مناسب سمجھے وہ کرے لیکن وہ اس بات کو ضرور پہچانے کہ ہم نے ان کی بڑی عزت کی ہے، ہم نے ان کے لئے بہت fights کی ہیں، ان کی housing scheme کے لئے fight کی ہے اور ہمارے دل میں ان کا مکمل regard ہے۔ میں کہتا ہوں کہ وہ جس طریقے سے فون کر کے پوچھتے ہیں اور اس طرح سے attract کرتے ہیں کہ ہماری زبان سے کوئی لفظ نکلے تو ہمیں بھی سوچنا چاہئے کہ ہم کہاں کھڑے ہیں اور وہ کہاں کھڑے ہیں؟ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ جی۔ رائے اسلم کھرل!

ارلیمانی سیکرٹری برائے بہبود آبادی (رائے محمد اسلم خاں): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آج اس ایوان کی مختلف سیاسی جماعتوں کے ممبران کا اتفاق اور اتحاد دیکھ کر بہت خوشی ہوئی ہے اور یہ محسوس ہوا ہے کہ اس طبقہ میں بھی یہ احساس پیدا ہو گیا ہے کہ لاکھوں عوام نے جنہیں اپنا نمائندہ منتخب کر کے اس Honorable House میں بھیجا ہے ان کی بھی کوئی عزت اور کوئی استحقاق ہوتا ہے۔ آپ مختلف ٹیلی ویژن پروگرام دیکھ لیں ہر channel پر کوئی نہ کوئی ایسا پروگرام دکھایا جاتا ہے جہاں politicians کو تضحیک کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ بعض پروگراموں میں ان مقدس ایوانوں کے بارے میں کارٹون دکھائے جاتے ہیں مجھے بتایا جائے کہ آج تک کسی عدالت کے یا کسی جرنیل کے بارے میں کسی پروگرام میں کوئی کارٹون دکھایا گیا ہے لیکن سب سے مقدس ایوانوں کی باقاعدہ تصاویر لے کر ان کو تضحیک کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ اس میں لگتا تو کچھ ایسا ہے کہ جرنیلوں، ججز اور میڈیا کا اتحاد کسی خاص ایجنڈا کے تحت ہے آج پھر اس ایجنڈا پر کام ہو رہا ہے آج پھر وہ سازش ہو رہی ہے کہ اس ملک میں جمہوریت derail ہو، اس ملک میں جمہوریت نہ چل سکے۔ میرے بھائی اعجاز احمد خاں نے کہا ہے کہ کسی کو شکست نہیں ہو گی لیکن خدا نہ کرے کہ اتنی قربانیوں، اتنی شہادتوں اور اتنی جدوجہد کے بعد اس ملک میں جمہوریت بحال ہوئی ہے تو اب جمہوریت derail ہو گی تو پاکستان کی ناکامی ہو گی اس سے پاکستان کی شکست ہو گی اللہ تعالیٰ اس پیارے ملک کو اس لمحے سے بچائے تو اپنے میڈیا کے بھائیوں سے بھی میری درخواست ہے کہ آپ لوگ پنجاب کے شہری اور پنجاب کے ووٹر ہیں آپ لوگوں نے ان نمائندوں کو

منتخب کر کے بھیجا ہے تو جب ان کے بارے میں ایسے پروگرام دکھاتے ہیں تو آپ کو اپنے گریبانوں میں جھانکنا چاہئے کہ آپ کیسے شہری ہیں جنہوں نے انہیں منتخب کر کے بھیجا ہے اور آپ کی قابلیت بھی اس بات میں جھلکتی ہے۔

جناب سپیکر!میرے بھائی شوکت عزیز بھٹی نے بات کی تھی کہgraduationوالا قانون 2002 میں پاس ہوا لیکن 5 سال پچھلی حکومت کے اور 2 سال اس حکومت کے، ان 7 سالوں میں ایک ممبر بھی نااہل نہیں ہوا اور اب جب کہ یہ قانون ختم ہو گیا ہے، جب 18ویں ترمیم آ گئی ہے، جب پارلیمنٹیرین1973 کے متفقہ آئین کی طرف آ گئے ہیں تو اب روز نااہلی کی خبریں اور روز عدالتوں کے فیصلے آ رہے ہیں تو اس کے پیچھے کیا ہے؟ ہمیں اس بارے میں سوچنا چاہئے کہ یہ کس ایجنڈا پر کام ہو رہا ہے اور کون سی قوت ہے جو یہ سب کچھ کروا رہی ہے تو میڈیا والے بھائیوں سے میری گزارش ہے کہ ہم آپ کو salute کرتے ہیں کہ اس ملک کے لئے، اس جمہوریت کے لئے، عدلیہ کی آزادی کے لئے اور میڈیا کی آزادی کے لئے آپ کی قربانیاں ہیں تو خدارا! اپنے ان کارناموں کو دیکھتے ہوئے ذرا اس طرف بھی توجہ دیں کہ اب آپ کس طرف جا رہے ہیں؟ اب آپ کیا کام کرنے جا رہے ہیں؟ اب آپ کن کے اشاروں پر یہ کام کر رہے ہیں؟ میری گزارش ہے کہ عدلیہ، فوج، بیوروکریسی، میڈیا یا پارلیمنٹیرین سب اپنی اپنی حدود میں رہ کر کام کریں تو یہ ملک ترقی کرے گا۔ اس ملک کو چار چاند لگیں گے۔ جب اس دھرتی کا رزق کھانے والے لوگ اور اس دھرتی کے باسی اپنی دھرتی کو ہی نقصان پہنچانے پر تل جائیں اور غیر ملکی آقاؤں کے اشاروں پر ناچنا شروع کر دیں تو پھر "اپنے گھر کو ہی آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے" والی بات ہو جاتی ہے۔

جناب سپیکر! اگر آج آپ public میں جائیں تو ایسا لگتا ہے کہ سیاستدان ایک گالی بن چکا ہے۔ اگرcorruption کے قصے میڈیا پر آتے ہیں تو سیاستدانوں کے آتے ہیں۔ اگر ڈگریوں کی بات ہوتی ہے تو صرف سیاستدانوں کی بات ہوتی ہے۔ کیا سیاستدان ہی ایک ایسا طبقہ ہے؟ کیا جرنیل corruption نہیں کرتے؟ جن کا آج تک آڈٹ بھی نہیں تھا۔ کیا بیوروکریسی corruption نہیں کرتی؟ ہمارے ذاتی طور پر تجربے ہیں، آپ چھوٹے چھوٹے دیہات میں چلے جائیں، چھوٹے چھوٹے شہروں میں چلے جائیں تو وہاں میڈیا کے جو نمائندے ہیں ان کا کردار ذرا دیکھ لیجیے۔ آپ غیر ملکی

میڈیا کو دیکھیں آپ کو کبھی کوئی ایسی خبر نہیں ملے گی جس سے اس ملک کی سلامتی کو نقصان ہو، جس سے اس ملک کے وقار کو نقصان ہو لیکن ہمارے میڈیا کا کیا کردار ہے؟ ہم خوش ہیں کیونکہ ہم نے خود میڈیا اور عدلیہ کی بحالی کے لئے جدوجہد کی ہے۔ ہم نے خود پارلیمنٹ کے وقار کے لئے جدوجہد کی ہے لیکن آزادی ایک حد تک ہونی چاہئے۔ یہاں میرے بہت سے بھائیوں نے بہت سی تجاویز دی ہیں لیکن میری گزارش ہے کہ ایک پارلیمنٹیرین صرف اس لئے نااہل ہو جاتا ہے، آج قانون بھی موجود نہیں، آج بی۔اے کی شرط بھی موجود نہیں لیکن وہ صرف اس لئے نااہل ہو جاتا ہے کہ اس نے بوقت الیکشن غلط بیانی کی لیکن آج اخبار میں جو بیان غلط چھپا ہو جو میڈیا پر غلط خبر لگی ہو تو اس کی سزا کیا ہے؟(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!میری گزارش ہے کہ آج جس اتحاد اور یکجہتی کا مظاہرہ اس ایوان کے ممبران نے کیا ہے اگر اسی سوچ کے ساتھ ہم نہ خوش ہوا کریں، نہ مذاق اڑایا کریں کیونکہ جب کسی دوسرے کی جھگی کو آگ لگی ہو تو ہمیں یہ سوچنا چاہئے کہ کل میرے محل کو بھی آگ لگ سکتی ہے۔ اس لئے میری گزارش ہے کہ یہ قانون ساز ادارہ ہے اور آپ قانون ساز ادارے کے ممبران ہیں آپ ایسا قانون بنائیں کہ غلط خبر شائع کرنے پر بھی سزا ہو۔ میں آخر میں اسی دعا کے ساتھ، اسی امید کے ساتھ، اسی درخواست کے ساتھ، اسی التجا کے ساتھ کہتا ہوں کہ 1973 کا آئین تمام طبقات کا متفقہ آئین تھا اس کے مطابق طے شدہ اختیارات کے مطابق اگر تمام ادارے چلیں گے۔ اگر ادارے اپنی حدود سے آگے بڑھیں گے، اپنی حدود سے تجاوز کریں گے تو نقصان ہو گا۔ اس وقت ملک کو بہت سے issues اور challenges درپیش ہیں جن میں سے سب سے بڑا challenge دہشتگردی ہے لیکن مجھے دکھ ہوتا ہے کہ جب کراچی کے جلوس میں بم دھماکہ ہوا تھا تمام سیاسی جماعتوں کے قائدین، تمام مذہبی جماعتوں کے قائدین عوام کو سمجھا رہے تھے، عوام کے جذبات کو ٹھنڈا کر رہے تھے [********] کیا یہ محب الوطنی ہے؟ خدارا اس ملک سے پیار کیجیے۔ اس ملک کی خاطر، اس ایوان کے تقدس کی خاطر ان پارلیمنٹ کے ایوانوں کو جس میں عوام آپ لوگوں کو منتخب کر کے بھیجتے ہیں ان کے تقدس کی خاطر اور اس ملک کی سالمیت کی خاطر خدارا تمام ادارے اپنی اپنی حدود میں رہیں اور اس سے تجاوز نہ کریں تو ایسا کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہو گا۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ علاؤالدین صاحب مجلس قائمہ برائے انڈسٹری کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انھیں دعوت دیتاہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔ جی، شیخ صاحب!

---

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

مسودہ قانون پنجاب ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل اتھارٹی مصدرہ کے بارے میں مجلس قائمہ برائے انڈسٹریز کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔

میں The Punjab Technical Education and Vocational Training Authority Bill 2010(Bil No.7 of 2010) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے انڈسٹریز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رپورٹ پیش ہوئی۔

پوائنٹ آف آرڈر

ٹی وی چینل پر معزز رکن اسمبلی کی بغیر تصدیق جعلی ڈگری سے متعلق خبر کو نشر کرنا

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رائے شاہجہان صاحب!

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ آج کا دن میرے لئے بڑا خوش آئند ہے کہ آج ہم نے وہ جذبہ دیکھا ہے اور وہ بات دیکھی ہے کہ جس کے لئے ہم بڑی دیر سے منتظر تھے۔ جب انسان نے

جمہوریت کا راستہ اختیار کیا تو آپ پارلیمنٹ کی تاریخ اٹھا کر دیکھیں تو اس کو مذہبی انتہا پسندی کا سامنا کرنا پڑا، اس کو phonetic سے واسطہ پڑا، پھر ان کو آمریت سے واسطہ پڑا، پھر ججوں اور جرنیلوں سے واسطہ پڑا یہ آج کوئی نئی بات نہیں ہے۔ اگر آپ برطانیہ کی پارلیمنٹ کا مشاہدہ کریں تو ناپسندیدہ ارکان کے اخراج کے لئے ABDO قوانین تھے جو پاکستان میں بھی لائے گئے، عدالتوں میں گھسیٹا گیا۔ میں زیادہ وقت نہیں لوں گا اور آج کے اراکین کے نام فیض صاحب کے چند اشعار سنا کر آپ سے اجازت چاہوں گا۔ یہ وہ جنگ ہے جو انھوں نے اپنے الفاظ میں بیان کی ہے جو ذرا غور طلب ہے۔

حرّیتِ آدم کی رہِ سخت کے رہگیر
خاطر میں نہیں لاتے خیالِ دمِ تعزیر
کچھ ننگ نہیں رنجِ اسیری کہ پُرانا
مردانِ صفا کیش سے ہے رشتۂ زنجیر
کب دبدبۂ جبر سے دبتے ہیں کہ جن کے
ایمان و یقیں دل میں کیے رہتے ہیں تنویر
معلوم ہے ان کو کہ رہا ہوگی کسی دن
ظالم کے گراں ہاتھ سے مظلوم کی تقدیر
آخر کو سرافراز ہُوا کرتے ہیں احرار
آخر کو گرا کرتی ہے ہر جَور کی تعمیر
ہر دَور میں سر ہوتے ہیں قصرِ جم و دارا
ہر عہد میں دیوارِ ستم ہوتی ہے تسخیر
ہر دَور میں ملعون شقاوت ہے شمر کی
ہر عہد میں مسعود ہے قربانیٔ شبّیر

شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب عبدالوحید چودھری صاحب!

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! مہربانی، شکریہ۔ آج جس موضوع پر جو گفتگو ہو رہی ہے میں سب سے پہلے ان میڈیا حضرات کو جنھوں نے بائیکاٹ نہیں کیا اور یہاں بیٹھے ہیں ان کو سلام پیش کرتا ہوں کہ ہم بھی بڑے صبر و تحمل سے ان کی باتیں سنتے ہیں۔ اگر آج ہم نے باتیں کرنی شروع کی ہیں تو ان کا بھی یہ اخلاقی جواز بنتا تھا کہ بائیکاٹ نہ کرتے اور یہاں بیٹھے رہتے۔

جناب سپیکر! میڈیا کا کردار بھی بڑا اہم ہے، اس کا کردار ہر جگہ discuss ہوتا ہے اور ہوتا رہے گا۔ یہ بھی ایک اہم ستون ہے لیکن میں یہ گزارش کروں گا کہ جیسے قوانین ہیں جو اسلام کی دفعات اور تعزیرات چاہے وہ میڈیا کے لوگ ہیں، چاہے سیاستدان ہیں، چاہے وہ عام شہری ہیں سب پر لاگو ہوتی ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ باتیں on the record لانا چاہوں گا کہ پچھلے رمضان میں انھوں نے میرا تین مہینے مسلسل media trial کیا۔ میں نے اس ہاؤس میں مطالبہ پیش کیا تھا کہ جیسے لاہور کے صحافیوں کو یہاں مراعات دی گئی ہیں ویسے ہی ملتان کے صحافیوں کو بھی مراعات دی جائیں۔ اس کے ایک ہفتے کے بعد میرا اتنا سا قصور تھا کہ ایک کرپٹ ترین ڈی جی ایم ڈی اے کو میں نے میاں صاحب سے گزارش کر کے معطل کرایا جس نے ہزاروں لوگوں کی زمینوں پر ظلم و ستم کرتے ہوئے ناجائز acquire کیا۔ اس کے بدلے میں میڈیا کو مجھے شاباش دینی چاہئے تھی۔ میں نظامی صاحب، جنگ کے ایڈیٹر، ایکسپریس نیوز کے مالکان سے request کروں گا کہ آج آپ پچھلے رمضان یا اس سے ایک ہفتہ پہلے کی اخبارات نکالیں اور دیکھیں کہ ملتان کی سڑکوں پر میرے پتلے سر عام جلائے گئے، مجھے قبضہ گروپ بنایا گیا اور الزام لگایا کہ اس نے صحافی کالونی کے غریبوں کے پلاٹوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ میں نے سات آٹھ دفعہ پریس کلب میں جانے کی کوشش کی لیکن مجھے پریس کلب کے صدر کی طرف سے یہ کہا گیا کہ آپ کا داخلہ بند ہے اور آپ پریس کلب میں نہیں آسکتے۔ جب بھی میں کسی سرکاری تقریب میں chief guest ہوتا تھا تو یہ اپنے mike وہاں سے اٹھالیا کرتے تھے۔ مجھے اس بات کی آج تک سمجھ نہیں آئی کہ میڈیا اتنا fast ہے اور میرا گھر بھی وہاں موجود ہے۔ میرے گھر اور صحافی کالونی کا اڑھائی کلومیٹر کا فاصلہ ہے پھر بھی میرے خلاف انہوں نے media trial کیا۔ میں آج ان میڈیا کے لوگوں سے پوچھتا ہوں جنہوں نے front page پر مجھے قبضہ گروپ بنایا اور پریس کلب میں میرے خلاف 15 دن احتجاجی کیمپ لگا رہا۔ کیا کوئی ایم

پی اے پاکستانی شہری نہیں ہوتا اور کیا اس کے کوئی حقوق نہیں ہوتے؟ ایک عام پاکستانی شہری کا جتنا حق ہے تو ایم پی اے کو کم از کم اتنا حق تو ملنا چاہئے۔ میں آج میڈیا سے پوچھتا ہوں کہ ان کو کس نے کہا تھا کہ وہ میرے خلاف احتجاجی تحریک ختم کر دیں؟ میں نے نہ تو کوئی قبضہ کیا اور نہ کوئی قبضہ چھوڑا۔ میرے خلاف سات انکوائریاں ہوئیں اور میں نے وزیر اعلیٰ صاحب سے کہا کہ آپ کی حکومت میں کوئی ایم پی اے جرات نہیں کر سکتا اور الحمدللہ میاں صاحب کا یہ vision ہے کہ کوئی ایم پی اے یہ جرات نہیں کر سکتا کہ وہ کوئی ناجائز قبضہ کرے۔ میں نے میاں صاحب سے کہا کہ آپ ایک عام شہری کی طرح اس کی انکوائری کرائیں تو سات انکوائریاں ہوئیں جو ساری میرے حق میں ہوئیں۔ پھر صحافی حضرات عدالت میں بھی گئے لیکن عدالت کا فیصلہ بھی میرے حق میں ہوا۔ میں نے پریس کلب کے صدر سے بھی کہا اور تمام اخبارات کے ایڈیٹروں سے بھی کہا کہ یہ زمین پڑی ہے، میں ان کے ساتھ گیا تو سیکرٹری اسٹیبلشمنٹ اور ڈی جی ایم ڈی اے بھی ساتھ تھے تو میں نے کہا کہ اگر میں نے ایک انچ زمین پر بھی قبضہ کیا ہے تو میں MPA ship سے استعفیٰ دینے کے لئے تیار ہوں۔ ہمارے یہ قائد کا حکم ہے کہ ہم کبھی غلط اور ناجائز کام نہیں کرتے۔ کیا میں پاکستانی شہری نہیں ہوں اور کیا یہ میرا حق نہیں ہے کہ میری عزت ہو لیکن میری عزت کو اچھالا گیا۔ میں آج on the floor of the House یہ کہتا ہوں کہ کافی ذرائع کے ذریعے کوشش کی گئی کہ یہ ہمارے ساتھ کچھ تعاون کریں۔ میں آپ کو ایک بات بتاؤں کہ میں نے 27ویں کی رات دو رکعت نفل پڑھتے ہوئے اپنے خدا سے دعا کی تھی کہ اے خدا! تو جانتا ہے اگر میں سچا ہوں تو میری مدد کر لیکن اگر میں جھوٹا ہوں تو سزا دے کیونکہ تجھ سے بڑا غیب جاننے والا کوئی نہیں ہے۔ میرا vision چھ مہینے تک کسی اخبار میں نہیں چھپا۔ اگر میری کوئی تصویر جاتی تھی تو کاٹ دی جاتی تھی، اگر میری کوئی خبر جاتی تھی تو وہ چھپنے نہیں دیتے تھے۔ میں آپ سے اور میاں شہباز شریف صاحب سے بھی گزارش کرتا ہوں، نظامی صاحب، تمام ایڈیٹروں اور تمام اخبارات کے مالکان سے آج میں on the floor of the House یہ request کروں گا کہ [***********] کیا ہم اس پاکستان کے شہری نہیں ہیں اور کیا ہمارا عزت سے جینے کا کوئی حق نہیں بنتا؟ میرا یہ مطالبہ ہے کہ میڈیا کے مالکان ایک ٹیم بنائیں۔ میری چھ مربع زمین تھی لیکن مجھے کم از کم 60/70 کروڑ روپے کا نقصان پہنچایا گیا اور اس وقت کوئی نہیں بولا۔ میری running فیکٹری جو چار ایکڑ پر تھی اس کو بھی acquire کر لیا

گیا، میرے گھر کوacquire کر لیا گیا اور تمام زمین کو بھیacquire کر لیا گیا۔ میں نے تو یہی مطالبہ کیا تھا کہ اس کی انکوائری کی جائے۔[**********] میں آپ کی وساطت سے چیف جسٹس صاحب سے ہاتھ باندھ کر گزارش کرنا چاہوں گا کہ عوام اور ہم سیاستدانوں نے چیف جسٹس صاحب کو بحال کرایا تھا اس لئے کرایا تھا کہ اس عوام کو انصاف ملے گا اور ظلم کی چکی میں پسے ہوئے عوام کو انصاف ملے گا لیکن آج اگر سیاستدانوں کی بات آجائے تو یہ تمام اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا پچاس پچاس سالوں کے سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ میں پڑے ہوئے کیس کسی کو نظر نہیں آتے، کیا یہ چیف جسٹس صاحب کو نظر نہیں آتا کہ لاکھوں روپے فیس کوئی آدمی ادا نہیں کر سکتا۔ اس چیز پر چیف جسٹس کو کوئی اہتمام کرنا چاہئے تھا کہ غریب لوگ بھی سپریم کورٹ تک پہنچ سکیں لیکن غریب لوگ جتنے روپوں کا جھگڑا ہوتا ہے اس سے زیادہ زمین بیچ کر وکیلوں کی فیسیں ادا کرتے ہیں۔ عوام کے ساتھ ظلم اور ناانصافی ہو رہی ہے، لوگ بھوک اور پیاس سے مر رہے ہیں، مہنگائی کی چکی میں پس رہے ہیں، خودکشیاں کر رہے ہیں اور تمام لوگوں کے ساتھ جو ناانصافیاں ہو رہی ہیں تو

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

آج وقت ہے کہ اگر آج چیف جسٹس صاحب نے اس کاnotice نہ لیا تو خدا کی قسم! عوام پھر کبھی عدلیہ کی بحالی کی تحریک کا حصہ نہیں بنیں گے اور کوئی نہیں نکلے گا۔ میں چیف جسٹس صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ اُس وقتnotice لیتے جب بی اے کی پابندی ختم کی گئی تھی اور کہتے کہ یہ پابندی کیوں ختم کی گئی ہے؟ کیا وہ بی اے ختم کر کے پی ایچ ڈی کو لانا چاہتے ہیں یا ڈاکٹریٹ کو لانا چاہتے ہیں؟ اگر نہیں لانا تھا تو پھر کیوں عوام کا پیسا ضائع کیا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر! میڈیا اور عدالتوں میں اچھے لوگ بھی ہیں جن کا ہم احترام بھی کرتے ہیں۔ خدارا! میں اپنے میڈیا والے بھائیوں سے کہتا ہوں کہ اگر ہم برے ہیں، ہم میں کوئی خامی ہے تو بسم اللہ ہم آپ کی تنقید سہنے کے لئے تیار ہیں لیکن کوئی خبر لگانے سے پہلے کم از کم ہم سے تو پوچھ لیا کریں۔

آج اتناadvance media ہونے کے باوجود ان کو اڑھائی کلو میٹر کا فاصلہ بھی نظر نہیں آتا۔ میں اپنے ان صحافی بھائیوں کو سلام پیش کروں گا جنہوں نے ہمیشہ حق کی بات کی ہے اور آج یہ بات بھی on the floor of the House کہوں گا کہ پنجاب یا پاکستان میں کوئی ایسی کمیٹی نہیں ہے جو پریس کلب کے ممبران کی لسٹیں چیک کر لے۔[***********] میں اپنے تمام اخبارات کے مالکان سے بھی گزارش کروں گا کہ بہو اور بیٹیاں ہر گھر میں ہیں۔ سیاستدان کی بیٹی کو اپنی بیٹی سمجھیں، سیاستدان کے بھائی کو اپنا بھائی سمجھیں، سیاستدان کی ماں کو اپنی ماں سمجھیں۔ اگر آپ اس کی عزت اچھالنا چاہتے ہیں تو کل خدانخواستہ "تلک الایام نداولھا" یہ اللہ کا قانون ہے کہ دن بدلتے رہتے ہیں۔ اگر ہماری بیٹی، بہو اور بہن کی عزت کو آپ اچھالیں گے تو ایک دن ایسا ہو گا کہ آپ بھی اس دنیا میں اس جرم کا حساب دے کر جائیں گے۔ بہترین اور ملک و قوم کی خدمت کرنے والے صحافیوں کو ہم سلیوٹ اور سلام پیش کرتے ہیں۔ میرا آخر میں یہی مطالبہ ہے اور میں یہ کہوں گا کہ:

زندگی جبر مسلسل کی طرح کاٹی ہے میں نے
جانے کس جرم کی سزا پائی ہے سزا یاد نہیں

جناب سپیکر! میں پھر مطالبہ کروں گا کہ میڈیا والے میرے case کو re open کریں۔ اگر میں جھوٹا تھا تو میں استعفیٰ دوں گا اور اگر میں سچا تھا تو پریس کلب کے تمام ذمہ داران، اخبار کے ایڈیٹروں، اخبار کے نام نہاد صحافیوں کو معطل کیا جائے اور انہیں بھی ایسے جھوٹ لکھنے کی سزا دی جائے۔ چیف جسٹس صاحب! جو اخبار میں جھوٹ لکھتا ہے وہ بھی جھوٹا ہے اور جو جعلی ڈگری دیتا ہے وہ بھی جھوٹا ہے پھر انہیں بھی سزا ہونی چاہئے۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: ظفر ساہی صاحب!

---

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر 221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب ظفر ذوالقرنین ساہی: شکریہ جناب سپیکر! چونکہ آج میڈیا کی ذمہ داری اور اس کے کردار کی بات ہو رہی ہے لہذا میں اس موضوع پر کچھ گزارشات پیش کرنا چاہوں گا۔ شوکت عزیز بھٹی صاحب کے اعتراض کی وجہ سے بات شروع ہوئی تھی کہ ان کے متعلق جعلی ڈگری کی غلط خبر کیوں شائع کی گئی۔ میں جعلی ڈگری کے issue میں نہیں پڑنا چاہتا کیونکہ آپ بھی قانون دان ہیں اور سمجھتے ہیں کہ بی اے کی ڈگری کی شرط ختم کی تھی تو اس وقت retrospective effect نہیں دیا گیا تھا لہذا جو پرانی جعلسازی چل رہی ہے اس پر بھی فیصلے ہو سکتے ہیں تو میں اسے کسی سازش کے زمرے میں نہیں لانا چاہتا۔

جناب سپیکر! جہاں تک میڈیا کے کردار کی بات ہے تو واقعی یہ بہت ضروری امر ہے اور بہت عرصہ پہلے اس پر دھیان دینا چاہئے تھا۔ میں یہاں پر کچھ مثالیں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جیسے آپ نے بھی، اس ایوان کے معزز ممبران نے بھی دیکھی ہوں گی اور عوام بھی دیکھتی ہے کہ کئی دفعہ ٹی وی کے نیوز چینلز پر ایسی خبر چلا دی جاتی ہے کہ فلاں علاقے میں زور دار دھماکہ۔ عوام خوف وہراس کا شکار اور بیس منٹ کے بعد یہ تردید چلائی جاتی ہے کہ گیس سلنڈر پھٹنے سے دھماکہ ہو گیا یا کسی اور وجہ سے دھماکہ ہوا اور یہ دہشت گردی کا واقعہ نہیں تھا۔ دہشت گردوں کا دہشت گردی کی واردات کرنا یا دھماکہ کرنے کا مقصد لوگوں کو مارنے سے کم ان میں خوف وہراس پھیلانا زیادہ ہوتا ہے اور اگر ایک شہر میں مہینے میں تین دھماکے ہو رہے ہیں اور باقی چار کسی سلنڈر یا آتش زدگی کے سامان پھٹنے کی وجہ سے ہوتے ہیں مگر جب میڈیا یہ خبر چلا دیتا ہے کہ زور دار دھماکہ ہو گیا اور علاقے میں خوف وہراس پھیل گیا تو اس سے ایک دہشت پھیل جاتی ہے۔ واقعہ ہوا ہو یا نہ لیکن دہشت پھیلانے میں وہ کردار ادا کر دیا جاتا ہے۔ یہاں پر میڈیا کی irresponsibility بے شک نہ جانتے ہوئے terrorist کا achieve goal کرتی ہے۔ اس کے علاوہ میڈیا کی ذمہ داری کے حوالے سے میں ایک واقعہ بتانا چاہوں گا جس سے ہم سب واقف ہیں کہ ہنزہ جھیل میں جب پانی بڑھنا شروع ہوا تو ایک بہت بڑی calamity اور بہت بڑا حادثہ ہونے کو تھا لیکن اس اثنا میں میڈیا کی توجہ اس واقعہ تک بہت دیر سے پہنچی کیونکہ اس دوران میڈیا کے تمام چینلز اور اخبارات کی توجہ شعیب ملک اور ثانیہ مرزا کی شادی پر مرکوز تھی۔ میں جانتا ہوں کہ یہ ذمہ داری حکومت کی تھی لیکن اگر اس وقت ہنزہ جھیل میں بڑھنے والے پانی پر بروقت میڈیا بھی اپنا کردار ادا

کرتے ہوئے عوام اور حکومت کا دھیان شعیب ملک اور ثانیہ مرزا کی شادی کی بجائے اس طرف لے جاتا تو وہ مسئلہ بڑی جلدی حکومت کی توجہ سے حل ہو سکتا تھا۔

جناب سپیکر! criticism تو ہوتا رہتا ہے لیکن میں میڈیا پر ناحق criticism نہیں کرنا چاہتا۔ میڈیا بے شک بڑی ذمہ داری سے اپنا کردار بھی ادا کرتا ہے جیسے اپوزیشن لیڈر نے بات کی کہ ہر ادارے میں اچھے اور برے لوگ ہیں لیکن میں یہ پوچھتا ہوں کہ جس طرح ہمارے لئے یہ قانون ہے کہ بی اے کی ڈگری جعلی ہے اور آپ کے اوپر disqualify کی کوئی بھی شق لگتی ہے تو آپ disqualified ہیں۔ یہ قانون پنجاب اسمبلی، قومی اسمبلی و دیگر صوبائی اسمبلیوں کے ممبران کے لئے ہے تو میڈیا کو regulate کرنے کے لئے کوئی موثر قانون کیوں نہیں عمل میں لایا جاتا؟ پنجاب اسمبلی پاکستان کا سب سے بڑا صوبائی ایوان ہے تو ہم لوگ یہاں سے ایک قرارداد پاس کر کے قومی اسمبلی کو بھیجیں اور مجھے یقین ہے کہ قومی اسمبلی کے ارکان کی اکثریت بھی یہی تحفظات رکھتی ہے جس کا اظہار آج یہاں پنجاب اسمبلی میں ہوا ہے۔

جناب سپیکر! ہمارے وزیر قانون یہاں موجود نہیں ہیں اور وہ خود میڈیا کی اس campaign کا شکار رہے ہیں۔ میڈیا خبر چلائے لیکن خبر کی تصدیق پہلے کر لے اور زرد صحافت کے خلاف بھی کوئی قانون ہونا چاہئے۔ قومی اسمبلی کو یہ قرارداد منظور کر کے بھیجی جائے کہ وہ میڈیا کے اوپر سخت قوانین کو لاگو کرے اور کوئی ایسا قانون پاس کیا جائے کہ جس کے تحت اگر کوئی خبر بغیر تصدیق کے چلاتے ہیں تو اس کے اوپر اس کے خلاف action ہو۔ اگر کوئی چینل ذمہ دار ہے تو اسے تین وارننگ دے کر چوتھی کے بعد اس کا لائسنس منسوخ کر دیں۔ جس کے خلاف خبر چلتی ہے مثلاً شوکت عزیز بھٹی صاحب کے خلاف پٹی چلی ہے کہ ان کی ڈگری جعلی ہے اور وہ جھوٹے ہیں مگر پھر یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ ڈگری جعلی نہیں ہے اور وہ جھوٹے نہیں ہیں تو وہ چینل اتنی ہی دفعہ پٹی چلائے۔ شوکت بھٹی صاحب کو میڈیا پر بلا کر ان سے معذرت کرے اور جن ممبران کے خلاف ایسی خبر چلی ہے ان سے معذرت کرے۔

میں صرف اسے ممبران تک محدود نہیں رکھتا بلکہ میڈیا کی ذمہ داری ہے کہ آپ جس شخص کی بھی عزت بغیر تصدیق اچھالتے ہیں، آج خبر چل جاتی ہے کہ فلاں علاقے کے زید نے بکر کی بیٹی کو اٹھا لیا اور اغوا کر کے لے گیا۔ اس آدمی کی تو مٹی پلید ہو گئی اور اس کی عزت ختم ہو گئی اور اس کے تمام جاننے

والوں کو بھی علم ہو جاتا ہے اور جنہوں نے صرف نام سنا ہوا تھا انہیں بھی پتا چل گیا۔ 20/25 دن یا چھ ماہ بعد چینل پر چھوٹی سی تردید چل جاتی ہے یا اخبار میں آ جاتی ہے کہ ہم معذرت خواہ ہیں وہ خبر غلط تھی اور ایسا نہیں تھا تو اس کا وہ effect نہیں رہتا۔ کل ثمینہ خاور صاحبہ کے بارے میں میڈیا پر یہ کہا گیا ہے کہ ان کی ڈگری جعلی ہے اور وہ جھوٹی ثابت ہو گئیں۔ شوکت بھٹی، ثمینہ خاور یا کسی اور ممبر کے خلاف یہ خبر چلی ہے کہ ان کی ڈگری جعلی ہے اور وہ جھوٹے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ایسے الفاظ کو استعمال کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ آپ خبر پہنچائیں اور اس پر اپنی رائے نہ دیں اور اگر کوئی بات کل کو عدالت میں غلط ثابت ہو جائے کہ H.E.C کی لگائی ہوئی observations جو الیکشن کمیشن کو بھیجی گئی تھیں وہ غلط ہیں اور ان کی ڈگری اصلی ہے جبکہ فوٹو کاپی eligible نہیں تھی تو اس کے بعد میڈیا کیا قدم اٹھائے گا؟ کیا اسی طرح دس ہزار مرتبہ سرخ رنگ میں پٹی چلے گی کہ بھٹی صاحب کی ڈگری اصلی ہے اور وہ سچے ہیں؟ کیا یہ میڈیا پر بلا کر ان سے معذرت کریں گے؟ اس حوالے سے میں صرف یہ تجویز دوں گا کہ پنجاب اسمبلی سمیت تمام صوبائی اسمبلیاں اور قومی اسمبلی پارلیمنٹ کا حصہ ہیں اور ہم قانون بنانے والے ہیں تو ہم کیوں کوئی ایسا قانون نہیں بنا لیتے جو کہ سخت ہو جیسا کہ ہمارے اوپر سخت قانون لاگو ہے کہ بی اے کی ڈگری جعلی ہے تو فارغ اور گھر جائیں۔ اسی طرح اگر آپ نے غلط خبر شائع کی ہے اور سلنڈر کے blast کو بم دھماکہ بنا کر خبروں میں پیش کر دیا ہے تو اس پر ان کے خلاف کارروائی ہو کیونکہ پاکستان اس وقت sensitive حالات میں جا رہا ہے جبکہ ہم پہلے ہی دہشت گردی کا شکار ہیں۔ مجھے اس بات پر خوشی ہے کہ اب بات کرنے کا موقع ملا ہے کیونکہ جب بھی کوئی ایسی خبر چلتی تھی تو میری خواہش ہوتی تھی کہ ایوان میں یا کسی با اختیار اتھارٹی تک یہ بات پہنچائی جائے کہ جب یہ خبر چل جاتی ہے کہ زوردار دھماکہ ہو گیا تو دہشت گردی کا objective achieve ٪80 ہو جاتا ہے۔ کسی دہشت گرد نے کوئی واقعہ نہیں کیا ہوتا لیکن آپ نے ان کا motive achieve ٪80 کر دیا ہے۔ میں میڈیا سے گزارش نہیں کروں گا کیونکہ ان کے اوپر اگر ہم نے کوئی regulatory law بنانا ہے اور آپ کسی capital punishment کو اگر change کر کے سزائے موت میں بدلنا چاہیں تو ملک کے تمام قاتلوں کو اکٹھا کر کے ان سے یہ نہیں پوچھا جاتا کہ ان کی سزائے موت بدل کر عمر قید کر دیں یا نہ کریں۔ اسی طرح اگر آپ میڈیا کو regulate کرنے کے لئے کوئی قانون بنائیں گے تو میڈیا کے لوگوں کو بلا کر ان سے نہیں

پوچھیں گے کہ آپ کے لئے یہ قانون بنادیں یا نہیں۔ آپ ملک کے مفاد میں قانون بنا کر اس پر عمل درآمد کروائیں۔ ہمیں میڈیا کے ساتھ apologetic ہونے یاrequest کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ وہ بھی ہمارا حصہ ہیں جس طرح ہم پاکستان کا حصہ ہیں تو وہ بھی پاکستان کا حصہ ہیں اور وہ کوئی باہر سے نہیں آئے ہوئے۔ میں کوئی سازش transparence theory پر بھی یقین نہیں رکھتا لیکن ان پر قانون بنانے کی ضرورت ہے۔ ان کے اوپر یہ قانون enforce کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ ابھی آزاد میڈیا کو زیادہ عرصہ نہیں ہوا اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ 7/6 سال کی نومولود آزادی ہے لہذا maturity آتے آتے ٹائم لگے گا لیکن جب تک maturity نہیں آتی تو اس وقت تک کسی بڑے نقصان سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ پارلیمنٹ قانون بنائے اور اس پر عمل درآمد کروائے اور انہیں further stringent کرے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ شمسہ گوہر صاحبہ!

محترمہ شمسہ گوہر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں زیادہ لمبی چوڑی تقریر تو نہیں کرنا چاہوں گی لیکن دو تین چیزیں ایسی ہیں جو میرے خیال میں یہاں پر بیان نہیں ہوئیں اور میں دہرانا بھی نہیں چاہوں گی۔ سب سے پہلے جیسے ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی خبر کو بار بار چلایا گیا اور ان کی تصویر بھی دکھائی جاتی رہی تو میں اسے بہت زیادہ condemned کروں گی لیکن ہمیں یہ تب سوچنا چاہئے تھا جب ہماری ایک معزز رکن شمائلہ رانا پر مقدمہ ہوا جس پر وہ acquittal ہو گئیں تو بار بار اسے ہم نے چلا کر ان کا مستقبل تباہ کر دیا۔ اس وقت ہم میں سے کسی نے نہیں سوچا کہ یہاں gender wise ہو رہا ہے یا یہاں پر ایک عورت کی تذلیل ہو رہی ہے تو اس وقت میڈیا کو کسی نے کچھ نہیں کہا۔ اس کے بعد میں ثمینہ خاور حیات سے بھی request کرنا چاہوں گی کہ جب وہ cheep issue کو لے کر اس اسمبلی میں اپنی voice raise کرتی ہیں اور اسے میڈیا کے ساتھ collaborate کر کے میڈیا کے ساتھ joint hand کر کے chief popularity gain کرنے کے لئے، کچھ ممبران ایسے ہیں جو ایسے issues raise کرتے ہیں ان کو تب یہ سوچنا چاہئے کہ یہ میڈیا اگر آج ایک بندے کے لئے اس طرح کی چیزیں چلا رہا ہے تو کل اس کے لئے بھی چلا سکتا ہے۔ ہمیں یہ چیزیں بھی سوچنی چاہئیں۔ اگر ہم جعلی ڈگریوں پر آتے ہیں تو بار بار یہ کہا جا رہا ہے کہ rules change ہو گئے ہیں۔ being a lawyer آپ بھی جانتے ہیں اور میں بھی جانتی

ہوں کہ اگر rules یا laws تبدیل ہو گئے ہیں تو offences there جو offence اس وقت ہو گیا ہے وہ offence ہے۔ ہم یہاں جہاں اتنا بول رہے ہیں وہاں ہمیں یہ بھی سوچنا چاہئے کہ ہمیں یہاں پر clean hands آنا چاہئے تھا۔ جب ہم خود clean hands نہیں آئے تو ہم کسی کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہمارے ساتھ کوئی یہ کر رہا ہے۔ میڈیا پر بہت بڑی responsibility عائد ہوتی ہے مگر آپ یہ بھی تو سوچیں کہ جب میڈیا ہمارے ایوان سے متعلق، ہمارے کسی بھی رکن کے متعلق بریکنگ نیوز دیتا ہے تو اس کا source بھی ہم خود ہوتے ہیں۔ ہم میں سے ہی ہوتے ہیں وہ لوگ جو ان کا source ہوتے ہیں یا تو آج ہم یہ عہد کر لیں کہ ہم کسی کا source نہیں بنیں گے، ہم کوئی خبر اپنی طرف سے نکال کر میڈیا کو نہیں دیں گے تو پھر ہم میڈیا سے بھی کہہ سکتے ہیں کہ وہ یہ نہ کرے۔ جب ہم خود ان کے source بنتے ہیں تو پھر ہمارے لئے بھی کوئی source بن سکتا ہے۔ آج ملک کو جو درپیش حالات یا مسائل ہیں ان میں آپ سب سے پہلے یہ دیکھ لیں کہ داتا کی نگری جو ہماری بہت بڑی بزرگ و برتر ہستی تھی وہاں attack ہو گیا۔ ہم اس کو sort out کرنے کی بجائے یا یہ دیکھنے کی بجائے کہ ہم نے ملک کو کس طرف لے کر جانا ہے ہم اس وقت اس بحث میں لگے ہوئے ہیں۔ یہاں پیمرا موجود ہے ہمیں اتنی لمبی چوڑی بحث کرنے کی بجائے اپنی سفارشات مرتب کر کے فیڈرل گورنمنٹ کو دینی چاہئیں تھیں کہ پیمرا کے جو already rules exist کر رہے ہیں ان کو implement کروائیں اور جو yellow journalism ہو رہی ہے اس کو روکیں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں نصیر احمد!

میاں نصیر احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آج کے اس topic کے حوالے سے سب سے پہلے تو پنجاب اسمبلی کے ممبران کو مبارک باد پیش کرنا چاہتا ہوں کہ کئی سالوں کے بعد اس اسمبلی، قومی اسمبلی اور سینیٹ کے تمام سیاستدانوں نے بڑی جرات کے ساتھ، بڑی حوصلہ مندی کے ساتھ خواہ ان کا تعلق کسی بھی پارٹی کے ساتھ تھا انہوں نے میڈیا کو face کیا، ان کی بے جا تنقید کو face کیا لیکن آج چند لمحوں کی تنقید پر میڈیا والے دو دفعہ بائیکاٹ کر گئے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ سیاستدانوں کی کامیابی ہے کہ ان کا ہر جھوٹا سوال، ان کا ہر جھوٹا الزام بڑے حوصلے کے ساتھ برداشت کیا۔ آج یہ سوال جو پنجاب اسمبلی میں اٹھایا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ کسی ایک سیاسی جماعت کی طرف سے نہیں ہے، یہ کسی ایک پارٹی کی

طرف سے نہیں ہے بلکہ یہ ایک اجتماعی آواز تھی۔ یہ آواز پنجاب کے 9 کروڑ عوام کی آواز تھی کہ جس میں یہ کہا گیا کہ ٹھیک ہے میڈیا نے جتنی عزت اچھالنی تھی اچھال دی۔ کسی کی بہن کی عزت اچھال دی، کسی کی بہو کی عزت اچھال دی اور کسی کی بیٹی کی عزت اچھال دی۔ کسی نے یہ نہیں کہا کہ تمہاری اس زیادتی کی وجہ سے کسی کا باپ ہسپتال جا پہنچا، میڈیا والوں کی زیادتی سے کسی کی ماں ایم پی اے کے ہاتھوں میں دم توڑ گئی، کسی نے یہ نہیں کہا کہ تمہاری اس عزت اچھالنے کی وجہ سے خاندانوں کے تعلقات آپس میں خراب ہو گئے۔ میں آج ان کو پھر دعوت دیتا ہوں اور سیاستدانوں کے حوصلے کی داد دیتا ہوں۔ ہم میڈیا والوں کو پھر دعوت دیتے ہیں کہ آئیں مل کر احتساب کرتے ہیں۔[*********] آپ ٹی وی پر دیکھ لیں کہ کسی بھی پارٹی کا سیاستدان ہو اور اس کے سامنے بیٹھا ہوا اینکر مین ٹی وی پر بیٹھ کر پاکستان کی قوم کو مایوسی، اندھیروں، تاریکی اور بے یقینی کے علاوہ کچھ نہیں دیتا لیکن ایک سیاستدان اس کی گفتگو کچھ بھی ہو وہ آخر میں پھر قوم کے لئے امید اور یقین کی بات کرتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ٹھیک ہے آپ نے جتنی بے یقینی پھیلانی تھی پھیلا دی، ناامیدی اور تاریکی کی طرف آپ قوم کو لے گئے، کوئی بات نہیں۔[*********] ہم میڈیا کے بہت سے اشخاص کو بھی جانتے ہیں جن کے گھر دو وقت کی روٹی بہت مشکل سے پکتی ہے۔ جن کے لئے خاندان رکھنے کے لئے دو مرلے کا گھر بھی نہیں ہے، ہم ایسے میڈیا والوں کو بھی جانتے ہیں۔ ہم ایسے میڈیا والوں کو بھی جانتے ہیں جن کے لئے روزمرہ کی زندگی گزارنا بہت مشکل ہوئی ہے۔ ہم دعوت دیتے ہیں کہ آئیں ہمارے ساتھ مل کر یہ جو احتساب کا عمل شروع ہو چکا ہے اس کا ساتھ دیں۔[*********] میں دعوت دیتا ہوں میڈیا کے افراد کو کہ آئیں ہمارے ساتھ چلیں۔ جو یہ چاہتے ہیں کہ میڈیا کے ذریعے اور اپنے پیسے کی طاقت کے ذریعے ان معصوم جرنلسٹ کو جن کی زندگی مشکل ہے ان کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ مجھے یہ بتائیں کہ آج ایک سیاستدان اگر ایک پارٹی کو چھوڑ کر دوسری پارٹی میں جاتا ہے تو ہم ان کے خلاف لوٹے کے نعرے لگاتے ہیں اور آوازیں بھی کستے ہیں[*********]

جناب سپیکر! ہم نے تو اپنے 9 کروڑ عوام کو جواب دینا ہے اور ہماری accountability کے لئے ہر پانچ سال کا ایک وقت مقرر ہے۔ اس accountability کے لئے ہم اپنے آپ کو تیار رکھتے ہیں اور عوام کی عدالت میں جاتے ہیں جس میں عوام فیصلہ کرتی ہے۔ ان کی accountability کس نے

کرنی ہے، ان کے کئے ہوئے مظالم کی accountability کس نے کرنی ہے؟ مجھے یہ بتائیں کہ کوئی ہے ایسا صحافی جس کو قوم کی خدمت کرتے ہوئے پھانسی پر چڑھایا

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر 221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

گیا ہو؟ کوئی ہے ایسا صحافی جس کو آٹھ دس سال کے لئے ملک بدر کیا گیا ہو اور اس کے باپ کا جنازہ ہو وہ اکیلی لاش اس پاکستان کے اندر بھیجیں؟ وہاں ایسی مثالیں نہیں ملتیں یہ مثالیں صرف سیاستدانوں کے لئے ہیں جو اپنے خرچے پر اس قوم کی خدمت کے لئے تیار رہتے ہیں اور اپنے آپ کو چوبیس گھنٹے کے لئے میڈیا کے سامنے پیش بھی کرتے ہیں۔[***********]

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! شکریہ۔ یہاں بہت ساری باتیں ہو چکی ہیں اور ان باتوں کو repeat نہیں کروں گی صرف دو منٹ میں اپنی بات کروں گی کہ آج جو اتفاق اور اتحاد دیکھنے میں آیا ہے یقیناً میں اس کے لئے دعا گو ہوں اور ہر یہاں پر موجود ہر شخص اس کے لئے دعا گو ہے کہ کاش یہ جو ہمارا اتحاد ہے نہ صرف میڈیا کے لئے بلکہ ملک کی بہتری کے لئے بھی پیدا ہو جائے اور دہشت گردوں کے خلاف بھی ہم تمام سیاسی جماعتوں میں یہ اتحاد پیدا ہو جائے اور یہ اتحاد و اتفاق ہمیشہ قائم بھی رہے۔

جناب سپیکر! یہاں میڈیا کے حوالے جو بات چل رہی ہے اس بات پر میں میڈیا اور آپ کی خصوصی توجہ چاہوں گی اور اپنا ایک ذاتی تجربہ بتاؤں گی کہ جب ہم سیاستدانوں کے متعلق ٹی وی چینل پر مختلف فنی کارٹون، فنی پروگرام دیکھتے ہیں اور جب میرے بچے پروگرام دیکھتے ہیں تو وہ مجھ سے سوال کرتے ہیں کہ ماما! آپ بھی اس طرح کریں گی یا تمام سیاستدان یہ کرتے ہیں اور سیاستدانوں کا کام کیا ہے؟ اس وقت میرے پاس ان کو مطمئن کرنے کا کوئی جواب نہیں ہوتا۔ کیا میڈیا ہم لوگوں کو مذاق بنا کر ہماری آنے والوں نسلوں کو سیاستدانوں کے متعلق یہ پیغام دے رہا ہے کہ سیاستدان صرف کرپٹ لوگ ہیں۔ میں میڈیا سے سوال کرتی ہوں کہ کیا کسی سیاستدان نے کوئی اچھا کام نہیں کیا اور کیا کوئی سیاستدان

ایسا نہیں ہے جس نے ملک و قوم کے لئے کوئی کام کیا ہو؟ کیا ہم سیاستدانوں نے ایسا کچھ بھی نہیں کیا جو ملک کے لئے ہو اور جس کو میڈیا نے اچھے انداز میں پیش کیا ہو، کیوں میڈیا ہماری صرف negative باتیں ہی پیش کرتا ہے؟ میں اب ان سے سوال کرتی ہوں کہ میں اپنے بچوں کو کیا جواب دوں اور یقیناً ہر گھر میں جہاں پر یہ پروگرام دیکھے جاتے ہوں گے ان کے بچے یہ سوال کرتے ہوں گے کہ کیا سیاست یہ ہے ،کیا سیاستدان اس طرح ہیں؟آگے چل کر اگر وہ سیاست میں آنا چاہتے ہیں تو

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

یقیناًوہ سیکھ رہے ہیں، اگر کوئی بچہ چاہتا ہے کہ وہ سیاستدان بنے تو وہ تو یہی سمجھے گا کہ مجھے یہ سب کچھ سیکھنا ہے اور بڑے ہو کر میں نے یہ کرنا ہے تو کیا ہم اپنی نئی نسل کو یہ پیغام دے رہے ہیں؟ اس کے بعد میں ایک اور بات کروں گی کہ میڈیا نے ہماری ایک معزز بہن شمائلہ رانا کے ساتھ جو بھی صورتحال پیش آئی اس کو بڑھا چڑھا کر بیان کیا اور گانے تک بنائے گئے۔ جب کورٹ کا فیصلہ آیا تو میڈیا نے اس فیصلہ کو اتنی کوریج کیوں نہیں دی؟ اور صرف ایک خبر پانچ سیکنڈ کی کچھ چینل پر چلی اور پانچ سیکنڈ سے زیادہ کی خبر نہیں چلی، کیا میڈیا کا یہ رول ہے؟ یہاں پر ایک اور بات کروں گی کہ اپوزیشن لیڈر نے صحافیوں کے کردار کی بات کی اور صحافیوں کا جو کردار ہے یقیناً میں خراج تحسین پیش کرتی ہوں ان صحافیوں کو جنہوں نے پاکستان کے لئے بہت کام کیا اور بہت بڑے بڑے نام ہیں لیکن کیا ہی اچھا ہوتا کہ اپوزیشن لیڈر اس وقت کی بھی بات کر لیتے کہ جب ایک آمر نے میڈیا کی آزادی پر پابندی لگائی تھی اور وہ ہم سیاستدان ہی تھے جو میڈیا کے ساتھ سڑکوں پر پولیس کی لاٹھیاں کھاتے رہے ہیں اور وہ ہم سیاستدان ہی تھے جو ہم سڑکوں پر جا کر میڈیا کے حق میں نعرے لگاتے رہے ہیں اور میڈیا کی آزادی کی لڑائی ہم نے بھی لڑی ہے۔ آج میڈیا کی نظر میں سیاستدان ہی برا رہ گیا ہے اور اس کے اچھے کام میڈیا کو کیوں نظر نہیں آتے؟

جناب سپیکر! جہاں تک ڈگریوں کا مسئلہ ہے اور اگر جعلی ڈگریاں ہیں تو ان کو چیک کرنا الیکشن کمیشن کا کام ہے اور آپ ان کو پہلے confirm کر لیں کہ ڈگری جعلی ہے تو پھر آپ یہ خبر چلائیں محض خبر چلا دینا اور پھر بعد میں اس کی تردید تک نہیں کی جاتی ہے۔ اپنے چینل کو چلانے کے لئے خبر تو دے

دی جاتی ہے کہ فلاں کی ڈگری جعلی ہے، یہ تو الیکشن کمیشن کا کام ہے نہ کہ میڈیا کا کام ہے۔ آج اگر میڈیا سمجھتا ہے کہ یہ میڈیا کا کام ہے یا میڈیا اس طرح سے سیاستدانوں کے متعلق لوگوں کو بتا رہا ہے تو میں ان سے یہ سوال کرتی ہوں کہ گزشتہ آمرانہ دور میں میڈیا نے اپنا یہ role play کیوں نہیں کیا؟ اس دور میں بھی بی اے کی شرط تھی اور اس دور میں بے شمار ایسے سیاستدان تھے جن کی ڈگریاں جعلی تھیں تو میڈیا اس وقت ان کو سامنے کیوں نہیں لایا؟ آج اگر یہ اپنی آزادی کا فائدہ اٹھا رہے ہیں تو اس وقت انہوں نے اپنا role play کیوں نہیں کیا؟ میں تو صرف یہی گزارش کروں گی کہ میڈیا کو اپنی ذمہ داری کا احساس ہونا چاہئے اور ہمارا میڈیا ایک ایسا ذریعہ ہے کہ جہاں آنے والی نسل سیکھ رہی ہے اور لوگ دیکھتے ہیں کہ ہم کیا کرتے ہیں۔ اگر ہاؤس کے اندر ہم کوئی اچھی بات نہیں کرتے اور کوئی تعمیری کام نہیں ہوتا تو آپ دیکھ لیں کہ اتنے اہم issue پر بات ہوتی ہے اور اتنے اہم issue discuss ہوتے ہیں اور ان پر فیصلے ہوتے ہیں اگر میڈیا اس حوالے سے زحمت کرے گا تو ایک چھوٹی سی خبر دے دے گا یا ایک خبر چلا دے گا یا اخبار کے کسی آخری صفحہ پر دولائنوں کی خبر لگی ہو گی لیکن اگر یہاں پر پارٹی میں اختلاف رائے ہو جاتا ہے یا ہمارے ساتھیوں کے درمیان اختلاف رائے ہو جاتا ہے تو اس کی پورا پورا دن پرائم ٹائم میں وہ خبریں چلتی ہیں اور جو اخبارات ہیں ان کے تصویروں اور اس خبر سے صفحے کے صفحے بھرے ہوتے ہیں تو ہم قوم کو کیا پیغام دے رہے ہیں کہ ہم یہاں ہاؤس میں آکر یہ کام کرتے ہیں۔ وہ کیوں نہیں اچھے کاموں کو پیش کرتے تاکہ عوام کو کوئی امید ہو اور کوئی حوصلہ ہو کہ ہاں ہمارے لئے لوگ سوچ رہے ہیں۔ یہ لوگ جن کو ہم نے ووٹ دیئے ہیں اور جن کو ہم نے منتخب کر کے ایوانوں میں بھیجا ہے وہ ہمارے لئے کام کر رہے ہیں، ہمارے لئے کچھ سوچ رہے ہیں اور ہماری بہتری کے لئے کچھ کام کر رہے ہیں۔ آخر میں، میں صرف یہی ایک بات کہوں گی کہ آج میڈیا کو شاید بہت برا لگا کہ یہاں کے تمام لوگوں نے جب ان کے متعلق بات کی اور میں ایک شعر کے ساتھ اپنی تقریر ختم کروں گی۔

یہ آپ ہی ستم تھے جو دور سقوط میں
پتھروں کو قوت گویائی دے گئے

شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت، مہربانی شکریہ۔ محترمہ راحت اجمل صاحبہ!

محترمہ راحت اجمل: جناب سپیکر! میڈیا کے بارے میں جتنے ہاؤس کے ممبران تھے ان کے دلوں میں جو بھڑاس تھی نکال لی، میرے دل میں بھی تھوڑی سی بھڑاس ہے لیکن آج الحمدللہ وطن عزیز میں جوڈیشری آزاد ہے اور اس میں میڈیا کا بہت بڑا کردار ہے۔ میں میڈیا کا بے حد احترام کرتی ہوں اور یہ بہت زیادہ قابل احترام لوگ ہیں انہوں وطن عزیز کے لئے بہت اچھے کام کئے لیکن ان میں کچھ ایسے بھی ہیں جو بہت غلط کام کر رہے ہیں، خدارا! ان کو روکئے۔ دیکھیں کہ دنیا کی کون سی پارلیمنٹ ہے جس میں لڑائیاں نہیں ہوتیں، نظریاتی جنگ تو ہر جگہ موجود ہوتی ہے بعض دفعہ یہ نظریات کی جنگ اتنی شدت اختیار کر لیتی ہے کہ کرسیاں چل جاتی ہیں اور جو بھی ہاتھ آئے اٹھا اٹھا کر مارتے ہیں تو ایک ضابطہ کے تحت ہم لوگوں کو دکھایا جاتا ہے لیکن یہ کیا ہے جو ہم دیکھتے ہیں؟ بریکنگ نیوز میں ایسا لگتا ہے کہ پتا نہیں کیا طوفان آرہا ہے؟ ایک ہی خبر کو جو بے شک بری خبر ہے اور ہمارا وطن عزیز اس وقت بحرانوں کا شکار ہے لیکن یہ نہیں کہ ہم اپنے لوگوں کو حوصلہ دینے کی بجائے ان کو شدید رنج و غم میں مبتلا کر دیں کہ ایک خبر کو بارہ بارہ چودہ چودہ بار repeat کیا جاتا ہے۔ یہ میرے خیال میں کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ میڈیا اس میں لوگوں کو تحفظ دے سکتا ہے، ریلیف دے سکتا ہے اور حوصلہ دے سکتا ہے کہ ہمارے ساتھ کچھ نہیں ہوا اور ہم وہ بہادر قوم ہیں جو بہت کچھ سہہ سکتی ہے اور ہم نے آٹھ سو سال تک حکومت کی ہے تو ہم اس ذرا سے حملہ سے ڈر جائیں، ہم ایسا نہیں کر سکتے۔ براہ مہربانی میڈیا اپنا کردار ادا کرے، ان کو اس طرح نہیں کرنا چاہئے۔[**********] میں میڈیا سے درخواست کرتی ہوں کہ خدارا! میڈیا مثبت کردار ادا کرے۔ ہمارا ملک جن بحرانوں کا شکار ہے ان بحرانوں سے ہمیں اور پسی ہوئی غریب کو عوام نکالنے کے لئے اچھا کردار ادا کر سکتا ہے۔ آپ یقین مانئے جب فوزیہ بہرام اور ساجدہ میر صاحبہ کی لڑائی ہوئی تو دیار غیر میں بسنے والے میرے relative نے مجھے فون کر کے یہ بات بتائی تو میرا سر شرم سے جھک گیا، اس کو اتنا highlight کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ آپ کو پتا ہے کہ آج یہ چینلز ہمارے ملک تک محدود نہیں ہے دنیا کے تمام ممالک میں یہ چینلز جاتے ہیں اور وہاں پر بھی یہ ساری کارروائی دکھائی جاتی ہے تو خدارا! اپنی آزادی کو اچھی طرح سے استعمال کریں میری آپ سے یہی استدعا ہے۔ بہت شکریہ۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یہاں پر بہت سی باتیں ہوئیں اور میں چند لفظوں میں صرف کل کا جو واقعہ ہوا اس حوالے سے آپ کو اپنا experience بتاؤں گی کہ کل کوئی مجھے پچاس، ساٹھ لوگوں کے فون آئے ہیں، کسی نے یہ نہیں کہا کہ آپ لوگوں کے ساتھ، کس کے ساتھ کیا ہوا؟ سب کے یہی الفاظ تھے کہ آپ یہ respect کمانے کے لئے وہاں جاتے ہیں اور آپ کی ہاؤس کے اندر یہ عزت ہے تو جب مجھے اس وقت سب کے ایک جیسے comments سننے کو ملے تو میں اس وقت واقعی یہ سوچنے پر مجبور ہوئی کہ ہم یہاں پر خواتین ہیں اور میں خاص طور پر خواتین کی اس لئے بات کروں گی کیونکہ ہمارے پاس double responsibilities ہے۔ ہم گھروں کو بھی دیکھتی ہیں اور یہاں خواتین کی representation بھی کر رہی ہیں اس حوالے سے اگر میں دیکھوں تو میں یہاں پر بیٹھی ہوئی تمام خواتین ممبران کو salute پیش کرتی ہوں کہ وہ اس جگہ پر بیٹھ کر خواتین کے لئے کام کر رہی ہیں اور

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

ان کی جو دوسری responsibilities ہیں اپنے بچوں کو سنبھالنا، اپنے in laws کو دیکھنا، اپنی تمام responsibilities دیکھنا، وہ اسی جگہ پر قائم ہیں تو میں یہ سمجھتی ہوں کہ ہمارے male members اور جتنے بھی ہمارے میڈیا کے حضرات ہیں ان کو appreciate کرنا چاہئے، ان کو encourage کرنا چاہئے کہ یہاں پر خواتین بھی مردوں کے شانہ بشانہ اپنی extra responsibilities ادا کر رہی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کا وقت آدھا گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا جو سب سے بڑا سوال ہے وہ یہ ہے کہ آپ مجھے بتائیں کہ کل کے واقعے میں آپ نے دیکھا ہوگا کہ بہت سے لوگوں کی ایسی چیزیں سامنے آئیں [********] جس انداز سے ہماری بہن کی تذلیل کی گئی ہے اور میں یہ اس لئے کہتی ہوں کہ وہ joint family system میں اپنے in laws کے ساتھ رہتی ہیں۔ ان کی بیٹیاں ہیں، ان کے بچے ہیں تو یہ کتنی غلط بات ہے کہ ایک ذرائع، وہ ذرائع کون ہیں؟ وہ کس لئے اسے highlight کر رہے ہیں؟ اس پر زور دیا جائے کہ کیوں اس طرح

کی چیزیں ہمارے ہاؤس کے اندر کی جا رہی ہیں اور خاص طور پر خواتین کو ٹارگٹ کیوں کیا جا رہا ہے ؟میں نے یہاں پر دیکھا ہے کہ جتنی بھیlegislationہوئی ہے ابھی بھی ان کیparticipationسب سے زیادہ ہے اور وہ بہت اچھے انداز سے یہاں پر کام کر رہی ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ ہمیں ذمہ داری کا ثبوت دینا چاہئیے۔ جو بھی ادارہ چاہے وہ جوڈیشری، میڈیا،politicians،ڈاکٹر یاeducationistہیں سب کو ذمہ داری کا ثبوت دینا چاہئے کیونکہ ہم خواتین کوrepresentکر رہی ہیں جو بھی کہیں کسی بھی ادارے میں کام کر رہا ہے وہ اس ادارے کی، اس ملک کی بہتری کے لئے کام کر رہا ہے تو جب پوری دنیا میں ہمارا تماشا دیکھا جاتا ہے، باہر سے لوگوں کے فون آتے ہیں کہ پاکستان میں تو ایک سے دوسرے گھر نہیں جایا جاتا۔ کیوں نہیں جایا جاتا، جب وہ یہاں پر آ کر دیکھتے ہیں تو ایسی صورتحال بھی نہیں ہے۔ مطلب اس طرح سے ہمیں پیش کیا جاتا ہے اور کل جن لوگوں کے اور میرے اپنےin lawsسے مجھے فون آئے ہیں کہ بیٹا! آپ وہاں کیا کرنے جا رہے ہیں ؟وہاں پر خواتین کے ساتھ یہ ہو رہا ہے تو میرا سر شرم سے جھک گیا کیونکہ یہ کسی ایک

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

ثمینہ خاور کی بات نہیں ہے۔ جب انگلی اُٹھتی ہے تو کسی نے مجھے یہ نہیں کہا کہ ان کے ساتھ کیا ہوا۔ انہو ں نے مجھے یہ کہنا ہے کہ آپ لوگ وہاں کیا کمانے جاتے ہیں ؟تو یہ ہم سب کے لئے لمحہ فکریہ ہے یہاں پر چاہے مرد ہو، عورت ہو specially خواتین ہم سب کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ ہم اس کو seriously condemnکریں اور اس کے خلافactionلیں اور اس کے لئے کوئی rules and regulationsبنائیں کہ جو خواتین آتی ہیں وہ اتناbold stepلے کر آتی ہیں، ان کے پیچھے پوری backgroundہوتی ہے تو وہ یہاں پر آ کر خواتین کے لئے کام کرتی ہیں تو مہربانی کریں ان کو respectدی جائے اور ان کو ہاؤس کے اندر بھیrespectدی جائے اور میڈیا میں بھی ان کا تماشانہ بنایا جائے اور یہ جو ہمpoliticiansکو بلا کر وہاں پر لڑواتے ہیں، مہربانی کریں اس میں ہم خودstepلے سکتے ہیں۔ اس میں ہمیں میڈیا کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر آج ہم بائیکاٹ کر دیتے ہیں کہ ہم نے کسی بھی

politicianنے جا کر وہاں پر بیٹھ کر ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح نہیں لڑنا کہ ہم ایک دوسرے کے سر پھاڑنے شروع ہو جائیں اس طرح وہاں پر لوگ ہمارا مذاق اُڑا رہے ہوتے ہیں۔ مجھے تو جب بھی میڈیا کے اوپر بلایا جاتا ہے تو میں 80٪ لوگوں کو avoid کرتی ہوں، مجھے پتا ہے کہ وہاں پر کیا ہے؟ آپ اپنی insult کروانے جا رہے ہیں تو میری گزارش یہ ہے کہ ہاؤس میں ہم لوگ خود steps لیں اور اس چیز کا بائیکاٹ کریں اور اس چیز پر بھی ہم زور دیں کہ صرف اور صرف اس خاتون کو کیوں highlight کیا گیا، اس کے پیچھے کیا مقاصد ہیں؟ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ سکینہ شاہین صاحبہ!

محترمہ سکینہ شاہین خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ میڈیا کے حوالے سے میں اپنا ایک چھوٹا سا تجربہ share کروں گی اس کے بعد پھر میں بات کروں گی۔ پچھلے دِنوں مجھ پر ایک جھوٹی ایف آئی آر launch کر دی گئی۔ 2005 میں ایک agreement ہوا، 2007 میں mutual understanding سے cancel ہو گیا۔ اتفاق سے میری بہن بیمار تھی اور میں فیصل آباد میں تھی۔ فیصل آباد میں مجھے ٹی وی پر وہ ایف آئی آر دکھائی جا رہی ہے۔ میں سترہ سال سے بیوہ ہوں میں اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کی کفیل ہوں اور آپ یقین کریں میں بہت بہادر عورت ہوں۔ میں نے اپنے بچوں کو رزقِ حلال کھلایا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس جھوٹی highlighting سے میں heart patient بن گئی ہوں۔ میرے دل کے اوپر burden رہنے لگ گیا ہے۔ اب مجھے یہ بتائیں کہ میری جو جھوٹی highlighting کی گئی چاہے وہ ایف آئی آر کی دفعات ختم ہو گئیں لیکن اگر خُدانخواستہ مجھے heart attack ہو جاتا تو مجھے یہ بتائیں کہ میرے یتیم بچوں کا کون کفیل ہو تا؟ اس کے بعد میں یہ کہوں گی میں یہ نہیں کہتی کہ ہمارے معاشرے میں تمام طبقہ ہائے زندگی کے لوگ ہیں ان میں اچھے اور بُرے لوگ ہر جگہ ہی موجود ہیں اور ہم سب پاکستانی ہیں اور پاکستان زندہ جاوید رہنے کے لئے بنا ہے۔ نزول قرآن والے دن 27 رمضان المبارک کو بننے والا یہ ملک انشاء اللہ قائم و دائم رہے گا اور اس پاکستان کو ایک سیاستدان قائداعظم محمد علی جناح نے بنایا تھا اور قائداعظم کے اوپر آپ جناب حضرت محمد ﷺ کا ہاتھ تھا اور آپ نے ان کے زیرِ سایہ رہ کر اور اس ملک کے اندر کلمہ 'لا الہ اللہ

محمد الرسول اللہ ' نہ ہوتا تو نہ یہ ملک بنتا اور نہ قائم رہتا لیکن یہ بنا بھی ہے، ایٹمی پاور بھی بنا اور قائم بھی رہے گا۔

مجھے اپنے میڈیا کے بھائیوں سے یہ پوچھنا ہے کہ میں being a لوگوں being a mother اگر میں ایم پی اے نہ ہوتی تو یہ ایف آئی آر highlight ہوتی ؟ کبھی نہیں ہوتی کیونکہ جس کے پاس ذرا سی عزت ہوتی ہے اس کو highlight کرنا، اس کی عزت کو خراب کرنا، کیا یہ میڈیا ہے ؟ مجھے یہ بتائیں کہ کیا میڈیا پاکستان کا حصہ نہیں ہے ؟ میڈیا بھی ہمارے ملک کا حصہ ہے۔ پاکستان ایک جسم ہے اور سیاستدان، میڈیا، وکلاء، وہ وکلاء وہ عدلیہ جس کو آزاد کرانے کے لئے میں نے آنسو گیس کے shell کھائے، میرا پاؤں ٹوٹ گیا، میں زخمی رہی .still my foot is in injury مجھے یہ بتائیں کہ ایسی عدلیہ کے فیصلے سے ایک ایف آئی آر مجھ پر launch ہوئی، عدلیہ کی آزادی کے لئے ہم نے سر پر کفن باندھ کر، سارے راستے بند تھے تو ہم وہاں پہنچے۔ ہم نے عدلیہ کی آزادی میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا اسی طرح میڈیا ہم سے الگ نہیں ہے وہ پاکستانی جسم کا ایک حصہ ہے۔ طلباء، میڈیا، جوڈیشری، وکلاء کیا ہم ایک دوسرے سے الگ ہیں کیا، ہم ایک قومیت کی سوچ اپنے اندر نہیں لا سکتے ؟ کیا ہم مثبت کردار ادا نہیں کر سکتے ؟ کیا ہم تحقیق کئے بغیر highlight نہ کریں تو ہمارے چینل نہیں چل سکتے ؟ مجھے آپ سے یہ گزارش کرنی ہے کہ آپ کوئی ایک ایسا cell بنائیں۔ یہ نہیں کہ صرف خواتین کے لئے بلکہ میں یہ کہتی ہوں کہ میڈیا ایک cell بنالے اگر کوئی خبر ان کے پاس آئے تو وہ پہلے ہمیں بلائیں، پوچھیں، اس کی تحقیق کریں پھر اس کو highlight کریں۔ مجھے یہی گزارش کرنی ہے کہ ہم سب ایک ہیں، ہم سب پاکستانی ہیں۔ ہم ایک دوسرے کا حصہ ہیں، ہم پاکستانی مشینری کے screw ہیں۔ ہمیں ایک دوسرے کا خیال رکھنا چاہئے اور قومیت کی سوچ کو promote کرنا چاہئے اور اس پاکستان کے لئے مثبت کردار ہم سب کو ادا کرنا چاہئے۔

یہ نہیں کہ وہ

ایم پی ایز کا فرض ہے، میڈیا کا فرض نہیں ہے۔ میڈیا کا بھی فرض ہے، وکلاء کا بھی فرض ہے، جوڈیشری کا بھی فرض ہے، عوام کا بھی فرض ہے۔ طلباء کا بھی فرض ہے کہ ہم سب مل کر اپنے ملک کے لئے اس وقت بھی مثبت سوچ نہیں لائیں گے تو پھر کب لائیں گے۔ ایک شعر کے ساتھ میں اختتام کروں گی کہ:

لہندے وَلوں کالے بدل گجدے وَجدے ٹُر پئے نیں
من نوں سردا ویکھن گے پر اَگے جا کر وسن گے
شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، چودھری صاحب!

جناب محمد اخلاق: شکریہ جناب سپیکر! میں وقت اور ایوان کی پوزیشن کو دیکھتے ہوئے چند مختصر سی باتیں کروں گا۔ آج جتنی دیر میڈیا کے بارے میں بحث ہوتی رہی ہے میں بھی سنتا رہا ہوں۔ مختلف اراکین اسمبلی نے بھی اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے اور میں بھی ان میں سے ایک ہوں۔ میں کہنا یہ چاہ رہا ہوں کہ میڈیا کا جو role مشرف دور میں آمریت کے خلاف تھا یا عدلیہ کی آزادی کے لئے یا چیف جسٹس کی بحالی کے لئے انہوں نے بھی جو role ادا کیا ہے اور اسی طرح کے بڑے کارنامے میڈیا نے کئے ہیں۔ انہوں نے راولپنڈی کے فٹ پاتھوں پر بھی talk show کئے ہیں لیکن آج جو حالات جا رہے ہیں وہ بڑے درد ناک ہیں۔ جس طرح سارے ادارے تباہ ہو چکے ہیں میں اپنے میڈیا والے دوستوں سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ اپنی صفوں کو درست کریں۔ لاہور جو ہمارا main city ہے اس میں شاید کچھ اچھے رپورٹرز یا جرنلسٹ ہوں لیکن جو off cities ہیں، چھوٹے شہر ہیں جیسے سیالکوٹ ہے یا کوئی اور شہر ہے، میں سمجھتا ہوں کہ میں ان کے لئے ایک information کا source ہوں [*********] میری چند تجاویز ہیں اس کے ساتھ ہی میں اپنی بات کو بھی ختم کر دوں گا۔ میڈیا کے جو لوگ سیاست دانوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں وہ سیاست دانوں کا past بھی دیکھیں اور جو ان کا positive role ہے اس کو بھی دیکھیں۔ ہمارے وزیر قانون جو اتفاق سے یہاں پر موجود ہیں ان کا وہ role بھی دیکھیں جو انہوں نے مشرف کے دور میں ادا کیا ہے۔ انہوں نے کس قسم کے تشدد برداشت نہیں کئے [*********] میری آپ سے یہ درخواست ہے ویسے تو اس

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر 221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

موضوع پر بڑی لمبی تقریر بھی ہو سکتی ہے / بحث بھی ہو سکتی ہے لیکن میں یہ ایک تجویز دوں گا کہ جس بھی اینکر کے پروگرام میں جانا ہو تو وہ اپنی پارٹی کے سربراہ سے اس کی permission لے کر جائیں۔ خواہ وہ مسلم لیگ (ن) کا ہو، خواہ وہ پیپلز پارٹی سے ہو، خواہ وہ مسلم لیگ (ق) کا ہو کسی چینل کے پروگرام میں جانے سے پہلے چینل والوں کو بھی permission لینی چاہئے۔ جتنے بھی ہمارے دوست حضرات ان پروگراموں میں جاتے ہیں. They should get permission from their party اس کے لئے پہلے ایک ایجنڈا ہونا چاہئے کہ کس موضوع پر بات کرنے کے لئے وہ اس پروگرام میں جا رہے ہیں۔ ایک بندہ وہاں بیٹھ کر کس کس بات کا جواب دے گا، کبھی وہ جعلی ڈگری کا سوال کر دے گا، پھر جعلی ڈگری سے اٹھا کر بلوچستان پر چلا جائے گا وہاں سے پھر سپریم کورٹ پر بات کرتا ہے۔ ایم پی اے کوئی ایسا نجومی تو ہوتا نہیں کہ ہر سوال کا جواب وہ اسی وقت دے سکے۔ اس لئے میری یہ تجویز ہے کہ جس پروگرام میں بھی ہمارا کوئی دوست جائے اس کو پہلے اس پروگرام کا ایجنڈا ملا ہو He should be prepared. تا کہ جب اس پروگرام کو 18 کروڑ عوام ٹی وی پر دیکھیں تو ان کو سیاست دانوں کا ایک knowledge نظر آنا چاہئے۔ اس طرح تو نہ ہو کہ ایک ایم پی اے چلا گیا یا ایک وزیر جا رہا ہے تو اس کو معلوم ہی نہیں کیا سوالات ہونے ہیں۔ break میں کچھ باتیں ہو رہی ہوتی ہیں on air کچھ باتیں ہو رہی ہوتی ہیں تو میری آپ سے گزارش ہے کہ میڈیا کا issue ایک بڑا sensitive issue ہے، اس کو transparent کیا جائے اور with the collaboration of media کیا جائے۔ میڈیا کے جو ذمہ دار حضرات ہیں ان کے ساتھ ایک sitting کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر! آپ custodian of the House ہیں آپ کو اس چیز کا نوٹس لینا چاہئے۔ مجھے تو اس طرح سے محسوس ہوتا ہے کہ جب بھی میں اجلاس میں شرکت کرنے کے لئے آتا ہوں تو فرق صرف اتنا محسوس ہوتا ہے کہ کچھ لوگ مال روڈ پر نعرے لگا رہے ہوتے ہیں، کچھ لوگ مال روڈ پر تقریریں کر رہے ہوتے ہیں، کچھ لوگ اس ایوان میں تقریریں کر رہے ہوتے ہیں اور جاتی دفعہ دونوں خالی ہاتھ ہوتے ہیں۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ آپ اس پر implementation کروائیں۔ آج بھی چار پانچ گھنٹے کا جو اجلاس چلا ہے اس کا outcome ضرور ہونا چاہئے ۔ جب تک کسی چیز کا outcome نہیں ہو گا تو میرا خیال ہے کہ جس طرح پنجابی میں کہتے ہیں کہ "کھایا پیا کچھ نہیں، گلاس توڑا

آٹھ آنے " میری آپ سے درخواست ہے اور humble request ہے کہ practically ان چیزوں پر کچھ steps لیں۔ میری تو یہ بھی گزارش ہے کہ پریس کے اور میڈیا کے اینکرز حضرات ہیں جو ان کے ذمہ دار حضرات ہیں ان کے ساتھ ایک میٹنگ کریں اور پھر کچھ ایسے rules بنالیں تاکہ جو لوگ پروگرام میں جانا چاہتے ہوں انہیں بھی پتا ہو کہ ہم پر ایک bar ہے ہم بھی کسی rule regulation تحت وہاں جائیں گے اور جو اینکرز وہاں بیٹھے ہیں انہیں بھی پتا ہو کہ ہم نے کسی ذمہ دار اتھارٹی سے پوچھ کر جانا ہے۔ اب تو یہ بے لگام گھوڑے کی طرح سلسلہ چل رہا ہے اس میں ہمارے دوست بھی شامل ہیں، ان کے source بھی تو ہم ہی ہیں۔ ہم میں سے کچھ لوگ میڈیا پر clip لانے کے لئے اپنی بڑی بڑی information provide کر دیتے ہیں۔ اسی طرح میڈیا کے بھی کچھ لوگ اس طرح کے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں کوئی نہ کوئی سسٹم تیار کیا جائے rules and regulations تیار ہوں جس کے تحت یہ پروگرام ہوں۔[******] اس کے لئے rules and regulations تیار کئے جائیں اور ان کے ساتھ بیٹھ کر احسن طریقے سے معاملات طے کئے جائیں۔ جو چیز مرکزی حکومت سے approve کروانی ہے تو اس کے لئے بھی پنجاب اسمبلی کی طرف سے متفقہ طور پر ایک proposal جانی چاہئے تاکہ اس طریقے سے پیش رفت ہو کہ میڈیا اور پارلیمنیٹرین مل کر 18 کروڑ عوام کے فائدے کے لئے کچھ کر سکیں۔[********] اب 18 کروڑ عوام کے فائدے کی بات کی جائے۔ بڑی مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ یاسین سوہل صاحب!

جناب محمد یاسین سوہل: شکریہ جناب سپیکر!

[**************]
[**************]

میں سب توں پہلاں سارے ہاؤس نوں مبارک باد پیش کرناں واں کہ اج اک ایسی روایت قائم کیتی گئی اے اور میں پورے ہاؤس دا بہت مشکور آں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: معزز رکن سے گزارش ہے کہ اردو میں بات کر لیں۔

جناب محمد یاسین سوہل: جناب والا! میں پورے ہاؤس کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے آج واقعی ایک ایسے issue کی طرف توجہ کی ہے اور اس پر تقاریر کی ہیں جس کی آج بڑی ضرورت تھی۔ میرے

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

دوستوں نے میڈیا کے بارے میں بہت ساری باتیں کی ہیں میں صرف یہی کہنا چاہوں گا کہ آج کل کرپشن تو ہر طرف ہے جدھر بھی ہم دیکھتے ہیں[*******************] میڈیا کے بھائی سن بھی رہے ہیں۔یقین کریں کہ مجھے ایم پی اے بنے اڑھائی سال ہو گئے ہیں لیکن میں اس ایوان میں قسماً کہتا ہوں کہ میں نے آج تک کسی پر جھوٹا پرچہ نہیں کروایا، کسی جھوٹے بندے کی مدد نہیں کی، میں نے تو آج تک سپاہی تک کا تبادلہ نہیں کروایا، میں نے آج تک کسی کی کوئی سفارش نہیں کی۔ ہم اتنی ایمانداری سے اپنے حلقوں کی خدمت کر رہے ہیں لیکن آئے دن ہمارے خلاف کوئی نہ کوئی خبر چلا دی جاتی ہے۔ میں پرسوں کا ایک اپنا واقعہ سناتا ہوں کہ میرے حلقے کا ایک بہت بڑا ایریا نشاط کالونی، مریم کالونی، نادر آباد، عارفہ آباد، کیر خورد اس علاقے میں ایک ڈسپوزل پمپ کی ضرورت ہے اور سارا علاقہ ڈوب رہا ہے ان کو بچانے کے لئے ہم وہاں ایک ڈسپوزل پمپ لگا رہے ہیں۔میں نے اس ڈسپوزل پمپ کا افتتاح کیا تو وہ خبر میڈیا پر چلی اور اگلے ہی دن مجھے "جیو" کا فون آیا اور بھی بہت سارے لوگوں کے فون آئے کہ اس ڈسپوزل پمپ کا stay ہوا ہوا تھا لیکن آپ نے اس کا افتتاح کیا ہے۔یہ آپ نے کیوں کیا ہے؟ میں نے انہیں کہا کہ پہلے تو مجھے پتا ہی نہیں کہ اس پر کوئی stay ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ اتنے بڑے علاقے کا مفاد ہے اس علاقے کے ہزاروں لوگ ڈوب رہے ہیں اور ان کے لئے ڈسپوزل پمپ کی ضرورت ہے میں وہاں کوئی اپنا پلازہ نہیں بنا رہا بلکہ علاقے کی فلاح کے لئے ڈسپوزل پمپ بنا رہا ہوں لیکن آپ لوگوں کو کیا تکلیف ہے؟ کہنے لگے کہ ہمارے پاس تین چار ریٹائرڈ فوجی آئے ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے stay لیا ہوا ہے لیکن ایم پی اے صاحب نے اس کا افتتاح کر دیا ہے۔میں نے کہا کہ میں نے افتتاح کیا ہے اور میں ایسے لاکھوں افتتاح کروں گا جو پبلک کے مفاد میں ہوں گے۔ان لوگوں سے پوچھیں کہ ان کو کیا تکلیف ہے تو وہ کہنے لگے کہ ہمیں بدبو آتی ہے۔میں نے ان سے کہا کہ ان کے گھر کے پاس سے نالہ گزر رہا

ہے انہیں نالے کی بدبو نہیں آتی لیکن انہیں ڈسپوزل پمپ کی بدبو آتی ہے۔یہ اس طرح کی خبریں بناتے پھرتے ہیں۔خدارا آج ہمیں سوچنا ہو گا کہ اگر ہم نے میڈیا کے اندر سے، دوسرے محکموں کے اندر سے، چاہے وہ عدلیہ ہو، بیوروکریسی ہو، فوج ہو یا کوئی بھی ہو، چاہے عوام ہوں یا سیاست دان ہوں سب کو سوچنا ہو گا کہ اگر ہم نے کرپشن ختم نہ کی ، کرپشن کسی بھی

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

level پر ہو ہم نے کرپشن کا خاتمہ کرنا ہے۔ہم نے جب تک کرپشن ختم نہ کی تو میں آپ کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہ پاکستان سدھرنے والا نہیں ہے۔ خادم اعلیٰ پنجاب جتنی مرضی کوششیں کریں، وہ دن رات جاگتے رہیں، وہ دن رات لوگوں کے لئے تڑپتے رہیں، جتنی مرضی وہ محنت کرتے رہیں لیکن جب تک ہم نے کرپٹ لوگوں پر ہاتھ نہ ڈالا، جب تک ہم نے کرپشن کا خاتمہ نہ کیا تو یقین کریں یہ پاکستان آگے نہیں بڑھ سکتا اور ہم ترقی نہیں کر سکتے۔[*********] یہ اپنی صاف ستھری صحافت کریں اور صاف ستھری خبریں چھاپیں۔اگر میرے خلاف کوئی سچی خبر آتی ہے تو چھاپیں مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے کسی اور کے خلاف کوئی خبر آتی تو چھاپیں اور ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن خبر چلانے سے پہلے اس بات کا یقین کر لیا کریں اور دونوں پارٹیوں کا موقف لے لیا کریں، دونوں پارٹیوں کو چیک کر لیا کریں کہ کیا کسی کے خلاف کوئی زیادتی تو نہیں ہو رہی ہے۔ جب کوئی خبر چل جاتی ہے تو پھر پورے ملک اور پوری دنیا میں کون clear کرتا پھرے گا کہ میں سچا ہوں اور میں نے کچھ نہیں کیا۔اس کے لئے تو عذاب جان بن جاتی ہے۔بہت سارے لوگ کمزور دل کے ہوتے ہیں، آج کل اور بھی بڑی tensions ہیں، لوگوں کو اپنے اپنے گھروں کی tensions ہیں لیکن جب اس طرح کی tension آتی ہے تو یقین کریں کہ لوگ بہت پریشان ہوتے ہیں، لوگ بیمار ہو جاتے ہیں، لوگوں کو heart attack ہو جاتا ہے، لوگ مر جاتے ہیں، لوگ شوگر کے مریض ہو جاتے ہیں۔ جو بھی کوئی غلط کام کرے گا جب تک ہم انہیں نہیں روکیں گے چاہے وہ میڈیا ہو یا کوئی اور ہو اس وقت تک ہم آگے نہیں چل سکتے۔ میری یہی گزارش ہے کہ خدارا آج ہم سوچیں اور ملک کے اندر سے کرپشن کا خاتمہ کر دیں تاکہ ہماری آنے والی نسلیں اس

پاکستان کو پھلتا پھولتا دیکھ سکیں اور پاکستان کے اندر ترقی ہو۔ آج یورپ میں دیکھیں، آج پوری دنیا میں دیکھیں کہ لوگ کہاں پہنچ گئے ہیں لیکن ہم اسی نہج پر کھڑے ہوئے ہیں جس پر ساٹھ سال پہلے تھے۔وہ ٹائم کب آئے گا، وہ دن کب آئے گا، وہ سورج کب طلوع ہو گا جب ہم بھی پاکستان کو پھلتا پھولتا دیکھ سکیں گے ؟ لیکن جب تک کرپشن کا خاتمہ نہ ہوا یہ اس وقت تک ممکن نہیں ہے۔ہمیں اپنے رویے ٹھیک کرنے ہوں گے، ہمیں اپنی سوچ مثبت کرنی ہو گی، ہمیں منفی کاموں سے نکلنا ہو گا ہم سب کو منفی کاموں سے نکلنا ہو گا چاہے وہ جج ہوں، جرنل ہوں، سیاست دان ہوں، عام آدمی ہو، بزنسمین ہو یا بیوروکریٹ ہو ۔شکریہ۔خدا حافظ ۔

---

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔آخری مقرر ڈاکٹر زمردیاسمین صاحبہ!

ڈاکٹر زمردیاسمین رانا: سب سے پہلے تو میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ظاہر ہے صبح سے سب لوگوں نے اپنے اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے۔بات بھی صحیح ہے اگر دیکھا جائے تو انہوں نے اپنے جو تجربات بتائے ہیں کہ کسی کی ماں کی death ہو گئی اور انہوں نے جو اپنے ذاتی واقعات بتائے واقعی وہ نہایت دکھ والے تھے لیکن کچھ چیزیں ہیں جن کے بارے میں ہمیں حقیقت پسندی سے سوچنا پڑے گا۔میں میڈیا کی دل سے بہت قدر کرتی ہوں۔انہوں نے عدلیہ کی آزادی میں جو کردار ادا کیا ہے یقیناً وہ قابل ستائش ہے۔ دیکھیں yellow journalism پہلے بھی تھی اب بھی ہے لیکن اب اس کی percentage زیادہ ہو گئی ہے۔ میرے سارے بہن بھائی بالکل اپنی جگہ پر درست ہیں لیکن بہر حال ہمیں حقیقت پسند ہونا پڑے گا اور اس حقیقت کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ سیاست اور میڈیا ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں۔خیر اور شر کی جنگ روز اول سے ہے، اچھائی برائی ہر محکمے میں، ہر ادارے میں اور ہر جگہ پر ہے۔اگر سیاستدانوں میں کچھ کرپٹ ہیں تو یقیناً وہاں پر بھی ہیں اگر وکلا میں کچھ اچھے لوگ ہیں کچھ برے لوگ ہیں اسی طرح آپ کسی بھی ادارے کو لے لیں کسی بھی محکمے کو لے لیں ہم اس وقت اپنی جگہ پر ٹھیک جذبات کا اظہار کر رہے ہیں لیکن ہمارے میڈیا میں جو مسائل آرہے ہیں یہ اور بات ہے کہ جس طرح highlight کیا جارہا

ہے۔حقیقت یہ ہے کہ جہاں پر سب کے حقوق ہوتے ہیں وہاں پر فرائض بھی ہوتے ہیں۔جیسے ہمارے حقوق ہیں شاید دیکھا جائے تو سیاستدانوں کے تو صرف فرائض ہی ہوتے ہیں لیکن میڈیا کو جو حقوق دیئے ہیں وہاں ان پر فرائض بھی ہیں۔ میں بہت لمبی چوڑی بات نہیں کروں گی بلکہ اپنے میڈیا والے بہنوں اور بھائیوں سے صرف اتنی استدعا ہے کہ آپ جو بھی خبر لگائیں وہ آپ کا حق ہے ضرور لگائیں ظاہر ہے اس کے بغیر میڈیا نہیں چل سکتا لیکن اس کی تصدیق کر کے لگائیں اور اس میں مرچ مصالحے والی stories سے تھوڑا سا اجتناب کریں تو زیادہ بہتر ہو گا۔میں آپ سے بھی استدعا کروں گی کہ اس بارے میں اتنے زیادہ لوگوں نے اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے لہذا آپ اس سلسلے میں اپنی رولنگ دے دیں۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ہاؤس کا وقت پانچ منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں ایک شعر سنانا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محسن لغاری صاحب بات کر لیں پھر آخر میں آپ شعر سنا دیجئے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: .Thank you Mr. Speaker صبح سے میں اپنے colleagues کی باتیں سن رہا ہوں اور اُس وقت سے یہی سوچ رہا ہوں کہ کیا کوئی ولن ہے کہ جس کو attack کرنا ہے؟ہم ولن ہیں یا میڈیا ولن ہے؟وہ ہم پر attack کرتے ہیں اور ہم ان کا attack سے جواب دیتے ہیں۔بات تو responsibility کے ساتھ act کرنے کی ہے۔ We have to act with responsibility and so does the media. اس میں اگر کسی کا قصور ہے تو وہ دونوں طرف کا برابر ہے اور اگر قصور نہیں ہے تو پھر کسی کا بھی نہیں ہے۔میں اس ایوان میں آنے سے پہلے باہر کی ایک نیوز ایجنسی کے ساتھ کام کیا کرتا تھا جو کہ دنیا کی سب سے بڑی news کی کمپنی ہے۔اس کا نام "Writers" ہے۔میں journalist نہیں تھا، میں ان کے باقی دیگر معاملات دیکھا کرتا تھا۔وہاں ان کے جو senior journalists ہوتے تھے ان کے ساتھ جب بات ہوا کرتی تھی تو وہ ہمیشہ یہ کہا کرتے تھے کہ کسی بھی issue کو report کرنے کے لئے credibility سب سے اہم چیز ہوتی ہے۔میرے ساتھ ایک دفعہ ایک واقعہ ہوا، یہ جو پرانا گرجا چوک ہے، پرانے ایئرپورٹ والے راستے میں واقع نیشنل بینک کے اندر میں بیٹھا بنک والے لوگوں کو financial products کے اوپر support کرنے کی

training دے رہا تھا۔اسی دوران لاہور ایئرپورٹ پر ایکbomb blast ہوا۔ہمارا جو بیورو چیف تھا میں نے اسے اسلام آباد فون کیا کہ جیbomb blastہوا ہے تو اس نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم نے دیکھا ہے؟میں نے کہا نہیں، میں نے تو دھماکہ سنا ہے۔اس نے کہا کسیeye witnessسے بات کی ہے؟میں نے کہا نہیں، میں نے تو صرف دھماکہ سنا ہے تو اس نے کہا کہ دھماکہ تو کسی چیز کا بھی ہو سکتا ہے۔خیر جب آدھے گھنٹے بعد وہاںambulances آنا شروع ہوئیں اورofficially confirm ہوا تو میں نے اس کوcall کر کے کہا کہ یہ توbreaking news تھی۔

I was giving you a breaking new. All the news channels and newswire agencies in a race to break the news.

تو اس نے مجھے جواب دیا کہ .Credibility is more important آج ہم جب یہ بات دیکھتے ہیں، ہمارے ساتھ جو تجربہ ہوتا ہے وہ مختلف ہے۔آج ہم کسی پاکستان کے ٹیلیویژنchannel یا ریڈیو پر کوئی بات سنیں تو اس پر لوگوں کو اتنا اعتماد نہیں ہوتا۔رات کو آٹھ بجے B.B.C کی طرف سے جو خبر دی جاتی ہے اس پر لوگ یقین کر لیتے ہیں۔دیہات کا بندہ بھی کہتا ہے کہ جی، B.B.C کی خبر ہے اس لئے صحیح ہو گی کیونکہ انہوں نے over a period of time اپنیcredibility built کی ہوئی ہے۔اگر ہماری کوئی کمی کوتاہی ہے تو میڈیا اس کو ضرور report کرے لیکن تحقیق کئے بغیر،confirmکئے بغیر صرف ذرائع کے ساتھ خبریں چلا دینا کسی طور پر بھی مناسب نہیں ہے۔شاید وہ اس کوspice up کرنا چاہتے ہیں، شاید ہماری قوم اس spice up خبر کے لئے receptive ہوتی ہے۔ہم دیکھتے ہیں کہ شام 7 بجے سے لے کر رات 12 بجے تک مختلفT.V Channels کے اوپر ایسی کتنی ہی خبریں دی جاتی ہیں۔اس میں ہمارا اپنا بھی قصور ہے۔ہم وہاں جا کر ایک دوسرے کے ساتھ گتھم گتھا ہوئے ہوتے ہیں اور ہم نے پوری قوم کے سامنے ایک تماشا بنایا ہوتا ہے۔اس لئے اس میں ہمارا بھی قصور ہے۔اب آپ کل والی خبر کو لے لیں کہ جس کی وجہ سے آج یہاں زیادہ باتیں ہو رہی ہیں۔یہ اتنی بڑی خبر نہیں ہے کہ جتنا اس کوhighlight کیا گیا ہے۔بدقسمتی کے ساتھ ایسا پہلے بھی ہوا ہے، ہماری اسمبلی میں بھی ہوا ہے، قومی اسمبلی میں بھی ہوا ہے کہ ڈگریوں کے حوالے سے لوگوں کے ساتھ ایسے مسئلے پیش آئے ہیں۔اس خبر کی تو ابھی تک کوئیofficial acknowledgement نہیں ہوئی، اس

حوالے سے کوئی notification نہیں ہوا، الیکشن کمیشن نے notify نہیں کیا۔اس کے باوجود تمام میڈیا نے اس کو بہت زیادہ اچھالا ہے، تمام اخبارات نے اس کی بڑی بڑی خبر بنائی ہے۔شاید اس لئے کہ public کی demand یہ ہو گی کہ ان کو اس قسم کی چیز feed کی جائے تو اس میں ہم سب کو responsibility کے ساتھ act کرنے کی ضرورت ہے۔as a parliamentarian اور بطور انسان ہمیں اللہ تعالیٰ نے جو عزت دی ہے اس کا ہم دفاع کریں اور ہم اپنا ایسا conduct بنائیں کہ کسی کو بات کرنے کا موقع نہ دیں۔اگر بدقسمتی سے کبھی کوئی ایسا موقع آ بھی جائے تو پھر میڈیا والے بھائیوں اور بہنوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس کو confirm کئے بغیر نشر نہ کریں۔خبر break کرنے سے پہلے اس کی authenticity کا بھی تھوڑا خیال رکھا کریں۔میری ایک مرتبہ باہر والے ایک senior journalist سے بات ہوئی تھی کہ یہاں ہمارے ہاں یہ بات کس طرح چل رہی ہے کیونکہ ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا رہتا ہے تو اس نے مجھے ایک بات کہی جس کو سن کر مجھے شرم آئی۔اس نے کہا کہ In order to break news unfortunately the media in Pakistan is making news. یعنی خود ہی خبر بنا کر اس کو break کر دیتے ہیں اور یہ کتنی دفعہ ہو چکا ہے۔یہ میں کل کی بات نہیں کر رہا، پہلے بھی کئی دفعہ ایسا ہو چکا ہے۔کل کی خبر کے بارے میں ابھی تک الیکشن کمیشن نے تو کوئی بات نہیں کی ہے لیکن سب لوگوں نے آج یہ لکھ دیا ہے کہ ہماری ایک ممبر کی ڈگری جعلی ہے۔ہم سب انسان ہیں۔اس ممبر کا بھی آخر کوئی بھائی ہے، اس کے بچے ہیں، اس کا سسرال ہے۔ہم سب connected ہیں وہ ان کے سامنے کیا منہ دکھائے گی؟اگر ایسے واقعے ہوتے بھی ہیں تو آپ اس کی ایک خبر بنا دو، اس کو اتنا اچھالنے سے یہ سارا مسئلہ پیدا ہوا ہے تو میری اس ایوان کی وساطت سے اپنے میڈیا والے بھائیوں سے گزارش ہو گی کہ وہ اپنی professional responsibility کو responsibility کے ساتھ ادا کریں جیسا کہ saying ہے کہ "Pen is mightier then the sword" قلم کا جو لکھا ہوا ہے اس کی بڑی طاقت ہے تو مہربانی کر کے اپنی اس طاقت کو احتیاط کے ساتھ استعمال کریں تا کہ کسی کا نقصان نہ ہونے پائے۔آپ کی وساطت سے میری میڈیا کے بھائیوں سے یہی گزارش ہے۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں صرف ایک شعر عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! شعر کی باری پہلے ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ کی ہے اس کے بعد آپ بھی سنا لیجئے گا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! بات اختصار سے کرنی ہو لیکن مطلب پورا ہو تو شعر کہتے ہیں جو بات قائد حزب اختلاف، چودھری ظہیر الدین خان صاحب نے ہماری پارٹی کی پالیسی بیان کرتے ہوئے آج اپنی تقریر میں فرمائی ہے۔ بہت دیر تک سوچتی رہی کہ آخر بہت پیار سے، بڑے اچھے طریقے سے اسی بات اور مطلب کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی پارٹی پالیسی کو سب تک کیسے پہنچایا جائے؟ تو اکبر الہ آبادی سے معذرت کے ساتھ شعر عرض ہے کہ:

[*************]
[*************]

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بے حد شکریہ۔ میں بات تو پہلے کر چکا ہوں۔ حسب حال ایک شعر پیش کرنا چاہتا ہوں:۔

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر 221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

کل چودھویں کی رات تھی شب بھر رہا چرچا تیرا
کسی نے کہا چاند ہے، کسی نے کہا چہرہ تیرا
ہم بھی وہاں موجود تھے ہم چپ رہے
ہم خاموش رہے مقصود تھا پردہ تیرا

جناب سپیکر! چونکہ چاند میں بھی داغ ہے اس لئے شاعر خاموش رہا۔ میں بھی یہی کہنا چاہتا ہوں کہ ہماری society کے ہر طبقے میں داغ موجود ہے۔ ساری society غلط نہیں ہے لیکن یہ داغ ہر طبقے میں ابھی موجود ہے جس کی ہمیں اصلاح کرنی ہے۔ بے حد شکریہ۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے عرض کرنا چاہوں گی۔ شوکت مزاری صاحب کہتے تھے کہ شعر کا جواب شعر سے ضرور دینا چاہئے۔ آج وہ بہت یاد آ رہے ہیں۔ پہلے میں میاں صاحب کا شعر correct کر دوں۔

ہم بھی وہاں موجود تھے ہم سے بھی سب پوچھا کئے
ہم چپ رہے ہم ہنس دیئے منظور تھا پردہ تیرا

اس کے جواب میں عرض ہے کہ:۔

تم بھی وہاں موجود تھے تم سے بھی سب پوچھا کئے
تم چپ رہے تم ہنس دیئے منظور تھا "چاچا" تیرا

(قہقہے)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز جمعرات مورخہ 8۔جولائی2010 صبح 10-00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔